بصنعِ مکینِ مکان و فضلِ خلاقِ زمین و زمان

دیوانِ امیر

معروف باسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبعِ نامی منشی نولکشور میں طبعِ مشہورِ اہلِ جہان ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب کلیات ودواوین فارسی وکلیات ودواوین اُردو ذیل مین درج کرتے ہین ناظرین اور شائقین ملاحظہ فرماکر حظ کافی وبہرہ وافی اٹھادین

کُلیات ودواوین اُردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی میر انشاء اللہ خان بہادر کا ہے اور یہ حضرت عہد مین نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی شاعرون سے تھے -

کلیات نساخ - اس مجموعہ مین رسائل ذیل ہین شاہد عشرت سخن شعرا - اشعار نساخ مرغوب دل دفتر بیمثال - گنج تواریخ چشمہ فیض - قند پارسی زبان ریختہ -

قطعہ منتخب - از مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر

رسالہ زبان ریختہ - وجہ ایجاد زبان ریختہ کو لطف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع نظائر اشعار اساتذہ تالیف کیا -

شاہد عشرت - مولفہ ایضاً -

سخن شعرا - ایضاً شعرائے متاخرین کا اردو تذکرہ ہے

اشعار نساخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے -

مرغوب دل - یہ مجموعہ بھی تصنیف جناب ممدوح الصدر کی فارسی رباعیات کا ہے -

دفتر بیمثال - دیوان ایضاً

گنج تواریخ - یہ کل تاریخین جناب موصوف کی تصنیف سے ہین -

کلیات سودا - قصائد ومثنویات ودواوین وغیرہ از کلام مرزا رفیع السودا -

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتاب ہین - ۱ کتاب ۲ - مثنوی عاشق صنم - ۳ - ٹھمریان - ۴ - شجرہ قادریہ -

کلیات صنعت - کلام شاعر ستمند میان کریم الدین صنعت مرادآبادی -

کلیات ناسخ - کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہر دو دیوان ہیں

کلیات آتش - تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی سنہ مصرعہ -

کلیات نظام - اردو یہ کلیات بلاغت نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مرزا نعلیخان بہادر نظام ہی خیالات نظم قابل دید ہین -

کلیات نظم اکبرآبادی - اسمین مخمس ومسدس و دیگر نظم ہین -

کلیات امیر اللہ تسلیم - نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب شاگرد رشید نسیم دہلوی -

کلیات میر تقی - مسلم الثبوت استاد کا کلام ہے بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا -

کلیات ظفر - ہر چہار جلد یہ مجموعہ دیوان حضرت ظفر مشہور ہے -

کلیات مومن - نہایت پاکیزہ ولایتی کاغذ پر چھپا ہے -

ایضاً خانی جدید -

بہارستان سخن - اردو ناسخ وآتش آباد کی ہمطرح غزلین سنہ مصرعہ -

بصنائع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان امیر

معروف باسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول اہل جہان ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم واقبالہم مشتملبر مناظرۂ دانش و وہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہ قلم
دائرے طبل کے تصویر ہیں الف شکل علم

ہیں جو یہ عرصۂ کاغذ پہ حروف و حرکات
یہی لشکر ہے یہی فوج یہی خیل و خدم

ہے فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہے ندیم
وزرا مرتبۂ و دبدبۂ و جاہ و حشم

منتخب ہیں جو مضامین تو معانی ہیں لطیف
ہیں وہی گنج و خزاین وہی دینار و درم

اہل دفتر نے جو کی کھول کے بستونکو نشست
گردن منشیٔ گردون ہوئی تسلیم کو خم

کبھی منصب کبھی تقسیم مین دین جاگیریں
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوئے مجرائی
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
مر رہا تھا جو ادب کا وہ پکارا ہیہم

روبرو حسن و جمیاہ فلک فر کے نگاہ
تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم

ہوئی مجرے سے بخوبی جو فراغت حاصل
مسند حکم ہوئی مطلع انوار قدم

روبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلائق کی بر آئی مطلب
بعد اخبار کے پرچونکی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کے دانش و وہم
بحث اک بات کی دونومین پڑی ہی ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضر بزم
حاضر بزم ہوے وہ تو ہوا یہ ایما
عرض دانش نی یہ کی روز ابد تک قائم
بندۂ خاص نی دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک حاکم ہی فلک جاہ خرد مند زکی
نام ہی کلب علیخان بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود و کرم و ہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر اوسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہی نا ممکن
کیسے کیسے نہین گذری ہین جہا نمین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چار سو ہمت حاتم کا ہے آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہ ان سب سے ہے بڑھکر کوئی
پیچ کہتا ہون مین دعوی مین ہون اپنی صادق

حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہوے لعل فشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش ادب سے دم
در دولت پہ ہی ہنگامہ لڑے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورت خط توام
دیکھین کیا کہتے ہین خود دونومین ہم ہو نگے حکم
کیون لڑے کیا سبب جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانان زمانہ رؤسا سے عالم
صاحب علم و ہنر معدن اخلاق و کرم
جسکے خدام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہی وہ یکتا سے زمانہ سر اقدس کی قسم
پیش انصاف گزین حق کا چھپانا ہی ستم
بلکہ مارا رہ انکار مین منکر سے نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگان عربستان و صنادید عجم
سارے آفاق مین کسریٰ کی عدالت ہی علم
حکم نادر ہی عیان جلوہ نما عشرت جم
شش جہت پر ہی عیان سب سے جری تھا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب سے ہم
ہین دلائل جو ہون گوش شنوا گوش اصم

کچھہ یہ سنتا نہین انکار یہ باندھے ہی کمر
ہوگیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھی عدل مین پہلے ہی کلام
فی البدیہہ اوسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل رسول
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
ہنسکے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ بھی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش ازین نیست کہ دعوت مین کیا کرتا تھا ذبح
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہی حد
اتنے سائل تھے قبیلے مین بنی طے کے کہان
روز پاتے ہین زر و گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحب زر ہو کی غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھہ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھہ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہین لوہا اسکا
سنکے اس بات کو دانش کو ہوا کچھہ جو سکوت
شاہنامہ نہین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سائل
میرے ممدوح کی جرارت تھی بھلا اوسمین کہان

گفتگو سے طرفین آپ نہین ہو کے بہم
ایک اک بات کا ہو فیصلا ہو کہ نعم
نام کسرے کا ہی انصاف و عدالت مین علم
جاہ بے آب بھی پاتا ہے کہین رتبۂ یم
عدل کسری ہی مین ضلالت کی طریقے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہی کہ جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اسمین جتنے ہون میسر اوسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہی خلائق کا زہے جود و کرم
جمع اوسکی در دولت پہ ہی سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہے کہ ہین اسکے گدا تک حاتم
نطق ہو بند تو منھہ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائل جرات رستم ہے عرب تا بعجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنایا رستم
رعب سے اوسکی صفین ہوتی ہین برہم درہم

(۱

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
اسپہ پڑ جای صفت فوج عدو مین بھاگڑ
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
کی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکر نبرد
جام جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سنکے دانش نے کہا خوب کہان تجکو تمیز
فرض کر دم کہ مہیا ہون سب اسباب نشاط
آپ ہی ہین جو نہوا وسکو ہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگونمین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن رشک چمن بوقلمون رنگ برنگ
خوبصورت وہ حسین ماہ جبین پیش نظر
کبک و طاؤس کی رفتار تو چیتے کی کمر
رقص وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤس فلک
جام جم سے اگر آئینہ تھا احوال جہان
طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجاد نہین
یہ چلی وہم کی اسمین بھی تو بولا مجبور
حکم نادر کا فلاطون کی ہی حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہی
آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین بجرم
کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سر میدان جو ڈکارے صفت شیر اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کسنے آراستہ کی بزم طرب صورت جم
جس سے تھا پیش نظر آینہ حال عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نقل و می و اصوات و نغم
لذت سامعہ و ذائقہ و قوت شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شیم
زیور و نمین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف تو سا آئینے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالان حرم
کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ مزامیر و نغم
راز کونین سے آگاہ یہان دل ہر دم
متاخر ہین سراسر قدما سے اقدم
غیر قائل ہون برای فارق انوار و ظلم
فرق انکا بھی سنون کون سا کون ہی کم
لائق مدح ہی ممدوح وہ ہین قابل ذم
[illegible] ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
سرمۂ روشنی چشم ہے یان خاک قدم
گر عین سیکڑون احسان ہی اسکے ہین حرم

اور حکمت مین فلاطون کا ہی کیا ذکر کہ وہ
بیٹھہ کر خم مین ہوا راہی اقلیم عدم

یہ وہ دریا کہ خم چرخ جہان ایک حباب
پھیل کر قطرہ نہ دریا ے کبھی ہو اعظم

طرفہ حکمت کہ نبی سے بھی وہ قائل نہوا
دل صفا سے ہی یہان مطلع انوار قدم

کفر وایمان مین بڑا فرق ہی لازم ہی تمیز
وہ اگر ہیمۂ دوزخ تو یہ ہے سرو ارم

جب سنا ایسے براہین یہ ہوا وہم کا حال
خم کیا سر کو لیے دوڑ کے دانش کے قدم

چشم الطاف سے دانش ذی ہی کی اوسپہ نظر
پھر تفہیم کہا سُن کہ تو ہے نیک شیم

یہ تو تھے تیرے سوالات کے اب وہم جواب
وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتی ہین ہم

علم مین حلم مین الطاف مین دانائی مین
ایک ہی فرد ہے یکتا ہے وہ فخر عالم

ہر سحر مشعلہ فریاد رسی داد رسی
میہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم

جتنے جس شہر سے آتی ہین مسافر مہمان
کیمیا کرتی ہے اونکو نظر فیض شیم

اس جگہ چاہیے موزون ہون کئی مطلع صاف
گھر مین بیتون کے لگین آئینے قد آدم

مطلع

وقت رفتار ہے زر ریز عجب فیض قدم
نقش پا راہ مین بنجاتے ہین دینار و درم

در دولت کی وہ عظمت ہی کہ جس سے ہر دم
لو لگائے ہوے ہی لام ہو یا دا و ستم

تنگدل وہ ہی عدو نام جو اوسکا ہو رقم
ساحت لوح یہ سمٹے کہ ہو میدان قلم

چشمۂ فیض سے اوسکے جو شجر ہون سیراب
عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم

دلمین وہ سخت دلونکے بھی جگہ کرتا ہے
سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقش قدم

ہی تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب
کسر نفس اوسکو نہ کس طرح کرے فتح سے ضم

عفو ایسا کہ خطاکار سے بھی ہی اغماض
صاف پی جائے جو کھائی کوئی جھوٹھی بھی قسم

زائر درجودۂ شوق مین ہوتے ہین رواں
حسرت آنکھونکو یہ ہوتی ہے ہوی ہم نہ قدم

ق

بیشی دولت والا نے یہ پامال کیا
کہین ڈھونڈھے نہین ملتا ہی نشان سر کم

۱۱

مرکز کاف کی شمشیر سے کٹتا ہے سیم — درمیان مین جو نہوتا قدم ای کرم

ق وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا — کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہ عدم

صور گہد سے تو وہ بھول بھلیان بنجای — کہ بھٹکتا ہی پھرے اوسمین سرافیل کا دم

فیض سے اوسکے وہ کرتی ہین دوشالی تقسیم — کملیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین دمکے غنم

قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب اوسکا ہی — آنکھ دکھلائے جسے اوسکا ہو دم عین علم

صرصر قہر چلے اوسکی تو ہستی کیسی — چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت خیم

سو وہ خورہ ہی عدو کیون نہ زمین پر لوٹے — عدم ہضم غذا ہے نسبب درد شکم

ق عہد مین اوسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہی سزا — کہ ستم ہی حق معشوق مین عاشق یہ ستم

اثرا اوتا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون — پڑھکے کیلی جو کرے سورۂ جن قتین یہ دم

بت پرستی کا مٹا عہد مین اوسکے یہ رواج — قابل عدکے ہو اطفال بھی کھیلے جو صنم

بسکہ پابند شریعت ہے وہ مقبول خدا — اسقدر کی ہی شریعت کی بنا مستحکم

کہ کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا — سر حد شرع سے باہر نہین پڑتا ہی قدم

ق آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو — غافلو راہ عبادت مین نہو سست قدم

تمسے ہوتی ہین شب و روز نمازین جو قضا — دیکھو ماتم مین اونھین کی ہی سیہ پوش حرم

ق اٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین — بند دروازۂ بتخانہ ہے واباب حرم

ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے — سجدہ گاہین وہ بناتے جو بگڑتے بھی صنم

تن یہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ — خود ہے مشعلۂ طور زرہ رخت حرم

ہی سپر پشت مبارک یہ کہ حمزہ کی سپر — ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دودم

ق حملہ در فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ — باندھکر چست کمر کھینچ کے شمشیر دودم

کھیت کشتو نکا نہ طیار بھی ہونی پاے — ہو چکی تیغ و قضا مین برضا بیع سلم

تھا سیہ رو جو عدو اوسکو کیا خون مین تر — کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

نثر مین نظم مین سب طرحکی رنگینی ہی
ہے ورق ہاتھ مین گلزار تو طاؤس قلم

کیون نہ عالی سخن اوسکا ہو کہ ہی استعداد
بیت محکم ہے وہی جسکی بنا ہے محکم

یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ
واہ کیا نظم ہے جسکا ہے ثنا خوان عالم

تاج کہتا کہ ہے تاج سکندر کیا مال
تخت کہتا ہی نہین تخت سلیمان ہے مین کم

تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوے چتر
سبز بختون سے ہون ہر سبز یہ ہی قول علم

اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھولون
فیل کا عزم ہر رخ یہ رکھدون مین قدم

تیغ کہتی ہی کہ مجھسے دل مریخ ہے آب
نیزہ کہتا ہے کہ مجھسے سر بہرام ہی خم

مدح ممدوح بہت تجھسے ہے دشوار امیر
آتشین ہی یہ رہ سخت تو چوبین ہی قلم

روک لے روک لے رہوار طبیعت کی عنان
کر دعا حق سے کہ اے خالق انوار و ظلم

نور اقبال رہے اسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدای دژم

ایضاً قصیدۂ مدحیہ

تا کجا کو تھی اید بست ہوس کر جھوٹ
پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے الٹ

جیتتا ہو جو سواران سخن سے میدان
پھینکنا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ

یہی گو ہی یہی میدان یہی معنی یہی لفظ
اپنی اپنی ہے دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ

پی چکے گو کہ مے صاف سخن کو می نوش
رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ

خم ہین میخانے مین ایسے بھی کہ ٹوٹی نہین مہر
کھول منھ بھر کے صراحی کو لے پیچا غٹ غٹ

دو قصیدے جو سنے مصحفی و انشا کے
واقعی سکہ رائج ہین ولیکن سپلٹ

سخت پتھرے جو تھے قافیۂ نامانوس
کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اونکی اچٹ

ذائقہ ہے تو فقط گرمی و بیباکی کا
پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ چل دور ہٹ

ہمت فکر نے باندھی جو کمر بہر جواب
اول اول تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا
کرلیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ

لو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح
وہ مری صاف نہیں نام کو جسمین کھٹ پٹ

مطلع

شب شنبہ جو ہی خواب مین لینے کروٹ
آئی اک حور لقا پاس الٹ کر گھونگھٹ

کچھ عجب فتنہ کہ اوسکی جو نظر جاے پلٹ
ساتھ ہی چرخ پھرے لے یہ بانہ کروٹ

شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت
شوخ عیار غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ

رحم دکھلائے جو منھ دور سے پھر جائے نگاہ
شرم آجائے تو آنکھین کہین چل جائے وزہوٹ

گر پڑی جان یہ زیور کے چمک سے بجلی
کھینچ لے دلکو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ

وہ نگاہین غضب آلودہ وہ مژگان کی صفین
لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے گھونگھٹ

لے کے انجم کا جو لشکر اوتر آئے مریخ
کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ

پختہ کار اوسکو جو دیکھین طمع خام کرین
ثمر پیش رس حسن مین وہ گدرا ہٹ

طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت
دست افشار طلاسے بھی سوا نرماہٹ

آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر جلد سے بڑھے
توسن ناز کو یوئی سے وہ بھینکے سرپٹ

مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ
لے چھوے گاہ بچالو کیطرح جائے سمٹ

تیلیان آنکھو نکی در پردہ اشارون سے کہین
ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہا نکا گھونگھٹ

مانگ لے مانگ دکھا کر کبھی عشاق کے دل
باندھ لے گاہ گلا کھول کے وہ زلف کی لٹ

رخ و گیسو پہ مرے اتنے مسلمان ہندو
مقبرے ہو گئے تعمیر بھرے سب مرگھٹ

فتنۂ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ
لا چھپیٹے مین اسے دیر نکر دوڑ جھپٹ

طاق کاکل وہ پھینکیتی مین کہ سر کی کوئی چوٹ
روک نے ڈر کے تو وہ جھک کے لگائے یالٹ

ہاتھ چھو جائے جو گیسو کو تو کھائے یون پیچ
جسطرح کاٹ کے کالا کوئی جاتا ہی پلٹ

دیکھ کر ابروے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان
پہلوان دو ہین کہ کشتی مین ہے بہین غٹ پٹے

جلوہ گر مردمِ چشم وصفِ مژگان سے یہ صاف
پھیر کر آنکھ کہے آنکھیں ہین نرگس کی پھٹی
چوری چوری چمنِ رخ مین جو آجائے نگاہ
وصف لکھے لبِ شیرین کا جو کوئی کاتب
بڑھ کے گلبرگ سے بھی وہ کفِ نگین نازک
آرزو مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
استخوان تن مین نہین ایک ہوتا تھا گمان
کسطرح ہو نہ گلا کیفِ میِ حسن سے مست
سینہ آئینہ شفاف شکم چشمۂ حسن
شورِ خلخال سنائی جو روان ہو دو گام
غرض اس شکل کی معشوقہ کیا جسکا بیان
شوقِ دل نے یہ کہا مست ہے یہ سرو سہی
ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سرکی
چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
ہنسکے ظاہر مین کہا واہ رہی ٹھنڈی گرمی
چپ ہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
ہوش مین آؤ ذرا خیر ہے کیسا ہے مزاج
مین وہ ہون جسکی ہوس مین ہین ہزارون نامی
زہرہ بالائے فلک کشتۂ شمشیر نگاہ
مرغِ دل سیکڑون شہباز نظر کے ہین شکار
ذوقِ وصلت مین ہوے گور کنارے کتنے

حور بیٹھی ہے درِ خلد پہ کھولے ہوے پٹ
دہنِ تنگ نہ دے منھ کہ ہے غنچہ منھ پھٹ
زلفِ مشکین کی رسن باندھ لے مشکین جھٹ پٹ
صفحہ سی صفحۂ عذوبت کے سبب جائے چمٹ
غنچے لین وہ نگاہوں کی کیون نہ بلائین چٹ پٹ
کہین جوشن کی طرح جاؤن مین بازو سے لپٹ
گل مخمل کیطرح تن مین غضب نرماہٹ
پی ہے نشے مین صراحی کی صراحی غٹ غٹ
موجِ دریاے لطافت شکمِ صاف کی بٹ
مُردے اوٹھ بیٹھین تہِ خاک یہ ہو گھبراہٹ
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ
عشق پیچے کی طرح جائیے مستی مین لپٹ
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ
تازیانے سے نہین کم وہ پڑی تیغ جو پٹ
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجھلاہٹ
تھی ملاقات کہان کی کہ یہ تیزی جھپٹ
خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ
سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ
حلقِ مریخ کو پھانسے ہے مری زلف کی لٹ
خال وہ زاغ سیہ ہے کہ کلیجے کیے چٹ
شوقِ دیدار مین کتنون کی گئی آنکھ اُلٹ

ہندتک روم سے جتنے کہ ہین شہزادے
پانون کتنون کے تھمسے شل سبوسر مثبور ے
ناطقہ خانۂ دولت ہی مرا نام صفت
ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس
وصف تو کرتا ہی جسکا مین اوسکی ہون صفت
راہی النور سے اوسکے ہے آنکھونمین ہی نور
صف مژگان سے عیان پنجۂ پرزور کی شکل
اوسکی جو راستی طبع وہی قد میرا
مصحف رخ کو جو دیکھو تو نمایان وہی شان
کون وہ کلب علیخان بہادر جمجاہ
حاکم خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپیٹ
کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع
بزم مین زمزمۂ حسن ہے یا نغمۂ عشق
شمع و پروانہ سے ہر شب وہ تماشا کرتا ہی
طرفہ محفل کہ یے رقص یہان آتا ہے
واہ کیا قصر حکومت ہی رفیع اور وسیع
فیض مقدم سے تو انگر فقرا ہوتی ہین
شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
جزرومد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
دم بخشش اوسے ورکار ہین ھیرن تی
کسقدر ملم ہی شیرین جو زبان پر آجاے

صبح تا شام ہے اونکا مرے در پر جمگھٹ
بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ
مین نگین ہون تو مکان جاے زر و سیم پٹ
ہو گران تجکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ
دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اولٹ
خلق اوسکا مری گیسو مین ہی خوشبو کی لپٹ
عزم اوسکا مری شاہین نگہ کی ہی جھپٹ
دامن فیض کا لٹکا مری زلف کی لٹ
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اوسکی چوکھٹ
دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رٹ
مطلع
کرلیا سارے گلستان کا علاقہ کورٹ
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ
اونھین لوگو نکا رہا کرتا ہی اکثر جمگھٹ
لن ترانی کا ترانہ ارنی کی تر وٹ
سر پہ طاؤس چمن رکھکے کنہیا کا مکٹ
جسکے دروازے پہ ہین جرات و ہمت دو پٹ
بخت خفتہ کو جگاتی ہی قدم کی آہٹ
کعبہ ان چار مصلون سے ہی اوسکی چوکھٹ
جھکے کوثر جو زمزم ہو اگر جاے سمٹ
کھو نیسان سے بحرین کا ملکہ لے پیٹ
منھ مین بیمار کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

رزم مین لیتا ہی بندوق کا توتا یہی نام
اسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی
عدل وہ ہی کہ زمانے مین نہین بوہی فساد
در دولت ہی عجب فیض کی چوٹ کہ جہان
آگے ہمت کے ہی یہ دولت دنیا کیا مال
دی عجب پنجۂ و بازو مین خدا نے طاقت
کہو ستم سے کہ کیا جان کی منہ چڑھتا ہے
نگہ قہر کرے سنگدلون کو جو رنگ
کب عدو کو ہی جہ پستی قسمت سے نجات
برق جا کر جو جلاتی ہے عدو کے خرمن
زشت کیا دشمن کافر ہی کہ ہی اوسکی جگہ
اس جگہ سے مین کرون ہو کی مخاطب تعریف
غائبانہ ہی اگر نصف خطابی بھی ہو نصف
ہین ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ
تب بنی اس سے ترے خاک قدم کی اکسیر
کیا ترے قہر کا وادی ہی تماشے کی جگہ
ہر کہاری ہی ہوادار کی صورت مین پری
زیر فرمان رہے ہر دم جو کہی تو وہ کرے
حق تو یہ ہے کہ ترے قبضۂ قدرت کی سوا
جسکا تو دوست ہوا اوسنے خزانہ پایا
حکم تنگی دہن تنگ سے جائے جو نکل

بزم مین طوطی مینا کو اسی کی ہے رٹ
دل کی اس حرز یمانی سے گئی گھبراہٹ
ہو تہتک جو کھلیتون مین کبھی ہو کھٹ میٹ
کبھی پڑتا نہین پالا کسی تقدیر کا پٹ
لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ
امتحان چاہے اگر کوئی تو دی کوہ اولٹ
یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ
یہ وہ شمشیر نہین جائے جو پتھر پہ اچٹ
آنکھین دو لاب ہین سر اوسکا ہی جگر سے رہٹ
بولتا ہے وہین اوس تیغ سی رعد آکی رٹ
زیست مین خانۂ زندان پس مردن گھٹ
چاہیے شاہ معنی کی بدل دون کروٹ
ایک دروازے کی خاطر ہین مناسب دو پٹ
مطلع
لگے یہ چار گرہی ایک بنی ہی جو کھٹ
جب چرخ نے ماہ کو شق کرکے کیا جب سمٹ
پیچ کہاتی ہین بگولے کہ کلا کرتے ہین نٹ
تخت جم لے کے یہ پریونکا چلا ہے جمگھٹ
زال دنیا کو مناسب نہین اب تریا ہٹ
مال جو غیر کے قبضے مین ہی وہ ہی تلپٹ
خط لکھا جسکو اوسی شخص کی ہنڈی گئی پٹ
سارا آفاق ہو ذرہ یہ زمین جائے سمٹ

وسعتِ طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
عاجزونکو جو ملی عدل سے تیرے قوت
سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
تارہے اوسپہ تری راے منور کا چراغ
سب مٹیون سے ریاست ہے تری بالاتر
حسن وہ ہے کہ اگر قاف مین کھنچکر تصویر
چین آتا نہین جبتک کہ عروس دولت
کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہے حسن شباب
تجکو ساقی سے مے صاف ملی روز ازل
تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہین کھسکتی مین چھٹلے یہ ترے ارض و سما
خلق سے کیون نہ معطر ہو زمانے کا دماغ
علم وہ جسکو وقایق ہین کتب کے آسان
ہے بیان تذکرۂ معنی و تفسیر و حدیث
تجھسے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
فیل گردون کرے دونونکو مسل کر پامال
کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہے ٹھیک
کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
ایک دم مین صفِ اعدا کو کیا دو ٹکڑے

ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ
شیر کو ڈرتے لگائے شکم گاؤ کی بٹ
کر دیا کیا تری چٹکی نے مسل کر سلیٹ
سب کے چوب شجر طور سے آئی ڈیوٹ
معتبر جیسے ہے اخبار مین اخبار گزٹ
جتنی ہمیان ہین وہ لین تیری بلائین جھٹ پٹ
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اوٹھا کر گھونگٹ
کیا مزہ دیتا ہے میوے مین جو ہو گدراہٹ
آگئے شمر و جمشید تو پائی یہ تلچھٹ
ہوا بھی حسن فلک گر کے زمین پر چوپٹ
سر کی چوٹ اپنے نہ رکھتی ہے نہ اونٹ پلٹ
مشک تر سے سوا اسمین ہے خوشبو کی لپٹ
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین نمٹ
اہل منطق سے کھولائے کہانتک جھنجھٹ
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہما سے کھوسٹ
سیار سینگی اوسے دے لاکے جو گیدڑ پاکھٹ
خوف ہنگام سخن ہے کہ کہین جائے نہ کٹ
جسطرح بیٹھ رہی جام مین مے کی تلچھٹ
برج آبی مین ستارون نے کیا ہے جمگھٹ
رہ مین پیاسونکی ہوئین شمع بھی کر شگفتہ
سیکڑون بار چلی پر نہ پڑی تا یہ کبھی بیٹ

عصن تن کے لیے ہی چال قیامت اسکی
پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہی جوم
جسکو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑی اوسکی
وصف رہوار سکندر کا کرے کیا کوئی
شب مہتاب سے کم منھہ پہ نہین اندھیاری
دامن شاہد کنعان ہی ہر اک دامن زین
شرق سے غرب مین پھر غرب سے آئے سوئے شرق
وقت رفتار کبھی رہرو خفتہ کی طرح
ورق گنجفہ سان ساتھہ پھرین لیل و نہار
ایک ہی ٹاپ مین ہو جائین دو عالم برہم
فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پھینکے
دم رفتار اوسے خضر بھی دیکھین تو کہین
زور سازور ہی کچھہ پانون مین اسکے جوڑے
کمر کوہ سے کیونکر ہو تحمل اسکا
ہی کشادہ دہن اسکا کہ در باغ ارم
اس جسامت پہ کہ ہے صورت اندیشہ جسیم
لیلۃ القدر رکھہ ان نام قصیدی کا امیر
ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز
حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان

ایک ٹھوکر مین ہی یہ قلعۂ نہ در چوپٹ
ملک الموت سے کہتی ہے کہ بول آگے رپٹ
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کہے دور ہو ہٹ
چال دلدل کی تو ہے رخش کبھوتر چیوٹ
بلکہ زیبا ہی اگر کہیے دولہن کا گھونگھٹ
سر پہ کلگی کہ کنہیا کا ہے یہ مور مکٹ
دم مین سو بار جو راکب سے پھینکے سرپٹ
ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ
گشت کے وقت کرے یہ جو الٹ اور پلٹ
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون غت پٹ
آندھی آجائے سیہ جائے فلک گرد مین اٹ
دست صرصر سے کیا پردۂ ظلمات سمٹ
عرش آ ملے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ
پانون رکھدے یہ اگر گاو زمین لے کروٹ
دولون دندان ہین کہ موتی کی ہین گویا [illegible]
چشم سوزن سے نکلجائے اگر جائے سمٹ
کہہ یہ خامہ سے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ
سجدہ گہ سارے زمانیکی رہے یہ چوکھٹ
در دولت یہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفس چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون کے تلے جائین بڑی لطف سے کٹ

قصیدۂ دیگر

فصلِ گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان
ہر طرف گلہاے رنگارنگ گلشن مین کھلے
خم ہوئین شاخین درختون کی ہوے خاک پر
قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار
جھوم کر آیا ہے ابر کوہساری باغ مین
لا کہ کہتا ہے کہان موسی ہین آ کر دیکھ لین
جھومنا مستون کی صورت ہے درختونکا بجا
لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست
داربست تاک مین خوشے نظر آنے لگے
سیم غنچہ کیون نہ بے حد ہو زرِ گل بے شمار
ہر روش پر بیٹھی ہے بزاز بنکر خرمی
فیضِ شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس
نو عروسانِ چمن کو ہے جواہر کا جو شوق
یون ہے جنبش مین ہوا سے ہر نہالِ سایہ دار
ہے مبارک فال کوئی ہونیوالی ہے خوشی
جان پھولونمین پڑی زندہ ہوئی خاکِ چمن
قمریون کا قول ہے ہم ہین طیورِ باغِ خلد
صحنِ گلشن مین نزاکت نے جمایا ہے رنگ
ہے بلندی مجازی اسقدر ہر شاخ مین

بڑھ کے رضوان سے ہے ان روزون باغِ باغبان
جیسے صبحِ عید یکجا ہون حسینانِ جہان
کر رہے ہین سجدۂ شکرِ خداے انس و جان
جی اٹھے جو ہو گئے تھے مردہ دل وقتِ خزان
رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہیچ کر شادمان
صاف جلوہ ہے چراغِ طور کا مجھ سے عیان
نکہتِ گل مین بھی ہے کیفِ شرابِ ارغوان
نرگسِ شہلا نے رکھی مے فروشی کی دکان
جسطرح جھرمٹ ستارون کا فرازِ آسمان
رکھتی ہے اکسیر کی بوٹی بہارِ بوستان
جسطرف دیکھو کھلی ہے سبز مخمل کی دکان
سبز مین ہے مردم گیاہ کے جامۂ آبِ روان
تختۂ فیروزہ آیا ہے چمن مین آسمان
ہو خرامان جس طرح کوئی حسینِ دلستان
ہر چراغِ لالہ جوشِ رنگ سے ہے گلفشان
ہے دمِ جان بخش عیسےٰ یا نسیمِ بوستان
سرو کہتا ہے کہ مین ہون طوبیِ باغِ جنان
مرغِ بو کا آشیان ہے شاخِ گلبن پر کہان
ہے محیطِ مشرق و مغرب برنگِ کہکشان

ہائے گر سورج مکھی کے سایہ مین تھوڑی جگہ ۔۔۔ بھول جاے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہی ۔۔۔ چادر مہتاب ہی فرش فضای بوستان

سیر کو جو آئے اوسکا ناف آہو ہو مشام ۔۔۔ گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے ۔۔۔ خواب مین کرتا ہے سبزہ سیر گلزار جنان

ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار ۔۔۔ نوک کی لیتے ہین کانٹے یا چبھوتی ہین سنان

جس طرف دیکھو زر گل باغ مین انبار ہی ۔۔۔ شکل فوارہ اوگلتی ہی زمین گنج نہان

غنچہ و سوسن سے کیا ہو شکر احسان بہار ۔۔۔ وہ زبان بیدہن ہی یہ دہان بیزبان

اسقدر جوش طراوت ہی عجب کیا ہی اگر ۔۔۔ یاسمین پیدا کرین گر ٹکر زمین مین استخوان

قطرۂ خون کی عوض نکلین گل یاقوت لعل ۔۔۔ نشتر فصاد اگر کھولے رگ سنگ گران

ہی عجب فیض ہوا پیکان کے غنچے کھل گئے ۔۔۔ تر ہے چوب خشک ناوک بار ور شاخ کمان

مصر کا بازار کیسے باغ کے بازار کو ۔۔۔ گل ہی یوسف گرد اسکے بلبلون کا کاروان

مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین ۔۔۔ عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رائگان

جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب ۔۔۔ اون مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر آن عیان

آئینہ خانہ ہی گلشن آئینہ ہے برگ برگ ۔۔۔ جلوہ گر ہے ہر طرف رنگ بہار بیخزان

گرچہ صحن باغ مین ہر سال آتی ہی بہار ۔۔۔ اور آتا ہے نظر رنگ زمین و آسمان

ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہوا مسندنشین ۔۔۔ سرو گلزار ریاست صاحب بخت جوان

منبع جود و سخاوت معدن لطف و کرم ۔۔۔ ماہ اوج چرخ قدرت مہر اوج کن فکان

انتخاب صنع حق عالی نسب والا حسب ۔۔۔ روح جسم انس و جان فخر زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہی سکۂ نگین دل پہ نقش ۔۔۔ نامور کلب علیخان بہادر نوجوان

اوسکے وصف پاک کا دل نے ارادہ جب کیا ۔۔۔ بے تکلف آگیا مطلع یہ بالاے زبان

مطلع ثانی

شش جہت مین ہی جو یہ خورشید یکتای جہان
حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب
اہی خوشا وہ سرزمین جائین جدہر اوسکی قدم
مرحبا اوسکو جو صبح و شام ہی اوسکا مطیع
ہی وہی دل جسمین ہی اوسکی محبت کا مقام
ہمتی مین رشک رستم زور مین افراسیاب
طفل مکتب ہی ارسطو وہ جہان ہوے درس علم
شان دارائی کرے نظارہ دارا ے کہو
فی الحقیقۃ ختم ہے اوسپر رعایا پروری
دستگیری کی ضعیفونکی قوی بازو ہوے
شہرۂ بخشش سے خلقت ہی درِ دولت پہ جمع
آئے اوسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر
قلب روشن ہی وہ آئینہ کہ جسمین مثل عکس
شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ
دامن لطف و کرم جب تک نہ تھا اوسکا دراز
خاک کو اوسکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر
خود نصفت عہد مین سرکش نظر آتی نہین
جسطرف چاہے اوسکو پھیرے اوسے ہی اختیار
زور بازو سے توانا ہے کیا وہ ہو گئی
ہمت عالی سے ہین دلہا عالم مطمئن
وکر خط کیا خط پیشانی کو پڑھ لین کم سواد

گرد پھر پھر کر فدا ہوتے ہین سا توں آسمان
حبذا وہ سر جو ہو صرفِ سجودِ آستان
اہی خوشا کشور پھرے جسکی طرف اوسکی عنان
آفرین اوسکو جو روز و شب ہی اوسکا مدح خوان
ہی وہی سینہ ہی جسمین اوسکی الفت کا مکان
ہمت عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان
روبرو اوسکے فلاطون عامی گنگ ہی زبان
شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہی کہان
واقعی ایسا شریفون کا کہان ہی قدردان
حق یہ ہی محنت نہین جاتی کسیکی رائگان
جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان
ڈھونڈھتے تھے موسم طفلی سے جو بخت جوان
صاف آتی ہین نظر اشکال اسرار نہان
سب ہین خالی در پہ اوسکے جمع ہی سارا جہان
تھا سفینہ آرزو سے خلق کا بے بادبان
جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان
خوف سے تاریک ہے آتش ہنگامہ آہن مین نہان
ابلق ایام کی ہی دستِ قدرت مین عنان
پہلوانون سے نہ کھچ سکتی تھی جو مطلق کمان
ہی عصاے پیر مرد طفل شمشیر جوان
بھر کحل چشم لیجائین جو خاکِ آستان

کیا ہی شمع راے روشن کی تجلی مین کلام
جب نہ پایا نہ بھی نے شمع طور کا ہو ہمزبان

بزم عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہین
ہی نصیب خلق گلگشت بہار بیخزان

ہو چکے جس غیر کی خواہش برا ہین اہرمین
ڈھونڈھے گر عاشق تو یان معشوق کا پائے وہان

حکم ہی عالی دماغی کا شبستان مین یہی
نکہت گل بن کے نکلے شمع محفل کا دھوان

ہی رواج شرع ایسا عہد نصفت مہد مین
پوست کھینچا جاے جی کھینچے اگر پیر مغان

دست و پا گم کردہ ہیبت سے فقط مطرب نہین
خشکیت باجے ہین تن مین پوست ہی یا استخوان

بتکدے تھے جس جگہ او سجائی ہین مسجدین
جس جگہ ناقوس بجتے تھے وہین ہی اب اذان

متلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اٹھ گئی
خار ہین خود تن ماہی بجاے استخوان

صرف گر اوسکی تصدق مین نہو ہنگام صبح
پھر گل خورشید مین ہی کون شاخ زعفران

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین
ہے بہار اوسکی عنایت قہر ہی اوسکا خزان

اوراک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہی یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دور جہان
تابع حکم معلے ہین زمین و آسمان

آستان تیرا ہے اے عالی مکان وہ آستان
بہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہی فرق فرقدان

کاتب قدرت نے تب تیرا خط ہستی لکھا
دے لیے انجم کے نقطے جب براے امتحان

کلک قدرت سے کوئی کھینچی نہیں ایسی شبیہ
گو کہ تصویرین ہزارون ہین مرقع ہی جہان

آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
یہ وہ گلشن ہی کہ خود جسکا خدا ہی باغبان

دیدۂ حق بین ملے ہین تجکو گوش حق شنو
دل ہی دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان

وصف رخ روشن بیانون سے بھی ہو سکتا نہین
شمع کیصورت فقط کہنے کو رکھتے ہین زبان

دونون رخسارونکی لکھین ہم جو کاغذ پر صفت
ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان

ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے
جھک گئی ہی تیغ پرخشم تیر ہے شکل کمان

دونون آنکھین دیکھ لین جسنے سعادت کی حصول
چاہتا ہے غنچہ توصیف دہن پر کیا کرے
کیا قد و رخسار سے تیرے مقابل ہوسکین
ساعد سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
مہر و مہ کو ہے قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
حسن مین تجھسے سوا وہ ماہ کنعان کو نہین
تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
کیا ہوا اگر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
کسقدر دریا تری دریا دلی کا ہے دریغ
کون عالم مین جمال پاک پر عاشق نہین
حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہے رونق پذیر
رزق تونے اس قدر سب اہل عالم کو دیا
تھی جو بہر رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
ہو گئے منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
کوئی عالی منزلت تجھسا زمانے مین نہین
ہے عجب تیری مسیحائی کی مسجد جانفزا
خلق پر تو مہربان ہے خلق تیری خیر خواہ
جو ترا دشمن ہے کرتا ہے عداوت بیخرد
کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ وہ اپنی کیطرح
شامت اعمال سے جلتا ہے نار قہر مین
کون ہے تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران
نطق ہو سکتا نہین جب بھول جاتی ہے زبان
گل گریزان شل بو ہر سرو ہے سر در وان
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان
سر جھکاتے ہین زمین پہ پانون پڑتا ہے جہان
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان
خال لب دسکا ہے حجابت کے سبب مہر دہان
وہ سبک پلہ ہے تیری حسن صورت کا گران
مثل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقد جان
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان
اوٹھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بے امان
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کارِ فسان
تھا غنیمت جن غریبون کو مستان مین دیان
برج ہفتم ہے ترا ایوان زحل ہے پاسبان
صبح اوٹھ کر مرغ بسم اللہ دیتا ہے اذان
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہے درمیان
مثل شیطان ہے وہ مردود خدائے انس و جان
پیس ڈالیگی اوسے خود آسیائے آسمان
تیرہ بختی اوسکی ہے اوسکو جہنم کا دہوان
روح رستم مانگتی ہے آج تک جس سے امان

تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہے
جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعانِ جہان

چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم
ہی طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان

دشمنونکے سر گراتی ہی تری شمشیر یون
نخل سے جھڑتے ہین پتے جیسے ہنگامِ خزان

رعشہ ہی مریخ کے تن مین رُخِ خورشید زرد
رنگ دہشت سے بدلتا ہی وہ ترکِ آسمان

حشر برپا جنگ مین جسدم کرے آواز تیغ
صور اسرافیل اور آکر ملاۓ ہان مین ہان

کسطرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چکا جا
جب قدم اس تیغ کا مثل حکم ہو درمیان

تیر چھوٹا ہی شست سے جب موت کا آیا پیام
ہی در ملک عدم گویا کہ کھینچی ہین کمان

جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے
ہی دم ہیجا زبان اژدرِ آتش فشان

تیری اسپ سبکرو آئے کیونکر عقل مین
تنگ ہی ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان

ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو صرصر قدم
تازیانے سے نہین کم اسکو تحریک عنان

تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر
طے کرے یہ ربع مسکون شش جہت ہفت آسمان

تا کجا طول سخن اب ہی مناسب اختصار
کس سے ہوسکتا ہی اوصاف معلی کا بیان

جب تلک دشمن رہین افلاک پہ خورشید و ماہ
جب تلک گردش کرے روی زمین پر آسمان

جب تلک ہو سنگ سے پیدائش یاقوت و لعل
تبتلک شاخون سے غنچے گل ہون غنچون سے عیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سرخرو
روے دشمن زرد یارب صورت باد خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل بر مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ ای اہل تماشا کہ ہے ہنگام ظفر
بزم عشرت مین ہوئی جمع حسین رشک قمر

صرف آرایش زینت ہین حسینان جہان
بدلے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور

بدھیان پھولونکی ہین زیب فزای بر و دوش
دست و پا مین ہی حنا سرمہ ہی منظور نظر

کرتیان ہین تنکم صاف پر اونچی اونچی
بند انگیا کے کسے زلف رسا تا بہ کمر

اسقدر مست مٔی حسن کہ سر سے سر دوش
آرہا ڈھل کے دوپٹہ نہین اتنی بھی خبر

شانہ ہوتا ہے طلب آئینہ آتا ہے حضور
بنتے ہین گیسو و رخ کرتے ہین جوبن پہ نظر

شانۂ و آئینہ ہین لبسکہ مصاحب دونون
ایک سے ایک نے باندھی ہی رقابت پہ کمر

آئینہ شانہ سے کہتا ہی کہ سر چڑہہ نہ بہت
منہہ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر

دیکھ مجکو کہ جگہ گود کہ سے زانو پہ مری
حیرت حسن سے ہر سے کیطرح ہون ششدر

مرتبہ جو ہی مرا تجکو وہ حاصل ہے کہان
صاف طینت ہون صفائی کا ہی مجھ مین جوہر

کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
خانہ بردوش ہون پر دلمین امیرونکے ہے گھر

آبداری کا مرے سامنے دعوے جو کرے
روبرو صاحب انصاف کے جھوٹا ہو گہر

یمن ہی اہل جہان کو مرا نظارۂ رخ
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر

صافیٔ قلب سے پایا ہی یہ رتبہ مینے
چاندی سونے کا دیا ہی مجھے اللہ نے گھر

اب زمانہ مجکو نہین ہی کسی جہان سے عزیز
دشمن و دوست کے منہہ پر ہی کشادہ مرا در

نہین رکھتا ہون لگی حال بد و نیک مین کچھ
صاف کہدیتا ہون آتا ہی جو کچھ پیش نظر

مجھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہی
جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خبر

بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے ابتک
نام روشن ہی چراغ سحر اسکندر

مجلس خاص نبی مین تھی رسائی میری
ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر

وہ صفائی مجھے حاصل ہی کہ ہر اک ہون عزیز
جتنے اصحاب تھی رکھتے تھے مجھے پیش نظر

ہاتھ سے دامن دولت نہ کسی دم چھوٹا
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر

اہل تنجیم کی آنکھون مین بھی ہی قدر مری
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر

بولتا ہی مری تائید سے طوطی اسکا
ورنہ طوطی مین کہان ہی کوئی سرخاب کا پر

خاکساری ہی دامان اوصاف پہ مجھ مین ایسی
غازۂ چہرہ نہین اور نہین خاکستر

ایک تو ہی کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور
زحل آسا ترے طالع کا سیہ ہی اختر

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت
بال بیکا ہو حسینوں کا تو توڑین تری دانت
قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی
پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام
بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کر رہجاتا ہی
کرکری تیزی دندان سے ہوئی اور تیری
کشمکش نے تری کانٹو مین گھسیٹا ہی تجھے
سو زبانین ہین ترے منھ مین تو حاصل کیا ہی
اِس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو
کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے
صاف صاف آئینے نے بڑھکے کیا جب کلام
کھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہوکر
ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سر دست
رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سُن مجھ سے
ہی حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے
راتدن خندۂ شادی ہی عیان مرگ دانت
میری ہی شکل سے مقبول دلِ عالم ہے
کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر
ہے جو لبریز عسل شانہ زنبور عسل
کی ہی تشدید نے پیدا جو شباہت میری
شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی
چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر
دانت دینے لگین اپنا تو شکستہ بہتر
پیش جا ہے بہ تری ا تا یہ کرین زیر و زبر
خشک ہو شاخ تو اوس سے نہین امید ثمر
جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر
جس مین دندانے پڑین تیغ ہی وہ بے جوہر
پہلوؤن مین ہین ترے خار اودھر اور ادھر
گنگ کیطرح جسے خاموش ہے تو آٹھ پہر
کہ پڑھے لالہ رخان سمن اندام کے سر
ایسی ذلت سے تو ہے خاک مین ملنا بہتر
غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر
موے تن راست ہوے تیر کیصورت یکسر
منھ بنا چاہیے عاقل کو رقیقی سے حذر
منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر
کوچۂ زلف مین میری ہی جگہ آٹھ پہر
اپنی تقدیر کو روتا ہی تری آنکھ ہے تر
پنجہ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر
اوسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر
اس عذوبت کا سبب نام کا میرے ہی اثر
لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر
شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

صاحب ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
اوسمین بھی لفظ ہی شانے کا زہی عز و شرف
تو نمانے تو نمانے مجھے کیا پروا ہے
سوچ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھمین کتنے
سوجھتا خاک نہین کوردلی سے تجکو
روبرو اور ترا حال ہی غیبت مین کچھ اور
چشمۂ آب تو ظاہر مین ہی باطن مین سراب
خود نمائی کے سوا تجھہ مین نہین کچھ بھی صفت
صاف ہین ہی من الامس کہ شب کور ہی تو
نہ جمے پرتہ جمے شکل جو ہو ذہن نشین
قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
آئینے کا تو رخ صاف طرفدار ہوا
لشکر روز تو زیر علم خسرو رخ
اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتو مہر
سپہ سنبل و سنبو طرف زلف سیاہ
پیر گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
بیچ مین پڑ کے کہا خوب نہین ہی یہ فساد
حق مین دونونکے یہ اولی ہی کہ پاس اونکے چلو
کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
نقش پا تاج شرف بہر سر چرخ بلند
فکر کی اسپ معلی مین جو میرے دل نے
ہو نہ حاصل شرف پیروی پیغمبر
جل شانہ ہی جو توصیف خداے اکبر
عیب ہین جو ہی اوسے کب نظر آتا ہی ہنر
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر
سخت جان تیرہ درون اصل ہی تیری پتھر
صاف عالم کا دورنگی کا ہی تجھہ مین بھی اثر
دھوکے پیاسون کو دیا کرتا ہی تو شام و سحر
سادہ لوحی کے سوا تجھہ مین نہین کوئی ہنر
شب تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہی نظر
نہ مٹے پہ نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر
تھے جوان دونون کے حامی اونہین پہونچی یہ خبر
باندھ لی زلف نے شانے کی حمایت پہ کمر
فوج شب بادشہ گیسوے پرچین کی سپر
اک طرف شام ہوئی ایکطرف نور سحر
لشکر لالہ و گل جانب روی انور
اب کوئی آن مین ہوتا ہی جہان زیر و زبر
صلح اس جنگ سی ہر ایک طرح ہی بہتر
صاحب حکم جو ہے مہر عدالت گستر
منبع جود و سخا زیب دہ علم و ہنر
خاک پا سرمۂ بینائی چشم اختر
آگیا مطلع ثانی بھی زبان کے اوپر

مطلع

حلم اوسکا جو کرے پیش حفاظت کی سپر
ہو وہ آتش مین سلامت رہے پانی مین شکر

جس چمن مین نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چاڑ
شاخ تازہ ہو درختون کے لیے برگ تبر

پرتو مہر سے اوسکے ہو زمین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اوسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہی درِ دولت کی زمین
عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہی کرسی زر

کاہ فربہ اثر لطف سے ہو صورتِ کوہ
قہر سے کوہ پر کاہ کی صورت لاغر

دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مالِ جہان
لعل کہسار مین باقی ہی نہ دریا مین گہر

پانون جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست
سر و قدر وز وغا ہے علم فتح و ظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منہ موڑے
دل جو سہراب کا رکھتا ہی تو رستم کا جگر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذات معلّیٰ مصدر

وہ کرے مُہر تو فرمان قضا ہو جاری
دستخط اوسکے ہین طغرای منشورِ ظفر

ذرہ صحرای عنایت کا ہی ربعِ مسکون
قطرہ دریای لطافت کا ہی چرخ اخضر

صاحب تخت جو رکھتا ہی جدائی اوس سے
مثل طاؤس جدا سر سے ہی اوسکے افسر

ابھی کرنے لگین دیندار پرستش اوسکی
بت جو سنگ درِ عالی سے تراشے آذر

بخشش عام کی توصیف ہی دریا دریا
ہمتِ خاص کا آوازہ ہی کشور کشور

فیض کہتے ہین اسے جسنے مانگا پایا
گل دیے اوسنے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کسکا بیان کوئی کرے
ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر

راہی روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا
جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہی مہر کے پہلو مین ہلال
تیغ ہوتی ہی کسی روز اگر زیب کمر

دست ہمت نے مرے ممدوح کے ہین دو چشمے
اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر

واہ جانبخش ہی کیا مجلس عالی کی ہوا
طرفِ صحنِ گلستان ہو اگر اوسکا گذر

گوش گل مین ابھی ہو جاے سماعت پیدا
وہی حق بین ہو جیسے اوس رخ روشن کی ہے دید
بھولکڑے جو کوئی اوس روندا آن ہے مثال
سایۂ قد مین ہے آرام سے سب خلق خدا
اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
شست سے تیر جو چھوڑے تو ہون نسرین تنکا
اوسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائش خلق
ملک دانش مین ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایما سے ہوا بند ہر اک تیغ کا دم
ہو شرر مورد آفت جو جلا سے لئے پنبہ
حال احرام یہ ہے راے منور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برق اجل
جنگ مین کرتی ہے یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
ہو جو اونچی تو کرے شیر فلک کو جو تنگ
اسطرح جنگ مین سرتن سے گراتی ہے یہ تیغ
وہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
تیز وہ صورت خورشید ہے توسن کہ جسے
دامن زین نہین اوڑتے ہین ہوا ہم دم سیم
تیز تر ماہی دریاے میان دریا
آب ترمی بین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگس شہلا کو ہو یارا سے نظر
وہی حافظ ہے جیسے مصحف رب ہو از بر
لعل آسا رخ گوہر خوشی سے احمر
ہے علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابش برق کی جا ابر سے ہو بارش زر
سر رخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہے کہین رنگ عرض بے جوہر
قوت عقل سے کھینچی ہے سد اسکندر
تیر فرمان سے ہوے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن جو بجھا لے ہو معاتب ہر صرصر
جیسے ذرات زمین عاشق مہر انور
عمر مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتل کفارہ کا جس مین ہے ازل سے جوہر
جس طرح چرخ پہ انگشت پیمبر سے قمر
ہو جو نیچی تو کرے گاو زمین کا پیکر
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر
چار حملون مین مسخر ہوی ساتون کشور
باختر سے ہے طریق دو قدم تا خاور
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھو سے لے شہپر
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش دیدۂ اکب او سے چلنے مین عنان — تازیانہ دم رفتار او سے تار نظر
بس امیر آگے نہ بڑھہ روک عنان خامہ — عذر تقصیر ہے لازم دم اظہار ہنر
پانون اس راہ مین قاصر ہین سر عجز نگون — مدح ممدوح حقیقت مین نہین حد بشر
ہاتھہ اوٹھا پھر دعا جلد کہ ہے وقت دعا — وا فرشتون نے کیے در سے ابواب اثر
جب تلک لالہ و گل سے ہے گلستان کی بہار — جب تلک چرخ پہ ہے جلوۂ خورشید و قمر

نخل امید مین یارب گل مقصد پھولین
پھر اقبال فرزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل بر تقریظ بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہد ماہ آسمان پہ جلوہ فروش — عروس ہالہ پھر اگر د کھول کر آغوش
ہوا و شب مین نظر آئے اس طرح انجم — اڑے ہون گرد مین جس طرح طفل بازی گوش
وہ چاندنی کہ ہوا قلزم ضیا مواج — لبیان رعشۂ اندام رند ساغر نوش
نہ شور ہر دم بازار تھا نہ بانگ درا — کہین کہین جو رہا بھی تو یا سیا تھا خروش
جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پر — برنگ صورت دیبا پڑے ہوے خاموش
گلوے ناطقہ مین ہر سلسلہ سکوت کا طوق — عذار سامعہ پنہان بزیر پردۂ گوش
نماز پڑھ کے عشا کی جو مینے خواب کیا — تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثل سروش
جگا رہا ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھ سے یہ بات — شتاب اوٹھ کے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش
ہوئی ہے آج مرتب وہ بزم اہل کمال — کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش
حکیم و شاعر و نثار و عالم و فاضل — صفین درست ہین بیٹھے ہوے ہین تن و توش
طلب ہے تیری بھی جلدی ہے دیکھہ سن چلکر — زہے رسائی تقدیر چشم و طالع و گوش
یہ عذر دہ سکے مین خورش خوش اوٹھا روانہ ہوا — قبا عمامہ عبا کرکے زینت سر و دوش
ہوا جو داخل محفل عجب سمان دیکھا — در مکان تھا کہ کھولے ہوے تھی حور آغوش

عجیب فرش عجیب روشنی عجیب شب ماہ
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین
خدا شناس خدا رس او ہمراہ کچھ لوگ
جو لوگ تھے بیٹھے تھے سب صاحب علم
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا میں عجب سے زرد
سلام کر کے ہوا میں شریک صف لیکن
کمال مجھکو پریشان و مضطرب پا کر
کہ ہے یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم
فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا
یہ راست جب جو ہیں بیٹھے ہوے ملک صورت
یہ روبرو جو ہے صف انمین سب ہیں اہل کمال
یہ ہیں ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی
یہ شیخ سعدی ہے جسنے کہ چشم روشن کی
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت
طلب ہوے ہیں جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے
مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص اخاص
مہینہ تا جور شہر مصطفے آباد
جناب کلب علیخان بہادر دریحاہ
سحاب فیض غبار قدم ہے ہاتھہ تو کیا
صدائے ضربت شمشیر وہ کہ سن سکے جسے
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ میں

ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہائے نور کا جوش
ملک خصال فرشتہ جمال و خرقہ پوش
زبان پہ ذکر خدا دل میں معرفت کا خروش
وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
کہ سمجھے سب کوئی وارد ہے زعفرانی پوش
ہوے حواس پراگندہ صورت مدہوش
کہا یہ مجھسے مرے ہمنشین نے گوش بگوش
زمین ہے تاج سر آسمان ہے پاپوش
تمام اہل معارف ہیں جسکے حلقہ بگوش
مرید خاص ہیں اسکے شراب عرفان نوش
بغور دیکھ ذرا ان میں کھول دیدۂ ہوش
یہ ہیں نظامی و جامی جو بیٹھے ہیں مدہوش
کیا ہے نظم گلستاں کی بیت بیت سے جوش
غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
زر سخن کسی کامل کا ہوگا زیور گوش
وہ مست بادۂ عرفان یہ پیر بادہ فروش
مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش
جو آنکھہ اوسکی ہے حق بین تو گوش علم نیوش
جو کوس فوج ظفر موج ہے وہ رعد خروش
کھڑے ہوے کان ہزبروں کے صورت خرگوش
طبق زمین کا ہے خوان آسمان سرپوش

چمن مین ہر گل تر اوسکے فیض سے خندان
وہ نثر خدمت مرشد مین اوسنے بھیجی ہے
نہین ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین
سنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین
جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا
ملا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان
نکل کے طفل صفا مین زبان قاری سے
زبان کا قصد کہ جاے فلک شہرت شنا
کہا کسینے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ
اوچھالے دست زبان نے یہ اوسکی وصف مین پھول
اوچھل پڑے گل مضمون تو یہ فردوسی
کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر
بھرے ہوے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے
وہ فربہی نرہی سنکے وہ سخن سر سبز
خفا پسند ظہوری خطا مظفر طغرا
کہان جلال جلالا و شان برخوردار
قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان
جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین
ہوا خوشی مین جو دریای رحمت مواج
جو پارچے کوئی پوچھے تو ایک سے اڑتیس
زیادہ اوسپہ کیا تحفہ دعا سر دست

فلک ماہ ہی ہالے سے اوسکے حلقہ بگوش
کہ نیش اہل حسد کو ہے مضمون کو ہے نوش
سنینگے کان جو اہر دم سماعت گوش
لگا کے تکیہ دیوار مطمئین خاموش
لیے ہوے کیے اجزا ورق ورق گلپوش
پڑھی وہ نثر مقفے کہ سبکے اڑ گئے ہوش
در آئے دیدہ حسادین مع یا کوشش
پکارتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش
جو سر سے سر تو لڑے جھومنے مین دوش سے دوش
زمین تو گیا قفس آسمان ہوا گل پوش
اوٹھا یہ لطف کہ جامی بھی گر پڑے مدہوش
بیان سکے منور نے کی شمع انوری خاموش
یہ رشک سے ہوی لاغر کہ گھٹ گیا تن توش
دوا درم کی ہے جیسے گیاہ مرزنجوش
وحید فرد غلط شوکت انکسار فروش
زبان گنگ تھی جو پای گوش عذر نیوش
کہ ہے سخن کے قلمرو مین ایکدست فروش
ثنا و مدح مین گویا کیے لب خاموش
منگائی کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش
کہین قبول کے اعدا دہنکو صاحب ہوش
دیا وہ حامل خط کو کہ جاے مثل سروش

جو نثر کاہی مصنف اوسے کری تفویض
کہ دولت ابدی پاے وہ نیاز فروش

اوٹھا جو نامہ رسان نرم ہوگئی برخاست
یہ واقعہ ہی امیر اپنے شوق کا سرجوش

خداے پاک رسول کریم کا صدقہ
صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش

جہان ہمیشہ رہے اوسکی ذات سی روشن
چراغ دولت علیا کبھی نہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سر بکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتمل مضامین تعزیت

سیاہ اشک کی آنکھون نے کی ہی طیاری
کہو کہ نیزہ مژگان کرے علمداری

ہجوم غم کا ہوا نیند ہوگئی پامال
وہ آنکھونمین طالع مین تھی جو بیداری

نگاہ دل مین ہی یون صورت جہان سیاہ
کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری

زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہے
کہ جانتا ہی سبب فخر کا دل آزاری

پڑین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے
کہے کہ نہر روان ہی جو اشک ہون جاری

عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا
یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہی جاری

ہر اک سوار ہے یا در رکاب عالم مین
سمند عمر مین کٹتی ہے تیز رفتاری

جو دن کو مرتے ہین ہر شام اونکی ماتم مین
پہن کے آتی ہے شب جامۂ عزاداری

اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ
نہین ہے قلعۂ آہن یہ چار دیواری

بجا ہی گرم کچہری جو ایسی موت کی ہے
کیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری

امید زال جہان سے عبث ہی الفت کی
یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگر خواری

اوٹھا ہی آب دم تیغ مرگ کا طوفان
جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری

ادھر تو تیر اودھر تن پہ تیغ پڑتی ہے
کہان کہان کی بھلا ہوسکے خبرداری

ادھر مکان بنا اوس طرف مزار کھدا
ادھر لباس ادھر ہے کفن کی طیاری

سحر ہوئی ہی کھلا ہے سرا کا دروازہ
مسافرون سے کہو کوچ کی ہی طیاری

وہ خوشخرام ہوے خاک جنکے ماتم مین
زمین پہ سرکو ٹپکتے ہین کبک کہساری

وہ برق وش ہوی آزار کھینچکر معدوم
کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابر آذاری

لحد مین اونپہ پڑا بوجھہ سیکڑون من کا
کیسکی جنسے نہ ہوتی تھی نازبرداری

زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا
لحد نہین ہے یہ زنبیل بہرِ عیاری

کہان وہ تاج فریدونکی تھی جو آرایش
کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو طیاری

کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر
کہان وہ حضرت یوسف کی گرم بازاری

کہو کہ آیئن نہ اسکے فریب مین عاقل
کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخ زنگاری

یہی حقیقت دنیا ہے تو ہے کیا دنیا
کسی سے کی نہ کرے گی کبھی وفاداری

ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان
وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری

مسافر اسمین روانہ ہین آنکھہ بند کیے
عدم کی راہ مین دیکھو ہے کتنی ہمواری

اگرچہ پڑتے ہین دنیا مین حادثے دنرات
نشست گہہ ہے آخر اوٹھا کے بیماری

مگر ہواے خزان آجکل ہے ایسی گرم
کہ صحن باغ ہوا جامۂ عزا داری

فسردہ ہوگئے دونون گل ریاض جہان
بہار عمر کی اک دم مین مٹ گئی ساری

یہ ایکسال مین دو حادثے پڑے ایسے
کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری

جہان مین کون ہی جسکو ہوا نہ یہ ماتم
ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری

جگر یہ حضرت آقاے نامدار کا تھا
کہا یہ داغ اوٹھا کر جو مرضیِ باری

جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ
کہ جس سے امن مین ہی خلقت خدا ساری

لکھون بطرز مخاطب یہان کوئی مطلع
سُنے جو او سکو تو نیسان کرے گہرباری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکباری
کہ بُت سے کر نہین سکتا ہی تیغ دل بھاری

مٹا ہے نام یہ علت کا دور مین تیرے
سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آزاری

ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل
نہو سکے کبھی لیلے کی نازبرداری

رواج صدق کو مدت گذر گئی اتنی
کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے عیاری

کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بکوچۂ زخم
نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری

نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہے صحت کو
چھپی ہے دیدۂ نرگس مین جا کے بیماری

وہ رعب ہے جو یہ چھایا رہے قیامت تک
دہان صور سے نکلے صدا بدشواری

وہ عدل کہ کھینچے دار موے مژگان پر
کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری

بدون مین بھی یہ اثر آب ہے حسن نیکی کا
بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری

عدو نے لذت دنیا مین مفت کھوئی جان
مگس کو شہد ہوا باعث گرفتاری

جو وقت نزع بھی پانی ترا عدو مانگے
زبان پہ اوسکے ہو پانی کی بوند چنگاری

ق

پھونچکے دیدۂ دشمن مین درد کہتا ہے
یہان ہے مجکو سزاوار مردم آزاری

خوشی یہ اوسکو ہے ہولی کے کھیلنے مین فقط
لہو ہے رنگ تو ناسور چشم پچکاری

جو سرکشونکی سزا مین یہ ہین عجب کیا ہے
کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری

نہین یہ غار زمین نے جو کی ہے سرتابی
پڑے ہین زخم ترے تیغ قہر کے کاری

رہے شدید یوہین مجرمون پہ گر تہدید
یقین ہے چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری

کسی دیار مین ہو سدرہ جو حکم ترا
جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری

وہین ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو
سخن جو رنگ کو پکڑے سمجھ کے بیکاری

حباب ڈالین ابھی پاے موج پر چھالے
مضر حباو سکی ہو ساحل کو تیز رفتاری

یہ باغ دہر مین پژمردگی ہوئی پامال
خزان بہار تک آئی تو بنکے نہ ہتاری

بجا ہے شیخ جو عارض کی ہوئی ہر بار
کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری

لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی
تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوا ہے فیض سے تیرے ہو گلستان گلخن
بنے وہ کرمک شب تاب اڑے جو چنگاری

علو مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت
صبا نے باغ مین رکھی دکان عطاری

لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعام خاص ہے خلق خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری

گہر فشان ہی خلائق پہ بسکہ دست کرم
برس رہا ہے عجب ابر رحمت باری

جو دام عشق مین تیری ہین ہونگے دولتمند
یہ قید حضرت یوسف کی ہی گرفتاری

ہوا ہی بسکہ زمانہ ملازم سرکار
عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہی بیکاری

نہین ہے باغ مین یہ شاخ پر شگوفۂ گل
نکل نکل کے ہوے ہین یہ جمع درباری

امیر مدحت ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہی بیماری

ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری

گلہ عبث ہے دعا کر کہ ہی یہ وقت دعا
اوٹھا کے ہاتھ بدرگاہ حضرت باری

رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین ہمیشہ کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا بلکہ جن مسخر ہون
مطیع حکم معلےٰ ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلیٰ القاب آیۂ رحمت ولی النعمت دام اقبالہٗ

عالم باغ مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجر طور کو جس باغ کی کہیے کوپل

خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وا انکا دیکھی
خواب ہو طالع خوابیدہ کا خواب مخمل

سامنے اوسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گلشن خلد بھی مجکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اوسی باغ کا باغ عشرت
ایک غنچہ اوسی گلزار کا گلنار اہل

ساغر عشرت کونین وہین کے دو پھول
میوۂ مقصد دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشو گل و لالہ اگر عکس پڑے
خون لعل آئے رگ کوہ بدخشان سے نکل

سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کس سے مثال
کہون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین دل

دست مژگان سی سنبھالی تھین نگہ کو آنکھین
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل

لالہ آتا تھا نظر یون پس دیوار چمن
جس طرح شیشہ محل مین کوئی روشن مشعل

خط گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر
نقش ثانی ہے یہ فردوس ہے نقش اول

طوبی و سدرہ کی شاخین ہین تسلیم مین خم
عرش تک فرش سے ہی باد بہاری کا عمل

ہی یہ تاثیر نمو ہاتھ جو محرم کے کٹین
صورت دست حنا رآئین نئی سر سے نکل

قوت نامیہ کا تھا یہ تعلّی سے کلام
طارم پست ہے اس باغ مین چرخ اول

سبزہ کا ہکشان غنچہ پروین کیا
خوشۂ تاک رگ تاک سے آیا ہے نکل

اور شاخون کا تو کیا ذکر ہے فیض نمو
نکلے گر بات مین بھی شاخ تو پھوٹے کونپل

خواب مین دیکھے اگر ترک فلک ہائی بہار
شب ہی کو گلشن انجم کو کرے مستاصل

کچھ بھی دکھلائے اگر باد بہاری نیرنگ
گل ہون گلدان مین انگارے درون منقل

ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہندو سوسن کے لیے
بھبھکے آیا تھا وہان چھا گلو مین گنگا جل

نوجوانان چمن دھوپ سے کیا کمھلاتے
چتر کھولے ہوسے پھرتے تھے ہوا پر بادل

ہر روش سبزے پہ وان عکس گل و لالہ نہ تھا
سیج بھی پھولون کی بالائے بساط مخمل

مور تھے رقص مین مصروف برنگ بطمی
جھومتے پھرتے تھے مستون کی طرح سے بادل

سینے تانے ہوی پھرتے تھے چمن مین طاؤس
اس تمنا مین کہ لگجائے گلے سے بادل

لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پائے نسیم
غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل

چمن دل مین جو عارف کے چلی وہ اُنکی نسیم
رگ گل صد برگ نے غنچہ اسرار ازل

سوی تبخانہ جو پہونچی ہوا سے جانبخش
کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزا و ہبل

کیا عجب وانہ اسپند ہو جلکر پھر سبز
کہ دھوان اوٹھتے ہی بنتا ہے ہوا پر بادل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
قوت نامیہ کے جوش سے آئینے مین
تخم تخم اوسکا شجر بنکے نیا پھل دیتا
پانی دیتا صفتِ دامن تر وقت فشار
گرد گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید
نقش پا تھا صفت جام لبالب مے سے
گل نسرین پہ تھا یون عکس شعاع خورشید
غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہے گل ہے کھلتا
ایک دم بلبل سرمست جو ہوتی تھی خموش
دل ہی کلفت کو مٹایا یہ صفا ہو گل نے
آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
آبدار ایسی تھین نہرین کہ مقابل ہو اگر
نکہت گل سے ہر اک موج حباب گِ گل
شہد کی نہر روان شکل جنان ہوتی تھی
ہوگیا لوٹ مین سامان یہ آیا جو نظر
لے اوڑی ہوش مرے حیرت نظارۂ باغ
متحیر تھا کہ یارب ہے یہ کیسا گلزار
گوش گل مین ہی ہوئے طرب انگیز بھری
قمریون کو نہین کوکو سے مجال گفتار
تھا اسی فکر سے دریائے تحیر مین غرق
ناگہان طرف چمن مین نظر آیا اک نور

نخل مومی کو بھی لے آتی تو لے آتا پھل
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئی نخل
ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پھل
تھا یہ تر سایۂ دیوار چمن کا مخمل
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل
رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا ابل
جیسے سونے کو کرین ساغر الماس مین حل
عقدۂ گیسوے خوبان جو وہان ہوتا حل
جام منقار سے آتی تھی مے نغمہ ابل
زنگ آئینے کا جس طرح مٹا دے صیقل
سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل
آب مین چشمۂ خورشید کے آجاے خلل
پہ تو گل سے حباب لب جو رنگ محل
پھول پر بیٹھ کے اوڑتی تھی جو زنبور عسل
پانون کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل
آگیا غش مجھے بیہوش گرا سر کے بھل
غنچہ سے تنگ دہن کس سے معما ہو یہ حل
کون سنتا ہی جو پوچھون مین کہ کیا ہے یہ محل
بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل
کہہ رہا تھا کہ زہے صنعت صناع ازل
آنکھ نے دل سے کہا دیکھ سکا دسکو کہ سنبھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
کھل گیا دیکھتے ہی اوسکو مرے دل کا کنول

دیکھتا کیا ہون کہ ہے بیچ مین اک حور لقا
کچھ حسین گرد ہین آگے ہین فروزان مشعل

گل کھلا فیض طراوت سے ہوا کی تازہ
پھول سوسن کا بنا اوٹھتی ہے دود مشعل

حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے حور
مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل

فرق سے تابقدم پیکر انداز و ادا
غمزہ ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل

گرمی حسن سے رخسار ببھوکا ایسا
شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جاے پگھل

چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان
چرخ پر مثل زمین جس سے پڑے اک ہلچل

ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تند خرام
ہے یقین جاے زمین پانونکے نیچے سے نکل

چھاگلون کے بھی دو حلقے تھے وقت رفتار
زندے مرجائین پڑین مردۂ صد سالہ اوچھل

جو کڑی آہوے مشکین کو ختن مین بھولے
بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائی چھل بل

قطرے کہتے تھے پسینے کے رخ گلگون پر
جوش کھا گرمی حسن آئی ہے چہرے پہ اوبل

لب نازک پہ جمائی تھی بلا کی مستی
اور آنکھونمین لگایا تھا غضب کا کاجل

ہاے رے نازکی تھی نزاکت سے کمر
کچھ جو کاندھے سے دوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل

پتلیون کا جو اون آنکھونکی تماشا دیکھا
دل ناداں مرے پہلو مین گیا اور مچل

تیر پر تیر پڑے دلپہ نگاہین جو پڑین
نیم جان پانون پہ اوسکی مین گرا سر کے بل

اور کی عرض کہ اے عشوہ گر غمزہ فروش
رحم کر رحم بس آ گئے دل مضطر کو نہ چھل

رخ روشن کی طرح آئینہ تو مجکو کیا
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدونکو بھی حل

کون سا باغ ہے یہ کون ہے تو ہین بتن کہان
تجھ سے وحشت نہین یہ اور ہے حیرت کا محل

تبسم ہو لبہلے تو وہ سرمایہ ناز
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل

ہمراہ و بھایا نون سے یہ ز ادبی خوب نہین
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل

ہوش مین یہ نہین ہے قسم نباتات سے باغ
ہے سراپا چمن صنعت خلاق ازل

انس کچھ آج نیا تجکو نہین ہی مجسے
نہ پری ہون مین نہ انسان ہون نہ غلمان ہون نہ حور
باغ نقشہ ہی صفات حسنہ کا اوسکی
ہاتھ پھیلائے ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کیصورت
ہاتھ پھیلائے جو شاخین زر گل دیتی ہین
اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
رمز یہ ہے کہ کھلے پھولے ہین نخل امید
نظر آتی ہے چہکتی ہوئی طوطی جو تجھے
یہ اشارہ ہے کہ ہر عضو بدن حضرت کا
باردار آتے ہین تجکو جو نظر یہ اشجار
جوش رحمت کا ہی اوس بحر کرم کے شمہ
دیکھتا ہی جو روان نہر مین پانی شفاف
پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
مین زلیخا ہون وہ ہی یوسف کنعان کمال
نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور ادھر
جسکو سب کہتے ہین واسوخت شرارت ہی مری
شجر سیب و انار یہ چمن خلد برین
اک ادا مین دل عالم کو مین چھل جاتا ہون
تربیت تیری ہی در پردہ مجھے مد نظر
سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو

کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روز ازل
پر لطافت مین نزاکت مین ہون انسی افضل
حسن فطرت مین جو یوسف سی کہین ہے اکمل
اور کاسہ ہے کہ سونا ہی کیا اوسمین حل
سائل اوسکے در دولت یہ ہین ارباب دول
ہی یہ مطلب کہ وہ بخشش مین ہی وہ بیمثل و بدل
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل

قطعہ

ذوق مستی مین عنادل سے جو سنتا ہی غزل
ہی نوا سنج سپاس کرم عز و جل
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ سب نخل امل
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل
چشمۂ فیض یہ اوسکا ہے نہین گنگا جل
طبع نازک ترے آقا کی ہون ای عبد اقل
گرم ہے آٹھ پہر شاہد مضمون سے بغل
یہ قصیدہ وہ مخمس ہی یہ قطعہ وہ غزل
مثنوی سمجھی ہین جسکو ہی مری اک چھل بل
ہین مری لذت گفتار کے آگے حنظل
آہوے چین و ختن مین یہ کہان ہے چھل بل
روز سنتا ہے مرے فیض سے تو تازہ غزل
ہوئی تقدیر رسا دون گئی کلفت کے نکل

تازہ تر ہونے کا باعث ہی یاس گلشن کے
شجر عیش کی پھوٹی ہے نئی اک کونپل

خلعت خاص پہنانے کو ترے آقا کے
آج کلکتے سے آئے ہین گورنر جنرل

ہوئی افزایش ملک اور بڑھے منصب بھی
جشن کا روز ہی غافل نہین حیرت کا محل

سر اوٹھا خواب تغافل سے ذرا ہوش مین آ
دل سے ہو جشن کہ عقدے تھے ترے لاینحل

تہنیت مین تجھے لازم ہی قصیدہ کہنا
آیا مین تیری مدد کے لیے قصہ فیصل

پڑھ کے دربار گہربار مین اشعار مدیح
صلۂ مدح سے ممدوح کے بھر جیب و بغل

الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا
کھل گئی ہوے جمع حواس مختل

مستعد ہو کے لکھا مطلع روشن ایسا
جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجاے خلل

مطلع

قطعہ

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہی عمل
بچہ آہو کا ہی اور شیر نیستان کی بغل

ناخن کبک نے سیخ کباب دل باز
صیدگہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

عام فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین
امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل

شب تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے
دیدۂ شیر کے ہی سامنے روشن مشعل

چار سو امن رعایا ہے تری شکر گذار
نام باقی نہین شکوے کا جہانتک ہی عمل

مل گئے زخم کے مانند شگاف در کوہ
نرہا چاک گریبان کو وہان بھی محل

پھنک اوٹھی دشت مین ہر جادہ فتیلے کی طرح
پرتو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل

رخش گردون کی طرح گاؤ زمین جل نکلے
منہ سے تیرے کہین اتنا جو نکلجا ہی کہ چل

موجۂ حکم کا پانے تری ایما گر سیل
اولٹے پانون سوے کہسار پھرے سر کے بل

دیر ہے منہ سے نکلنے کی نہین تو سر قاف
گرد سے شہپر عنقا کے ہو گیا ر محل

تیر ہو چلہ نشین جا کے کمان کے گھر مین
دم بیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل

شکل منقار ہون دونون لب سوفار بہم
حرف لا منہ سے ترے جای جو دو بار نکل

زلفِ لیلیٰ سے ہے قیس کا دل خون ہو کر
گر ترے موکبِ اقبال و سعادت کا ہو قصد
جسطرح لالے کی آنکھونمین چمن ہی مشہد
جسطرح داغ ہی آغوش مین لالے کے یوہین
بیچ سے شق ہو سرِ خارا مہ مولاد کی طرح
ہی یقین شاخ سرِ گاوِ زمین پر ٹھہرے
جانِ غمگین ترے دشمن کی بدن سی نکلے
پھل نپائے ترا حاسد کبھی ہٹلا کے درخت
جیسے گر جاتی ہی دستارِ سرِ مے کش سے
کشتِ دل مین جو مخالف کی تری جا نکلے
رنگ اوڑ کر رخِ دشمن سے پرِ ناوک ہو
چشمِ بد دور سرِ مردمک دیدۂ فتح
کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط
پانون مین خار کرے ناخنِ تدبیر کا کام
ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماک رامح
گر تیری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے
گرد اوڑکر جو سواری کی ترے جاتی ہی
زلفِ جوزا کو ہی جاروب کشی کی خدمت
فیض سے تیرے مہندس صفت مہر فلک
رگِ گل بنتا ہے لب تک ترے آتا ہے جو شعر
برق و صرصر سے جو توسن کو تری دون تمثیل

شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھائے بہ مثل
کہ شتاوے یکے کوا کب سے نحوست کا خلل
یون ہی مریخ کی آنکھونمین فلک ہو مقتل
ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل
سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل
کہین ڈھو کے مین پڑے میان سے تیرے جو اوگل
نالہ جیسے دل پُر درد سے آتا ہے نکل
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل
کاٹ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل
جوہرِ تیغ ملے مور کو دانے کی بدل
گر اشارہ ہو ترا ناوک بے پر کو کہ چل
چشمِ دشمن مین جسے دیکھکے آجائے سبل
وسعتِ خلق کا یہ دور مین تیرے ہے عمل
چاہیے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل
تجکو پائے جو طرفِ سمار سماک اعزل
پر بکانے صفت مور ہر اک حرف غزل
زہرہ آنکھون مین لگاتی ہی سمجھکر کاجل
ہی اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل
بوے گل بنکے معانی وہین آتی ہین نکل
جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین اسکی مختل

دور ہی عقل سے تشبیہ سکون و عسرت — سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا ایمان مین خلل

سبقت اندیش ہی ہر عضو سے عضو آخر — پیچھے رہجانے کے باعث سے ہوا داغ کفل

وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے — کر کے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل

نقطہ کیا نقطے بھی دیوان سے یون اڑ جا گین — قطعہ — دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل

لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا — نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل

آئینہ نعل کا اوسکے ہو جو بنکر طیار — قطعہ — اور آنکھ اوس سے مقابل ہو تو دیکھے جھل بل

حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے — اور ناکام ہی آخر کو گرے ہو کر شل

جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ اوس مین ہین سب ہی — سخت سُم نرم دم آگندہ سرین پہن کفل

فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد — عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل

ایک ہتھنی مگر اون سب مین جو سب سے ہی بلند — اوسکی تعریف کرون نام ہی اوسکا چنچل

فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جائے دہل — دانت پائے کی جگہ اوسکے ہین خرطوم زحل

اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہے ابھی — مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل

پا بزنجیر ہے ہر چند مگر ہے آزاد — تاکے کیطرح سلاسل سے وہ جاتی ہی نکل

عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اوسکی بیان — متشکل ہوئی ہے قدرت خلاق ازل

ہی در قلعۂ گردون کی کلید اوسکی کجک — فیلبان اوسپہ کہ سیمرغ ہی بالائے جبل

بکی طرف ہے رفتار مین با اینہمہ شان — غیر ممکن کہ سر مور کہین جائے کچل

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فکرت — ہنسے مانا کہ نہین پانون قلم کا ترے شل

ہر کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید — کر زبان بند نہین ہی یہ تعلی کا محل

شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اوسکا — خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطایا و زلل

قدر دان سخن و اہل سخن ہی ممدوح — ہاتھ اوٹھا پھر دعا پیش خداوند اجل

اور یہ کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری — کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سرخرو رنگ سعادت سے ہی جبتک زہرہ	روسیہ داغ نحوست سے ہے جبتک کہ زحل
حسن کو ناز رہے عشق کو جب تک کہ نیاز	رہے معشوق کا جب تک دل عاشق مین عمل
جب تلک مہر سے پرنور ہے سارا عالم	جب تلک ماہ کی روشن ہو فلک پہ مشعل
پرتو مہ سے کتان کا ہو جگر جب تک چاک	گرمی مہر سے تا موم کا دل جاے پگھل
جب تلک شہد کے چھتے مین رہے شیرینی	تلخکامی رہے جب تک کہ نصیب حنظل
نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار	لے مزا بیٹھکے ہر پھول پہ زنبور عسل
سرو کی گرد کرے فاختہ جب تک کو کو	گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل
مست جب تک ہین ساقی دریا دل پہ	شور طاؤس کرے دیکھکے جبتک بادل
جتنی امیدین ہین بر آئین مرے آقا کی	خلد کیطرح سے شاداب رہے باغ امل

ملک اقبال کو یارب ہو ترقی گھڑ یون
یہ کیٹھر تو ہے کیا ہند مین ہوجاے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ غم نہیں جو پیش ہی دفتر قصور کا
کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا
ہمت ہی شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی
محروم اوسکے خوان تجلی سے کون ہی
کہتے ہی یا کریم ادھر سے اودھر گئے
ہین خاک بھی ہوا تو ہوا اوسکی خاک در
وہ صاف دل ہو مردمک چشم کی طرح
ہی اعتقاد صاف کی اسمین رہے مدام
زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغ زہد
دیکھین کہ کیا دکھاے قیامت مین شوق دید

عنوان نامہ نام ہے رب غفور کا
دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا
پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہ دور کا
حصہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا
لطف و غضب مین فاصلہ تھا کتنی دور کا
چھوٹا نہ دست عجز سے دامن غرور کا
میرے سیاہ خانے مین عالم ہے نور کا
مینا ے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا
جھوکا نہ آنے پاے ہواے غرور کا
درپیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا

حاضر مرے جنازے پہ ہوں سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا

کیا ڈر جو قصر عفو مقام بلند ہے
زینہ لگا کے پہونچوں گا عذر قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو
ارشاد ہو علاج دل ناصبور کا

عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پر
یارب امیدوار ہوں عفو قصور کا

دیکھا نہیں ہے تجھکو مگر شوق دید ہے
مشتاق غائبانہ ہوں تیری حضور کا

مرکے ملی نجات لحد کے فشار سے
صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

پھیلا کے پاؤں چین سے سوؤں مزار میں
تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے
جگمگٹ رہے مزار میں غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقی کوثر کا واسطہ
اک جام تشنگی میں شراب طہور کا

عریاں اوٹھوں تو دامن رحمت میں دے جگہ
اک جام تشنگی میں شراب طہور کا

الفت امیر آل محمدؐ سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نام عاصی داخل فرد شفاعت ہو گیا
خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہو گیا

مرغ عصیاں اوڑ کے صید باز رحمت ہو گیا
دنگ شاہین ترازوے عدالت ہو گیا

ندرو تھا وقت پرسش پر رہا سرسبز میں
فرش استبرق مجھے صحن قیامت ہو گیا

گرمی خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات
شامیانہ سر پہ میرے ابر رحمت ہو گیا

آل احمدؐ کی محبت کا چبھا تھا دلمیں خار
بڑھ کے محشر میں کلید باب جنت ہو گیا

جم گیا تھا دل میں جو مشق معاصی کا غبار
سرمۂ بھر دیدۂ عین عنایت ہو گیا

واہ ری رحمت جو رکھا پاؤں باکا صراط
دستگیری امن نے کی خوف رخصت ہو گیا

جب علم کے نیچے پائی فیض احمدؐ سے جگہ
سیری بحری پہ انگشت شہادت ہو گیا

دفعۃً صورت بدل کر بنگئی امید یاس
خار زار رنج فرش خواب راحت ہو گیا

راستہ تھا اوّلِ منزل جو نایاب پیش — رفتہ رفتہ نردبان بام رفعت ہو گیا
قصر یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید — باغ جنت کا قبالہ داغ محنت ہو گیا
تشنگی مین کوثر و تسنیم کے مضمون ہیں ہم — اس طرح پہونچے کہ رضوان غرق حیرت ہو گیا

صبح محشر جلد چھٹکارا ملا ہمکو اسیر
مہر گیا چمکا کہ تابان نجم قسمت ہو گیا

نہیں سودا فقط یوسف کو اوسکے دور دامان ہو گیا — گدا ادریس بھی ہے کوچۂ چاک گریبان کا
مزہ عاشق کے دلسے پوچھ حسن شعلہ رویان کا — تماشا دیکھ پروانونکی آنکھو سے چراغان کا
یہ تیری تیغ نے روکا ہی ناکا شہر امکان کا — کہ چھپایا ہی قضا کے ہاتھ پر خونِ شہیدان کا
دلِ بیداغ پہ یہ حسرتون کا خون ہوتا ہے — لہو بنکر ٹپک جاتا ہی رنگ اپنی گلستان کا
زبانِ حال سے کہتا ہی خنجر میان سے کھنچکر — کہ گھر بیٹھے بہلتا ہے کوئی بھی مرد میدان کا
مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا — مجھی سے پھر گلا اوٹھا مرے چاک گریبانکا
تکلف حسن کا ہر موے خط یار مین پایا — نظر آیا مجھے ہر مو مین جلوہ سلیمان کا
بہار تازہ دل دیکھ اگر شوقِ تماشا ہے — بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہی اس گلستان کا
نہ ہوگا بند جب تک نقد جان باقی ہی غالب مین — سحر کے گھر کا دروازہ ہے چاک اپنے گریبان کا
بہار کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھون — نہ بلبل اچھی نہ بوٹا خوشنما ہی اس گلستان کا
لکھے یکدست یہ مضمون ترے دستِ حنائی کے — مخمس جو مرے دیوان مین ہی پنجہ مرجان کا
نہ گھبرا اے دلِ وحشی سوادِ شام فرقت سے — کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہے اوس زلفِ پریشان کا
خیالِ عیش کرلینگے فلک نے گو پھنسایا ہے — تصور تیرہ ہو سکتا نہیں ہی اہل زندان کا
ہمارا ابھی قفس لے ساتھ جاتا ہی جو گلشن کو — ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا
ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا
معاف اے شیخ دھوکے مین اڑائین ہم نے پیمانے
اچھلتا ہی کلیجا ڈوبتا ہے دل خدا حافظ — سمندر تیرتا ہی جھیلتا شبہاے ہجران کا

نہ پوچھے کیا طول محشر ہمسے شمنا کو تکی آنکھوں میں
ازل سے تا ابد پھیلا ہوا ہے روز ہجران کا

دہان گور سے آواز یہ کانوں میں آتی ہے
نہیں ہے کام اس گھر میں کسی ناخواندہ مہمان کا

تڑپکر دم نکلجائے مگر کھلنا نہیں ممکن
تری دل کی گرہ ٹانکا ہے مرے زخم پنہان کا

جگر کو دوں کہ دل کو دوں تبا ائی ناوک قاتل
کہ دو پیاسو نہیں ہے یہ ایک قطرہ آب پیکانکا

امیر آئینگے کیا کیا شمع رو راتوں کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر درکار ہے رنگیں نگینہ تکمہ گریبان کا
لگا دو لعل اس میں قطرۂ خون شہیدانکا

اسیر عشق ہوکر زمزمہ سن طایر جان کا
چہکتا ہے قفس میں جاکے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مرکے ہاتھ آیا ہے ہمکو ملک ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہر خموشان کا

تمہارے بانکپن کی شان کچھ اس میں نکلتی ہے
کھینچے تو دوڑکر منھ چوم لوں شمشیر عریان کا

دھواں اوٹھتا ہے داغ آتشین سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہے بدلی میں ہلال اپنی گریبانکا

خیال خط میں اٹکل جا نکلتا ہوں جو گلشن میں
لگاتا ہے ہزاروں برچھیاں سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتی رک گئی وحشت
اوٹھائی اوس نے چلمن بگیا پردہ گریبانکا

جہاں معشوق ہو عاشق دکھاجاتا ہے رنگ اپنا
سبب طوق قمری ہے دھواں سرو چراغان کا

یقین ہے ہنستے ہنستے ہو لبالب خون حسرت سے
اگر کاسہ بنایں کاسہ گر خون شہیدان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو
درخت بے ثمر ہے یہ اوسی اوجڑے گلستان کا

دل گشتہ میرا دیکھکر یوں وہ پری بولا
یہ دل کا ہیکو ہے کوئی بگولا ہے بیابان کا

کہاں ساماں تھا وحشت میں کہ نامہ یار کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑ کے اپنے گریبان کا

نہ ہے شوق شہادت امتحان گاہ محبت میں
قدم بڑھتے ہی ہاتھوں بڑھ گیا دل مرو سیدانکا

دم رقص اوس پری نے دی جو گردش اپنے دامن کو
مری آنکھوں میں عالم پھر گیا چتر سلیمان کا

تعلق رکھتی ہے سرگشتگی نخوت فروشی پر
کہیں دامن سے ہوتا ہے مقام اونچا گریبانکا

وہ دیوانے ہین آنکھون کے ذرا ایما اگر کر دین
نکالے شیر نر آنکھین غزال اپنے بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتاب حشر کہتا ہے
وہ اک اوترا ہوا چھالا ہی اپنے داغ ہجران کا

نئی تقریب پریونکی بلانے کی ہی دیوانو
کسی صحرا مین عرس اکدن کرین چلکر سلیمان کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھین لوٹ اوسکی جامہ زیبی پر
نگاہین کھیلتی ہین گیند اوس گوی گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
دہان زخم سے ہم چوم لیتے منھہ نمکدان کا

بڑے نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہی مجکو اک پردہ نشین کے دور دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا

نظر آتا ہی دلمین رنگ کیا کیا حسن خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلستان کا

چھپا ہی عیب عریانی سے رخت جسم عریان کا
مرا داغ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا

کہین ضبط فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لب خاموش سے پیدا ہے صدمہ درد پنہان کا

صدا یہ قلقل مینا سے میخانے مین آتی ہے
کہ تحت سبز اک طوطی ہے مستون کے گلستان کا

نگاہ اوڑتی ہوئی پریان پھنسانے کا ارادہ ہی
ہوا پر جال پھیلایا ہی کیون زلف پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہی گل صدبرگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہار درد دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا

خیال طرۂ بندھ جائے نہ کیونکر چور کی صورت
طلایہ پھر رہا ہی آنکھ مین خواب پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسیر
دہان یار دروازہ ہی کیا شہر خموشان کا

تمھارا پنجۂ رنگین چڑھا جب سے نگاہون پر
جمایا رنگ اوترا دل سے اپنے پنجۂ مرجان کا

ترا ممنون ہون ای ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دست وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خط کوفے مین لکھو گور غریبان کا

تعجب کیا کمال شوق مین لپٹا جو مین اوس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسیکے جسم عریان کا

اسے کہتی ہین پاس راز الفت دیکھہ اے قاتل
سیاہی منہہ تری تار کمر سے زخم پنہان کا

زنخدان پر جو انگشت حنائی یار نے رکھی
تو مین سمجھا کہ ہے سیب ذقن پھل شاخ مرجان کا

مزاج آگئے تو دیوانون سے یون برہم نہ ہوتا تھا
اثر ہی اے پری یہ صحبت زلف پریشان کا

کہان جائینگے اڑکر یہ پری رو میری چالون سے
مجاور مین بنونگا جا کے درگاہ سلیمان کا

نصیب دشمنان قاتل کو سکتا ہوگیا شاید
کہ بسمل آئینہ دکھلا رہے ہین چشم حیران کا

ہوا ہی زلف مین اک حور کے سودا یہ چمکا ہے
بیاض صبح جنت ہی سویدا اپنے بیابان کا

امیر ایسا شگفتہ ہی ہجوم داغ سے پہلو
کہ ہر ناسور دل رخنہ ہے دیوار گلستان کا

دکھانا چاہیے کچھہ بانکپن سودے مژگان کا
بہت اب نوک کی لیتا ہی ہر کانٹا بیابان کا

نہ چھوڑا تار باقی دست وحشت نے گریبان کا
دیا ہر چند مینے واسطہ یوسف کے دامان کا

جواب روضۂ رضوان ہی تختہ کوی جانان کا
قضا چھڑکاو کرتی پھرتی ہی خون شہیدانکا

ستمگر نے نہین کنٹھے مین اپنی گو کھرڈا نکا
نکل آیا ہے جوہر صاف شمشیر گریبان کا

بنا کر آئینہ پریون کو یون خودبین نکرنا تھا
سکندر کچھہ تو تجکو پاس لازم تھا سلیمانکا

زمین ہی ایک مشت خاک صحرائے محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہی دل کی بیابانکا

تردد کیا ہے تمکو یہ تو دوٹانکو نہین اچھا ہے
عدو کا زخم دل کیا چاک ہی میرے گریبان کا

دلبستان جنون مین جو سبق تھا درس مین یہ سنتے
وہ ا ہی مجنون برآورده ورق ہی میر دیوان کا

نہ بھولے آپ کو بھولے جو دنیا کو تو کیا بھولے
یہ منت ہوا گر پوری تو بھر دے طاق نسیان کا

کسی عارض کا آئینہ ہی اپنا دیدۂ حیران
دل صد چاک شانہ ہے کسی زلف پریشان کا

در آیا بنکے پتلی دیدۂ خورشید محشر مین
اگر اونچا اوڑا ذرہ کوئی اپنے بیابان کا

لب بام اوس پری نے بال کیا چہرے سے سرکائے
اوٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ مین کیون بھوں چڑھتے ہو تم ای جھالو
اسی سے چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیابان کا

گھٹائین غم کی چھا جاتی ہین پسر تیرہ بختون کے
بلا ہی رخنہ کھلنا آپ کی زلف پریشان کا

ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے اوس گل کے ہاتھ اپنا
یہ باعث ہی کہ شل حق نے بنایا پنجہ مرجان کا

اوترتا ہی نہین غصہ کسی دم چشم و ابرو سے
پریرویون پہ کیا تمغا ہے سرکار سلیمان کا

خیال زلف و رخ ہی رات دن آنکھون مین پھرتا ہی
اجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا

مرے غم مین روان آنسو ہین آنکھون سے حسینون کی
کہ ماتم ہو رہا ہی گھر مین پریون کے سلیمان کا

انا الحق بولتی ہین قمریان حق سر کہ کیسا
جسے کہتے ہین دار اک سرو ہی اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ اے امیر اسکا ہے دیباچہ
سواد خامۂ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا
ہونا جو تھا وہ اے بت عیار ہو چکا

ترغیب دی شراب کی پینے کی کیون اوسے
حق تو یہ ہے مین پہلے گنہگار ہو چکا

اٹکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ
فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا

بالین پہ میرے کس لیے آیا ہی اے طبیب
تجھ سے علاج درد دل زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا

زنجیر پا ہے ضعف سے ہر موج بوریا
شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا

افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی
جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا

اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے
امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا

جب آستان یار پہ حاضر ہوے ہین ہم
دربان سے یہ سنا ہی کہ دربار ہو چکا

باقی ہزار شوق خط شوق نا تمام
قاصد کمر کو باندھ کے طیار ہو چکا

کافی ہے زلف جال بچھاتا ہی کسلیے
صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا

دنیا مین کون غم ہے نہین جسکے بعد عیش
آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا

دل راہ چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے
یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا

میرا سوال سنکے جو خاموش ہو رہے
اب لب پہ لائین کیا ارنی صورت کلیم

مین خوش ہوا کہ وصل اقرار ہو چکا
محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہے کسکو حوصلہ اٹھانے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا
دیکھین حورین بھی تو بیہوش ہون روتے روتے
مے پیو شوق سے خالق ہے رحیم اور کریم
آشنا ذکر سے رہتی ہے فقط اپنی زبان
جائے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین
نبض دیکھی تو حرارت سے جلی دست مسیح
نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے
آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی
کبھی دیوانہ الفت نہ تمھارا سمجھا
شک نہین اس مین کہ ہے مصرع موزون قد یار
جوش وحشت ہمین اوس دشت مین لایا کہ جہان
کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف
تری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس

روز کا تمنے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا
سیر کیسی تری کشتی کا تماشا کیسا
میکشو خیر ہے اندیشۂ فردا کیسا
دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا
نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا
تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا
گوشہ گیری سے ہوا شہرہ عنقا کیسا
اے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا
لوگ سمجھانے کو سمجھا چلے کیسا کیا
پر کمر بیچ سے غایب ہے یہ سکتا کیسا
آہو سے قیس نہین ناقۂ لیلے کیسا
دیکھین اس فن مین ہے تمکو یدطولا کیسا
رہگیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہے یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جائے گا جو وطن سے نکل گیا
ٹھہرین کبھی کچون مین نہ دم بھر بھی راست رو

بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا
آیا کمان مین تیر تو سن سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گھر مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اڑا دیا
کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی ابل کے چاہ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے
انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا
بلبل کو ذبح کر کے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سگ یار نے کیا
ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا

ہے سبزہ رنگ خط بھی بنا اب تو بوسہ دے
بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پر
قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا

مد نظر رہی ہمین ایسی رضای دوست
کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی مجھے خوش چشمون کی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف
جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھکے بزم سے کیا اوٹھ گیا امیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

وعدہ نہین ہے حشر کے دن کس سے دید کا
حصہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہان پلید کا
خون حسین غازہ ہے روے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

کچھ لیگئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما
لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا

کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین
آئے جسے جسے ہو ارادہ خرید کا

ہان ای کلید دار قضا کھول قفل بخت
کچھ اس مین گھس نجائیگا ناخن کلید کا

کشتون کا کھیت کاٹ گئی ہی تیغ یار
جامہ بھی یہ قطع ہے قطع و برید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہی مرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا

کیا جانے رہرون کا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا

اے ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
اوچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جس روز بت پرست
ناقوس غل مچائیگا ہل من مزید کا

دل میرا اوسکے روے مخطط نے چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہی بوی خون
آیا ہے لالہ بھیس بدلکر شہید کا

کیونکر کھینچون نہ مین طرف قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلی کی دید کا
ہے کوہ طور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور لطف ہی اوسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

دو دہ شب فراق کا نقاش مجھ سے لی
نقشہ جو کھینچنا ہو بعینہ یزید کا

مسجد سے سوے میکدہ ای شیخ یون نہ کھ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب سے قاتل کے روز حشر
نالہ گلے مین پھنس کے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین ہن ہمے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبہ مرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اوٹھا ذرا نہ ذائقہ گفت و شنید کا

وہ یاد ابن ساقی کوثر مین ہیں یہان
شامی کباب بھن گئے جگر ہو یزید کا

پیری ہین مجھ سے خنجر قاتل گلے ملا
دیکھا ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

عکس شبیہ کھینچیے رخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپتا ہے کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہاں سے جواب خط
بھیجا ہے نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے میں کٹ گئی یوں اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جائے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دل زخمی کا مجھسے حال
انشا قتیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کس دن نہیں ہیں چار گدا چار میہمان
رزق اپنا اے امیر ہے توشہ فرید کا

مجھکو محب سمجھ کے حسین شہید کا
کرتا ہے قافیہ تنگ بھی یزید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
جائے شہاب خون بکے گا شہید کا

ہوتے ہیں تر پسینے سے آغوش میں حسین
پھولوں سے مجکو ڈھب ہی عرق کی کشید کا

اترا گئے ہیں جو لوگ پہنکے لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید کا

بت بنکے وقت نزع نہ بالیں پہ میرے بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پر نہیں خط ہے رسید کا

کرتا ہے مثل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہی مرید کا

گردن تو کیا نہیں مرے اعضا کو خوف تیغ
ہل ایک ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

کھولینگے لات مار کے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیسا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

نازک ہی دل میں وعظ کی مجلس میں جاؤں کیا
ڈرتا ہے مجکو ذکر عذاب شدید کا

پیر مغاں نے مجکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہے اپنے مرید کا

باطن میں غم ہے عشرت دنیا ہی ظاہری
پہنے ہوئے لباس محرم ہے عید کا

مہدی کی ٹٹیاں نہیں پر کیے باغباں
کیوں اپنے ہاتھ صاف ہی کرکے قطع و برید کا

فاقے سے ہوں تو صاحب غیرت ترنج کریں
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

اٹھ اوٹھ کے بیٹھنے سے ہوی کشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقات عید کا

ہی دل کو شوق اوس بت قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا
محتاج قفل میکدہ تھا اس کلید کا

یارب رہے وہ چاہِ ذقن خط سے حفظ مین
گھیرے نہ اس فرات کو لشکر یزید کا

جی چاہے جس حسین کا وہ ہمسے جنسِ دل
سرمایۂ کریم ہے توشہ فرید کا

دنیا پرست کیا رہ عقبے کرینگے طے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا

وہ مست ہون کہ مینے شبِ قدر کی دعا
روزے تمام ہون کہین دن آئے عید کا

کس گلبدن نے ہاتھ سہرہ لگا دیا
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

ہونے نپائے غیر بغلگیر یار سے
اللہ یون ہی روز گذر جاے عید کا

اپنی کہین کہ اوسکی سنین وقت نزع ہم
دردا کہ وقت تنگ ہی گفت و شنید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
پوچھا گیا نہ حال ہمارے شہید کا

بک بک کے روز کھاتے ہین واعظ مرا دماغ
سمجھے ہین شاید اسکو بھی توشہ فرید کا

لوٹیگی لذتِ لب شیرین مری زبان
قفل رہن پر اوسکے ہی دانت اس کلید کا

شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
اولٹی ہے بات پیر ہے پیرو مرید کا

ضائع نجاے دل پہ جو کھایا ہی داغ غم
یارب چراغ ہو کسی قبر شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
ہان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے مکر صاحب بخل شدید کا
گاڑے تو زر مزار بنا لے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
ڈورا جو باڑھ کا ہے وہ حبل الورید کا

اوس کوچے کے گداے تہیدست ہین وہ ہم
رضوان سے ہے ارادہ جنان کی خرید کا

کرتی ہین دل کو خون اون آنکھونکی پتلیان
اون منچیون کو ذوق ہی مے کی کشید کا

کیونکر نہ مثل قفل کھلیگا دہان یار
اک دن کرے گی کام کلید کا

تحقیق درد دل کا کرونگا جو مین سوال
نکلیگا جملہ خبر ہین ہل من مزید کا

ہوا اوس سے بوسۂ لب شیرین کی کیا امید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خط عذار یار کا کیا وصف کیجیے
نوروز کا یہ زائچہ خطبہ ہی عید کا

باتین مری سنین تو یہ منھ پھیر کر کہا
تار اس کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا و کوہ کشتۂ الفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا

لیتی ہے بوسے عارض محبوب کے وہ لب
کافر کو بھی ادب ہے کلام مجید کا

حجام میرے دل کا دکھا دے جو آئینہ
اوسنے زیادہ دن اونھین انعام عید کا

کندن سا رنگ پا رو کھائی جو رخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا

کتنا ہے سخت قلب رقیب سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

مقتل سے کم نہین ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلوے بریدہ شہید کا

خط عارض نے دل اہل رقم توڑ دیا
بیت ابرو نے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا متحمل تھا کہان شیشۂ دل
وہ کہی بات کہ دل تو نے صنم توڑ دیا

اہل محشر یہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جوڑا ترا ہم دیکھ سکین
رشتہ الفت کا تری سر کی قسم توڑ دیا

دل نے اک آہ مین نابود کیا انجم کو
سب جتھا کھینچ کے شمشیر دو دم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی دروازے پر
آسرا تو نے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحہ دہر یہ صورت گر قدرت نے امیر
اوسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

ہمسرِ زلف قدِ حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف قد مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن میں گرا دل ٹھہرا
بہتے بہتے یہ سفینہ لب ساحل ٹھہرا

کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہتِ گل سے پریشان ہوا اوسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کیطرف
دیر تک گوش بر آواز سلاسل ٹھہرا

حسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعث قتل
جسنے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخ جانان پہ ملا بوسہ خال
یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا اے جوش جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دور جب تک تھے تڑپتا تھا میں کیسا کیسا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرت داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینت باغ نہ آرایش محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آتا ہے نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو اے صاحب محمل ٹھہرا

دم جو بیتاب تھا مدت سے مرے سینے میں
تیغ قاتل کے تلے کچھ دم بسمل ٹھہرا

ہم بڑی دور سے آئے ہیں تمھارا ہی یہ حال
گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا

اب تک آتی ہے صدا تربت لیلی سے امیر
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا

سمجھے کفن نصیب جو بعد فنا ہوا
سرکار عشق سے ہمیں خلعت عطا ہوا

دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
ترک خودی سفینۂ اہل فنا ہوا

بخت سیہ نہ ضعف میں ہم سے جدا ہوا
قد خمیدہ حلقۂ زلف دوتا ہوا

میں مٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ مٹ گیا
سایے سے خوب حق رفاقت ادا ہوا

پچھتا رہے ہیں خون مرا کر کے کیوں حضور
اب اسپہ خاک ڈالیے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیاں تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود — اوروں سے پوچھتے ہیں یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوئے عشق — تصویر میں بھی رنگ ہے رُخ سے اوڑا ہوا

ہے دل کا ہجر میں مری معشوق سے یہ حال — جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہیں عضو تن — کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جدا ہوا

یاد کمر میں بھول گئی دل کو طرز آہ — کاسے میں اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دل عشاق کھنچ گئے — گیسو کا حلقہ بھی دہن اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہوں کہ نقش قدم ہوں — پڑتا تو ہے زمین پہ لیکن اٹھا ہوا

آئینہ اوسکو کسنے دکھایا غضب کیا — جلاد خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ بت — قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلہ ہوا

خالی قدح دکھائے مجھے کیوں نہ دور سے — ساقی کا دل ہے میری طرف سے پھرا ہوا

شاید خط اوس ہتھیلی کے حلقے تھے جال کے — آتے ہی قید طائر رنگ حنا ہوا

ڈھونڈھا نہ کب بہانہ مرے دل نے بہر رنج — ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ یہ مصر کیا کہوں — مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے — آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہے رشتۂ الفت کا توڑنا — یوں قتل کر کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہے اسے ترک کچھ خبر — آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آٹھوں پہر ہے جلوۂ معشوق سامنے — ہے مدتوں سے بیچ کا پردہ اوٹھا ہوا

انسانکی مرگ و زیست نہیں ہے کسیکے ہاتھ — آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اوس گل گلزار حسن تک — دم میں پہونچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

چھوڑا گئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی — سودا سا ہے اسیر کو کیا جانے کیا ہوا

فراقِ یار نے ہمین مجبور رات بھر رکھا — کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ ادھر رکھا

شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا — لکھا اہلِ وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا

برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی — اسے زیرِ قدم رکھا اوسے پیشِ نظر رکھا

مٹائے دیدہ و دل دونون میرے اشکِ خونین نے — عجب یہ طفل ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا

تمھارے سنگِ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا — عزیز ایسا کیا مرکر اوسے چھاتی پہ دھر رکھا

جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاوینگا ناصح کو — سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہی حضرت نے کر رکھا

نہ کی کسنے سفارش میری وقتِ قتل قاتل سے — کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا

غضب ہے ابر وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے — جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا

بڑا احسان ہے میرے سر پہ اوسکی لغزشِ پا کا — کہ اوسنے بے تحاشا ہاتھ میری دوش پر رکھا

زمین مین دانہ گندم صدف مین ہم ہوئے گوہر — ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو ور رکھا

ترے ہر نقشِ پا کو رہگذر مین سجدہ گہ سمجھے — جہان تو نے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگون مے لیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابرِ رحمت جاے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کبھی مہر سپہر گلشن کا — تو بجلی طوف کر جاتی ہے پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانباز مقتل بن گیا ہے مجھکو گلشن کا — ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا رن کا

ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے — کہ یہ غمزہ تو اے سفاک حق ہے میری گردن کا

نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا — کیا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا

بہار آئی ہے اے دستِ جنون یا عید آئی ہے — گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

کبھی تاکیگا کبھی مہتاب جھانکیگا — کھلا رہنا نہین اچھا ترے کمرے کے روزن کا

بصیرت ہو تو انسان رمز سمجھے چشم و مژگان کی — لیے ہین تیلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجھکو — ہوا مجمع مرے تابوت پہ شیخ و برہمن کا

ہین اک پردہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون
مرے زخمون مین لازم صفوت ہی یوسف کی دامن کا

دھڑی مسی کی ہونٹھ پر جمی ہے خیر ہو یارب
کرینگے سیر گلشن رنگ اوڑیگا آج سوسن کا

تہِ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجکو ہوش گردن کا

بلون کفار مین جا کر شکست کفر کی خاطر
بتون کو توڑتا ہے بھیس بدلون مین برہمن کا

تردد کیون ہی یارونکو کہان گاڑین کہان پھینکین
جہان وہ پانون رکھدین ہی ٹھکانا ہے مرے مدفن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رو دیتے
تمھین گو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جانبخش پر مسی نہین اوسنے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اوسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہی لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون ہنس کر روک کر اوس شیخ پرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آگا باندھتا ہون جا کے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اوس صراحی دار گردن کا
پڑا پھندا گلے مین گر گئی سے ڈھل گیا منکا

موئے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہی بجلی بھی جو آتی ہی
ہنسی سمجھا ہی گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اوٹھا لون سختیان لاکھون کڑی بات اوٹھ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہاے تیغ بران نقد جان اہل جرات ہے
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کمی جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ تڑپ کے تسمہ میری گردن کا

تصور سے سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہی یا کمرہ ہی کوئی کنج گلشن کا

مسی مالیدہ لب سے کی ہی کلی جس جسگہ اوسنے
قیامت تک اوگیگا اوس زمین سے پھول سوسن کا

وہ محو درد الفت ہون کہ مجکو سیر گلشن مین
چٹکنے مین ہی غنچون کے خبر بلبل کے شیون کا

کرم فرما جو ہوا ابر کرم میری زراعت پر
بنے برق تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین ذکر آخر ہے
کہ غل ہے میکشون مین خاتمہ ہی آج ساون کا

پھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجھکو
کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کی جوبن کا

امیرؔ آیا نظر جب چودھوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہی نقشہ اوسکے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسی کرتا
جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا

آبرو گردیتی ہین جو پیدا کرتا
گوہر اشک کو مین آنکھہ کا تارا کرتا

ہاتھہ رکھے مین اوٹھا زخم گلو پر دم حشر
مجھسے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا

تو وہ بت ہی تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ
کبھی فرعون خدائی کا نہ دعوی کرتا

جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور
گردشین لاکھہ ترا بادیہ پیما کرتا

نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کیطرح
خاک اس گلشن ہستی کا تماشا کرتا

خط پشت لب جانبخش نہین جای عجب
خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا

اے اجل دن ترے آنیکا جو ہوتا معلوم
کچھہ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا

غم اوٹھانے کو بہت تھے ترے بندی یارب
کیا کمی تھی اگر اک مجھکو نہ پیدا کرتا

وہ جو امید بر آری پہ امیرؔ آجاتے
پہلے مین ترک تمنا کی تمنا کرتا

غبار اوسکے لب بام تک بلند ہوا
ہوائے تند کا جھونکا مجھے کمند ہوا

جہان کسی کا دکھا دل مین دردمند ہوا
جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا

کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل
در کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا

برنگ اشک ندامت گرا جو آنکھہ سے مین
خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا

گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول
جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا

کیا وفور معاصی نے حوصلے کو یہ پست
کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا

یہ دل مرا ہے کہ جس مین خیال یار ہی نقش
کبھی سنا ہی کہ عکس آئنیے مین بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھ کی دوری نے دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا

چھڑک کے آئی وہ زلفِ سیاہ پر افشان
شب وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نہ پوچھ الفت خالِ سیاہ کا باعث
پسند اپنی ہے مجکو یہی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشق زار
جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھا کر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

برنگ شمع جلایا یہ سوز الفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشم حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالینگے تہِ شمشیر بران حوصلہ دل کا
دہانِ زخم سے ہم چوم لینگے ہاتھ قاتل کا

تڑپنے مین دکھا جاتی ہے کچھ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہے جگر کا برق نے بھی تیغ قاتل کا

عجب کیا ہے اگر گردون تہیدستون سے کھنچتا ہے
محلہ چھوڑ دے ممسک جو ہمسایہ ہو سائل کا

سفر مین یاد اوسکے مصحفِ عارض کی ایسی ہے
کہ ہر منزل پہ دھوکا ہے مجھے قرآن کی منزل کا

بھرا کشتون سے کیونکر دامنِ مقتل مین حیران ہون
نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا

یقین ہے دیکھتا عالم نہین سے شکل جو رنگی
در جنت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا

کیا تو آب و دانہ ترک راہ عشق مین لیکن
بہت دشوار روزہ رکھ کے طے کرنا ہے منزل کا

فنا داوس ترک کو عشاق مین مد نظر ٹھہرا
نئی سوجھی گلا بسمل سے کٹواتا ہے بسمل کا

بھلا کر یاتگ کی الفت کیا برباد آنکھون نے
ٹھگون نے مجکو مارا راستہ بھٹکا کے منزل کا

سنو جبتک کہ حکم اوسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل اک جلاد ہے سرکار قاتل کا

حسینون کا گھٹا یا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہی اب خیمہ لیلےٰ پہ محمل کا

اثر ہے نا توانی کا یہانتک بعد مرنے کے
کہ رستم بنتے بنتے زال بنجاے مری گل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین ہو دروازہ کھلا دل کا

مداہی سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگالون پانون قاتل کا

رہِ الفت مین بی آئی ذقن کی دلکو آفت ہے
مسافر کی قضا ہی چاہ اگر ہو خشک منزل کا

امیر ایسا کیا بیتاب شوق قتل نے میرے
کہ ہے اوس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرت ہاے بسمل کا
نگاہِ یاس بس کر دل بھر آتا ہی قاتل کا

نشان ای نامہ بر کیا پوچھتا ہی قصر قاتل کا
لگا ہے آئینہ ہر ایک در مین چشم بسمل کا

فرشتونپر عیان ہی سحر اوس زہرہ شمائل کا
خط چاہ ذقن ہی یا دھوان ہی چاہ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہی برہم میرے قاتل کا
چھری دیکر پکڑ رکھتا ہے بازو مرغ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اوڑا یا ڈھنگ جب کہ آستین نے دست قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بٹھلا کو بلایا ہے جو غیرون کو
جدا دفتر سے رہنا چاہیے افراد باطل کا

زبان پر تذکرہ اوس تیغ ابرو کا جو ہی ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہے گلوے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختی راہِ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرتا ہی طے دو لاکھ منزل کا

وہ گریان بعد ازین ہی بے آب خود لبریز پانی سے
بنائین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مری گل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہے پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہی سامان دن کی منزل کا

الٰہی بعد مردن بھی رہے مشق ستم مجھ پر
لگائین تیر جب تو وہ بنائین وہ مری گل کا

کسیفے لفظ رخ بے نقطہ کب عالم مین دیکھا ہے
نہو تا کس طرح نقطہ رخ محبوب پر تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو اوٹھا لطف یارونکو
تمھاری سرد مہری نے جمایا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائی تو ہوتا ہے زوال آخر
وہ ہو خونریز عالم تو جو رکھدی نازسے او نگلی

کرے اتنی نکر رسوا کریگی کیا قیامت مین
آلہی اشک بھر آتے تھے اونکی سر آہون پر

نئی معراج پائی ہے غبار گور مجنون نے
سوا ہے ایک شب سے کب زمانہ ماہ کامل کا

تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا
کہین ایسی سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو قاتل کا

تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اوسنے مرے دل کا
بگولا جو اوٹھا قبہ بنا لیلی کے محمل کا

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اوسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا
سرخروئی تھی جو منظور تھا مانند حنا

ہوگیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا
شوق پابوس حسینان جو تجھے تھا ایدل

چشم نرگس نہ ملی دیدہ آہو نہ ملا
بھولتا تھا نہ بہار چمن ہستی پر

آئے بتخانہ سے کعبے کو تو کیا بھر پایا
ملکے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا

تھی اگر برق تجلی کو نمائش منظور
کیون گیا کوچۂ گیسو مین جو آفت مین پھنسا

تیغ اوسکی جو رہے مجھسے کشیدہ تو رہے
شاید اوس ترک کے توسن ہی کو رحم آجاتا

لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
تھا اگر فتنۂ محشر کو دوبالا ہونا

زد پہ تیر نگہ ناز کے آرہنا تھا
دل کو اوس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

باب توبہ کی طرح اوسکو کھلا رہنا تھا
نقش پا بنکے سر راہ پڑا رہنا تھا

اے حیا تجکو اونھین آنکھون مین کیا رہنا تھا
رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

جا پڑے تھے تو وہین ہمکو پڑا رہنا تھا
اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا

بنکے شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا
میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

دامن یار کو مجھسے نہ کھنچا رہنا تھا
نیم جانون کو سر راہ پڑا رہنا تھا

عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا
قامت یار کے سایے مین پڑا رہنا تھا

شل ہوی شل عصر محتسب شہر کے پانون
دست ساقی مین صراحی کا گلا رہنا تھا

سازتھا مجھہ سے جو آہِ دلِ سوزان کو امیرؔ
ابرِ غم بنکے مری گور پہ چھا رہتا تھا

کچھہ نہ پوچھو دلربا مجھہ سے جدا کیونکر ہوا
دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا

آشکار راز حسن کبریا کیونکر ہوا
رہکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا

اے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے یا امید
تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا

وجہ حیرت اہل دنیا مین ہی اپنا حال دل
ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہوا

ہوش مین آ بدحواس اتنا نہو رندہی کیون
نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا

اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہی پھر محتاج بھی
تجھسے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا

ناز اوٹھائینے یا لائینے حضرت کون ہین
دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا

پوچھہ لے قاتل زبان تیغ سے سرگذشت
کشتے کس منھہ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا

جیتے جی برسون مین تڑپا تب لی تمنے خبر
مرگئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

مین نما لونگا کہ دی اغیار نے ترغیب قتل
دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا

خط لکھا تھا مینے میری ہاتھہ کرلے تھے قلم
نامہ بر میرا اسزا وار سزا کیونکر ہوا

لوٹنا دیکھا نہین جاتا بنے ہو نرم دل
ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہوا

دل اگر ہے صاف کچھہ مشکل نہین دیدار یار
دیکھہ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا

مین نما لونگا یہ آئینے کا ہی سارا قصور
خود بخود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہوا

اوسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا
خلق یہ کیون پوچھتی ہی ماجرا کیونکر ہوا

چاٹتی ہی کیون زبان تیغ قاتل بار بار
بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا

داد محشر کو بھائی میری لوسکی چھیڑ چھاڑ
چھیڑ کر پوچھا مکر کیا ہوا کیونکر ہوا

الفت گیسو بلا تھی مرگیا پھنسکر امیرؔ

ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلا کیونکر ہوا

کوئی دم پیکاں نہ ٹھہرا دل میں تیرے تیر کا
رہ گیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
چلدیا صیاد دیکھا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو پتا دیتے ہیں تیرے تیر کا
دام ہے نقش قدم بھاگے ہوئے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھنچے مانی سے نقشہ دخل کیا
رنگ صفحے پر نہیں جمتا مری تصویر کا

ہوں وہ مجنوں جھاڑتا ہوں اوٹھکے میں ہر ایک صبح
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب تھکا گردوں کمر دل نے اوٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہوں وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا

راتدن پہلو میں ہی کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا

دشت وحشت میں چبھے ہیں خار ایسے ہر قدم
پانوں شانہ بنگیا ہے گیسوے زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈھے نہ ہو کیونکر خراب
خال ہوتا ہے پریشاں خاک دامنگیر کا

اہل دولت سے سوا ہے صاحب جرات کی قدر
سیم و زر سے تیز ہے نرخ آہن و شمشیر کا

حشر میں پائیگا خوش چشموں کی ایذا سے سزا
پوست کھینچا جائیگا صیاد آہو گیر کا

پھونکتی ہے مجکو اوس گیسو کی افشاں کی چمک
دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہ ہی ناوک فگن تیرا ایک جا گئے جو ہاتھ
آپ اوڑ کر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو میں پائی نقد دل دیکر جگہ
دے دیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اوسکو ہی امیر
سلسلہ پہونچا کہاں جاکر مری زنجیر کا

ظالموں کو بھی ہوا ماتم تری نخچیر کا
روتی ہے منھ پر کماں رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تاباں ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچاں دھواں ہی خانۂ زنجیر کا

آئینہ سکتے میں آجاتا ہے مجکو دیکھ کر
منھ تکا کرتی ہی حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ ہی دل ہی ابروسے دو نیم
وار مجھپر تیر سے بڑھکر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا گناہون پر چڑھے
ایک حلقہ ہے مری او تری ہوئی زنجیر کا

توڑکر سینے کو کاٹا ہے تری مژگان نے دل
توڑا سینہ تیر کا ہے کاٹ ہی شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعت دل کی حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھہ دم آخر نہ اٹھا سخت جانی کا مزہ
پاس مجکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئیگا وان عاشق دلگیر کا

رنگ لایا جوش وحشت عشق چشم یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہے کیا کیا ہائے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ او گل پڑنا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اولٹا ہوگیا قط خامۂ تقدیر کا

گرم بازار تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقریر کا

مرگیا دیوانہ کاکل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسیکی ابروے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اٹکا آکے دم شمشیر کا

گرد باد آسا ازل سے ہون مین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے قاتل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثل سلاسل لپٹ گیا

اوس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جاکے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچون کی شکل ہوگئے فصل خزان مین پھول
مکتوب اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی تراگیا لب دریا جو پاؤن سے
زنجیر بنکے دامن ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برق آہ
رہزن سے ڈر کے رہرو منزل لپٹ گیا

لیلے تو محمل دل مجنون مین بیٹھی تھی
دیوانہ تھا جو دیکھہ کے محمل لپٹ گیا

پروانے ننگ عار نکہ عشق میں اسیر
پروانہ شمع سے سر محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہیں کھلتا کہنا
مر گئے اوس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
مثل مکتوب نہ کہنے میں ہے کیا کیا کہنا
اور تھوڑی سی شب وصل بڑھا دی یارب
پھاڑ کھاتا ہے جو غیروں کو جھپٹ کر سگ یار
ہر رگ تیغ مژہ میں ہیں یہاں سو طوفان
وہ مضمون رخ میں جو سنے شعر وہ ہنسکر بولے
ڈالکو گے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہینگے منہ سے
خاک میں ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
کیسے نادان ہیں جو اچھے کو برا کہتے ہیں
دم آخر تو بتو یاد خدا کر لینے دو
پڑھتے ہیں دیکھ کے اوس بت کو شب بھی رو رو
نے بتو تم جو ادا آ کے کرو سجدہ میں
دل حسینوں کی جو تعریف کرو پڑھتے ہیں
شوق سجدے لیے جاتا ہے ہوس جانب دیر
سارے محفل کو اشاروں میں لٹا دیتو جان
گھٹتے گھٹتے میں رہا عشق کمر میں آخر
میں تو آنکھوں سے بجا لاتا ہوں ارشاد حضور

بات کہنا بھی تمہارا ہے تماشا کہنا
ہنس پڑے ہیں تو پھر حرف تمنا کہنا
نہ مری طرز خموشی نہ کسی کا کہنا
شیخ نزدیک ہیں اونسے ہی کیا کیا کہنا
میں یہ کہتا ہوں مرے خیر ترا کیا کہنا
عین غفلت ہے مری آنکھ کو دریا کہنا
شعر میں نور کی ہے نور کا تیرا کہنا
ارنی منہ سے نہ اے حضرت موسیٰ کہنا
اب اگر سچ بھی کہیں تم ہمیں جھوٹا کہنا
سچے موتی کو مناسب نہیں جھوٹا کہنا
ہو برا بھی تو اوسے چاہیے اچھا کہنا
زندگی پھر تو کیا سینے تمنا کا کہنا
مرحبا وصل علے وصل علے کیا کہنا
لب محراب سے کیسے نام خدا کیا کہنا
سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انھیں اچھا کہنا
میر سے اللہ بچا لاؤں میں کسکا کہنا
سیکھ لو چشم سخنگو سے لطیفا کہنا
جامۂ تن کو مرے چاہیے زیبا کہنا
آپ سنتے نہیں کانوں سے بھی میرا کہنا

چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول امیر
ہو زمین سست مگر چاہیے اچھا کہنا

قدوم قاصدِ جانان سے فخر خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہے خداے غفور کی رحمت
بہے جو نزع مین آنسو اوسے بہانہ ہوا

ریاضِ دہر مین پوچھو نہ میری بربادی
برنگ بو ادھر آیا اودھر روانہ ہوا

کمانِ حسن شقی آشناے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ الفت کا مین نشانہ ہوا

خدا کی راہ مین دینا ہے گھر کا بھر لینا
ادھر دیا کہ اودھر داخل خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان پسِ فنا صد شکر
غبار اوڑ کے سر تربت شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو درد شانہ ہوا

نشانِ غیر کمان صیدگاہ وحدت مین
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوی گل آئی
سمندِ ہوش رکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہین
مزاج یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا

ہجوم رنج ہے دینار داغ لٹتے ہین
جگر کا چاک نہ ٹھہرا در خزانہ ہوا

یہ بد حواس کیا شوق جبہہ سائی نے
کہ سنگ راہ مجھے سنگ آستانہ ہوا

زمین اوٹھائی یہ نالون نے سر پہ وقت سجود
بلند بام سے وہ سنگ آستانہ ہوا

پتا امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ ادھر سے اودھر زمانہ ہوا
وہ بت وفا پہ نہ آیا مین بیوفا نہ ہوا

سر نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجھکو غم زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر مین چراغ خانہ ہوا

امید جا کے نہین اوس گلی سے آنیکی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق و سیل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
جواب قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ وہ دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا در جانان پہ ہم ہوے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہوگئی تجھی جو ہوس
شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو در یگانہ ہوا

حسد سے زہر تن آسمان مین پھیل گیا
جو اپنی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

جنے مہینون ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شب ہجر
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اوسکی میری کب سے ہین
یہ حسن و عشق تو اب ہے اوسی زمانہ ہوا

اوٹھائے صدمے یہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس ترک سے دھیان آیا اوس رخ پرنور کا
آگے آگے سیکڑون اکا تھا شمع طور کا

ملگیا بوسہ جو اوسکے عارض پرنور کا
ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہال طور کا

رنگ داغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہوگا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لانا ہے واعظ کو ضرور
لے چلون شربت بنا کر نذر کو انگور کا

ہو گیا آدمی فردوس کو رضوان مین نازک طبع ہون
ناز اوٹھینگے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادی وحشت مین کہتا ہے یہ دل
المدد اے شوق منزل ہے ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
سمجھ نذرے شیرین چڑھاوی دل تو انس دور کا

ای حسین کیا منھہ ہی یہ پونچا جو تیری منہ چڑھین
دیکھکر تجکو اوتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہی جزا
ہی بڑی سرکار حق رہتا نہین مزدور کا

ہون وہ بیکس باغبان نخل رز مجھے پر چہ لگا
ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دنیا جسکے سر پہ ہے اوسے راحت کہان
چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دینی ہوائین اوسکو آہ سرد کی
جوش خون گرم سے آیا ہی منھہ ناسور کا

کب کی آچکتی قیامت یہ مرا احسان ہے
بند ہے دم میرے نالونکی بدولت صور کا

وادی ایمن مین تھی برق تجلی بیحجاب
حیرت موسی اٹھی پردہ جلوہ گاہ طور کا

روز خلقت سے وہین ہی باہر آسکتی نہین
کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا

خیر جاری کا جو ہی اسے حضرت واعظ خیال
وقف کردو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا ہوتا امیر
ہاتھ آجاتا اگر دامن شب دیجور کا

کیا تڑپ کہتا ہی شعلہ عارض پر نور کا
دیکھنا آنکھون مین پھر جاتا ہی برق طور کا

داغ سینہ جل اوٹھے منھہ پھک گیا ناسور کا
دھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا

ہی غضب کا شوخ وہ بت ہو جو صحبت گھر کی
چٹکیان لے لے کے زانو لال کردی حور کا

بیٹھتا ہون صفت لکھنے اوسکے حسن صاف کے
شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روز حشر بھی
رو دیا مین دل بھر آیا سنکے نالہ صور کا

بیکس مفلس ہون پہلی مجکو دے ساقی شراب
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مرد بیمقدور کا

مے پیئنگے آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور
جام میرے کا ہو خم ترشا ہوا بلور کا

عمر گذری ہے کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین
گھر مرا کیا قید خانہ ہے شب دیجور کا

عاشق مژگان ہون مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش
لطف اوٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم مزے سے حسن کے واقف نہین کچھ زاہدو
نام ہی سنتے ہو منھہ دیکھا ہی کس دن حور کا

جب بلندی پر چڑھے دیکھے کہین مہوے کے پھول
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا

اے خضر رندون کو کچھ مشکل نہین عمر دراز
آب حیوان گر نہین شیرہ تو ہے انگور کا

جلوۂ حسن الٰہی اور پتھر اسے کلیم
آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا

گور بھی بے گورکن تعمیر ہو سکتی نہین
کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا

آدمی کا منھ ہے جو دعوی خدائی کا کرے
بسلتے ہین آپ حضرت نام ہے منصور کا

ہم وہ میکش ہین کہا پیر مغان نے بعد مرگ
ہو مزار انگور کے سایہ مین اس مغفور کا

تو نہو اے یار تو جنت جہنم ہے مجھے
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منھ حور کا

عبرت اہل دول منظور ہے مجکو امیر
بھیک بھی مانگون تو کاسہ لون سر فغفور کا

جب سے باندھا ہے تصور اوس رخ پر نور کا
سارے گھر مین نور پھیلا ہے چراغ طور کا

جنت وارثون سے جلے کیون دل مجھ مہجور کا
مرہم کافور سے منھ آگیا ناسور کا

اس قدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا
بت بھی بنوایا کبھی مینے تو سنگ طور کا

تجکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک سے
ہم بغل تجسے ہوے پہلو دبایا حور کا

گور کافر کس لیے ہے تیرہ و تار اس قدر
پڑ گیا سایہ مگر میری شب دیجور کا

حسن یوسف اور تیرے حسن مین اتنا ہے فرق
چھوٹ یہ نزدیک کی ہے دار تھا وہ دور کا

قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسیکا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا

چہرۂ جانان سے شرما کر چھپا یا خلد مین
خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لو گل کاٹتا ہے کون شمع طور کا

زلف وروے یار سے نیرنگ قدرت ہے عیان
مہر کے پنجے مین ہے دامن شب دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ
خاک ہو کر سرمہ بنجاتا ہے پتھر طور کا

غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شور حشر
سونے والون کو جگا سکتا نہین غل صور کا

پوچھ لینا سب وطن کا حال اے اہل عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہوں اوٹھا دور کا

عجز کرتے ہیں عدو جان سے بھی خاصان حق
جھک گیا سر آکے پاے دار پر منصور کا

موت کیا آئی شب فرقت سے صحت ہوگئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

موذیوں کو حادثوں سے دہر کے کیا خوف ہے
بارش باران سے گھر گرتا نہیں زنبور کا

چشم ساغر بے سبب ہر دم لہو روتی نہیں
سنگچوں سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہیں میخانۂ عالم سے ہم سوے عدم
کہد واز خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا

کی نظر جسپر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہے اثر گرد نگاہ یار میں سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمک شب تاب میں عالم ہے شمع طور کا

مر کے یاران عدم کے پاس پہونچونگا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہے دور کا

یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور سنکے کہا دل نے قبر میں
کسکی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہیں آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہیں یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجاے قصر
زر دار دفن کھو کہ کریں صرف زر بجا

ہیں ہم تو شادمان کہ ہے خط میں پیام وصل
بغلیں خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

تجکو نہیں جو انس محبت کہاں تجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

نفرت ہے یہ خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہ نغمہ کے بھی باجا اگر بجا

جاے قیام منزل ہستی نہ تھی امیر
اوترے تھے ہم سرا میں کہ کوس سفر بجا

ہوا یہ جوش شب ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گھر کا

لکھوں مین حال جو اپنے خط مقدر کا
ورق سیاہ کرون آفتاب محشر کا

یہ کسکی یاد مین رو یا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریان ہی حوض کوثر کا

حصار امن ہے ہمسے سیاہ کارون کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا

عیان ہی رجعت خورشید اور شق قمر
یہ معجزہ ہے علی کا تو وہ پیمبر کا

جو صاف دل ہین انہین جو حرج ہی ہان
پسا نہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا

صفاے دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے مین ہو فرش سنگ مرمر کا

ہوا یہ کس قد موزون کا باغ مین جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہے مصرع صنوبر کا

عبث ہی ناز تمول پر ان امیرون کو
اوٹھا کے لائے ہین گویا خمیر کے گھر کا

شتاب کوچۂ جانان کو روان قاصد
زیادہ دیر نہ کرو اسطرح پیمبر کا

زبان پہ نالہ ہے جبتک ہین اشک جاری ہی
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانون لشکر کا

جو کام آئے پس مرگ بھی کسیکا ہنر
چراغ آئینہ ہو مرقد سکندر کا

حصول کیا جو ملا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشان ہی کیمیاگر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہی کیا مجھے دشمن
مقام خوف نہین شیر ہو جو پتھر کا

جمال ہے جنکے سراپا تجھے نور کی صورت
نہ پانون کی خبر اون کو نہ ہوش ہی سر کا

غرض کہ کے فلک کر رہا ہے مجکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا

کہان یہ سختی عالم کہان دل نازک
غضب ہے شیشہ اوٹھائی جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا
سایے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
جس گل پہ ہنسے رنگ جما یا چمن ہوا

اخگر کی طرح نیست بتدریج تن ہوا
تن پیرہن تو پیرہن اپنا کفن ہوا

سو عکس آئینے مین پڑے اور ہٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مٹی نے جام بنکے اڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیر باغ وصل کہان اور ہم کہان
گولر کا پھول یار کا سیب ذقن ہوا

رکھتا تھا پاک پرسش روز حساب سے
اسواسطے عطا نہ بتون کو دہن ہوا

چھانی ہے پھاڑ پھاڑ کے اوس مین شراب سے
کیا صرف کار حشر مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا
نظارۂ جمال سے بت برہمن ہوا

تار نگاہ و تار نفس سب ہوئے تمام
تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا

روئین لپیٹ کے خوب مرے دل کی حسرتین
غربت مین میہمان جو خیال وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزان تلک
تو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا

اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہد معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے مین مست بہار چمن ہوا
جو گل بنا یا تھا جام شراب کہن ہوا

باہم جو ذکر زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر سے مجھے شوق چمن ہوا
برگ شگوفہ پنبۂ داغ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

کیا دون جواب شکوۂ دل کا تمھین کہو
مجسے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہے کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب وار کھل گئین آنکھین فراق مین
یوسف کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطر غربت مٹرپ گیا
منھ وقت واپسین بھی جو سوے وطن ہوا

جور سپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغ دل
بیدرد جانتے ہین شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی
حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا

احباب اپنے اپنے گھر و نہین ہین محو عیش
کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا

صیاد قید مین مجھے کیا خواہش چمن
جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا

لیلی کے ناقے کو جو کیا سار بان نے تیز
سینے مین لوٹ کر دل مجنون ہرن ہوا

لکنت نہین فراق ترا ناگوار ہے
لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا

مسی ملی جو اوسنے ہوا بدگمان مین
بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی امیر یہ ذکر خفی کی مشق
دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مرکر علو قدر سے عریان بدن ہوا
حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

دل عشق مین یہ جاذب رنج و محن ہوا
مانند داغ درد بھی جزو بدن ہوا

کسکا رخ صبیح یہ پر تو فگن ہوا
آئینہ وار مالک شیر لبن ہوا

دشت شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا
جن کیا فرشتہ بھیس بدل کر ہرن ہوا

چارہ غم فراق کا کیا ہے سواے صبر
ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر
ہر داغ تازہ مرہم داغ کہن ہوا

اللہ رے صفای طبیعت کہ بعد مرگ
گرد نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم
پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا

یاد تجلی رخ روشن جو دل مین تھی
فانوس شمع طور ہمارا کفن ہوا

ایسا ہوا ہے اب تو زمانے کا خون سفید
آیا جو لعل ہاتھ مین در عدن ہوا

افشاے راز وجہ جنون ہے برنگ گل
پو پھوٹنے سے چاک مرا پیرہن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا

تالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے
منھ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

قسمت کے پیچ دیکھے اِن آنکھون نے اِس قدر
تارِ نگاہ زلف شکن در شکن ہوا

پلکین جو گریۂ غم فرقت سے گر گئین
مشہور طفلِ اشک مرا صف شکن ہوا

گالی تو دی سوال پر اوسنے ہزار شکر
دستِ سوال جادۂ راہِ سخن ہوا

باغِ جہان مین طائرِ مضمون تھے اے امیر
جس دام مین پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

بے یار ابر مین یہ دل افگار ہو گیا
بجلی کا کوندھا مجھے تلوار ہو گیا

قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہو گیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہو گیا

اوٹھا وہ میری روح سے بیزار ہو گیا
مین نام حور لیکے گنہگار ہو گیا

وردِ زبان جو وصفِ رخِ یار ہو گیا
گل بلبلون کا غنچۂ منقار ہو گیا

خواہش جو روشنی کی ہوئی مجکو ہجر مین
جگنو چمک کے شمع شبِ تار ہو گیا

کیا وادی جنون مین ملا مجکو بخت پست
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہو گیا

کفر آشنا کہان ہر کوئی مجھ سا دوسرا
سبحہ کا تار ہاتھ مین زنار ہو گیا

بادام چشم و سیب زنخدان کی وصف سے
خامہ ہمارا شاخ ثمر دار ہو گیا

گلیون مین اب تو پھرنے لگا ہے وہ ماہرو
ثابت جو تھا وہ کوکب سیار ہو گیا

گلگشت باغ کی جو جنون مین ہوس ہوا
چاک جگر سے وادر گلزار ہو گیا

احسان کسی کا اِس تنِ لاغر سے کیا اوٹھے
سو من کا بوجھ سایۂ دیوار ہو گیا

دریاے نیستی مین نہ ڈوبا مین بعد مرگ
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہو گیا

بے حیلہ اوس مسیح تلک تھا گذر محال
قاصد سمجھ کے راہ مین بیمار ہو گیا

اوترا نہ یہ گذر گئی فصلِ بہار بھی
طوقِ گران گلے کا مرے ہار ہو گیا

لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ دہر
عالم تمام وادیِ پرخار ہو گیا

جس راہرو نے راہ مین دیکھا ترا جمال
آئینہ دار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر مین ترک الفت مژگان کرون امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمین پہ آتے ہی تغییر ہو گیا
یہ طفل بے جوان ہوے پیر ہو گیا

پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئینہ
دیکھا جو اوس نگار نے تصویر ہو گیا

برباد قصر تن جو ہوا بنگئی لحد
وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا

ہم وحشیونکی پانونسے اوڑ کر جمی یہ خاک
تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا

افشان کے ہجر مین جو چمک یاد آگئی
جگنو شرار نالۂ شبگیر ہو گیا

دل پھنس گیا جو اوسکے خط سبز تک گیا
یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا

گردش رہی ہزار زبان سے نہ اُف کرون
مین لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا

وہ طالب فنا ہون بنا جب کوئی محل
سمجھا یہ مین کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان
ہم پیر کیا ہوے کہ جوان پیر ہو گیا

آئینہ جمال سے سکتہ ہوا مجھے
تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا

زاہد ہوا بہشت مین محبوس دائمی
لو بے گناہ مورد تعزیر ہو گیا

اوس حور کی گلی مین ہوا آنسوؤنکا ڈھیر
موتی محل بہشت مین تعمیر ہو گیا

ہمکو پھنسا کے زلف ٹیڑھی غیر کی طرف
عنقا کا دام دام مگس گیر ہو گیا

جب مین جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر
اب شاعری جوان ہے تو مین پیر ہو گیا

بخت سیہ مرا جو ازل مین بنا امیر
صوفِ مداد خامۂ تقدیر ہو گیا

دل مرا گشتہ ہے یارب کس شہادت گاہ کا
ہر شگاف زخم دروازہ ہے بیت اللہ کا

حال روشن ہی ہمارے صدمۂ جانکاہ کا
شمع کے مانند دل پتلا ہی اشکِ آہ کا

پاسِ استغنا سے تم ٹھوکر لگاؤ کے ہزار
سر نہ سجدے سے اوٹھیگا بندۂ درگاہ کا

رندِ مشرب کب گئے پہونچے یار کے گھر زاہدا
تو بتا ہی پوچھتا ہے اب تک اوسکی راہ کا

عشقِ شیرین مین نہین فرہاد بھی خسرو سے کم
ایک عالم ہے محبت مین گدا و شاہ کا

عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہے مجھے
وہ بھی اک میدان ہے میری شہادتگاہ کا

کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے
کون چکر کھاے پھر دیر و حرم کی راہ کا

ضبطِ غم کاوش نے تیرے دل کو تودہ کر دیا
بنگیا پیکان سمٹ کر تیر اپنی آہ کا

فکر رہتی ہے یہی دل مین کسیکے گھر کرین
تب جہانمین ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھر اللہ کا

منظرِ چشم اک تماشاگاہ ہے تیرا صنم
خلوتِ دل ایک حجرہ ہے تری درگاہ کا

کیا ہی موزون ہی طبیعت عشق قدین بعدِ مرگ
سرو بنکر قبر سے نکلا ہے مصرع آہ کا

دیر مین احسن کا طالب ہے تو اے زاہد اگر
بت ہی ہین جو کچھ ہین آگے نام ہی اللہ کا

ہم کہان دنیا کہان کچھ یون ہی دلمین آگئی
دیکھیے چلیے تماشا اس تماشاگاہ کا

جائے بھی دو جان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آج
چاک ہی ہونا ہے اچھا جامۂ کوتاہ کا

دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف برطرف
مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا

آرزو اپنی نہ مطلب سے کبھی واقف ہوئی
اس دولھن نے منہ نہین دیکھا کبھی نوشاہ کا

اٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم مین امیر
دیر مین جلوہ نظر آتا ہے بیت اللہ کا

حسن اس شوکت پہ مجرائی ہی اوس درگاہ کا
مرتبہ دیکھو عشق کی سرکار عالیجاہ کا

بے طرح اوٹھتا ہے شعلہ میرے دودِ آہ کا
خوف ہی گردون کو جلجائے نہ خرمن ماہ کا

شیخ کعبے سے گیا اوس تک برہمن دیر سے
ایک تھی دونون کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

ہر مہینے ضعف لیجاتا ہی کچھ کچھ زورِ تن
ذکر ہی کب کی کہ دعوی ہی اسے تنخواہ کا

ہی صریر کلک مین اپنی یہ جان بخشی کا فیض
پست آوازہ ہی جس سے قم باذن اللہ کا

جا پہونچتا عرش تک ای ضعف کچھ مشکل نہین
ہاتھ آجائے ذرا مجکو سہارا آہ کا

ہر گلی اپنی نظر مین کوچۂ محبوب ہے
جیسے ہی آنکھون مین سرمہ اوسکی گرد راہ کا

اپنے در سے دور لیجا کر عبث کرتا ہی قتل
سر وہین پہونچیگا قاتل بندۂ درگاہ کا

کچھ نہ سمجھے ہو نہ پوچھے ہو کہ وہ کیا چیز ہی
نام تمنے سن لیا ہے زاہدو اللہ کا

ای معلم تیز ہے اس طفل کی تیغ نگاہ
دیکھ ہو جائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا

مین اگر کانٹے دکھاتا ہون زبان کی پیاس مین
دیکھتے ہی خشک ہو جاتا ہی پانی چاہ کا

آج سی کھینچون تو آتے آتے مدت چاہیے
ضعف مین مشکل ہی دلسے لب تک آنا آہ کا

کیجیے عمر دو روزہ عشق ابرو مین بسر
قطع کرنا چاہیے شمشیر سے اس راہ کا

میرے دل کے آئینے مین منہ جو دیکھے برہمن
قشقہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا

مرگیا ہون الفت قامت مین آہین کھینچکے
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ نَدِ آہ کا

روے قاتل زرد ہوجائے نہ کیونکر خوف سے
سرخ آندھی ہے غبار اپنی شہادتگاہ کا

ذکر حق مین سب حوادث سے ہون محفوظ ای امیر
ہی حصار امن گنبد مجکو بسم اللہ کا

نور وحدت سے یہ عالم ہی دل آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا

تا لب دریا ہو دیدار ایک شب ماہ کا
رزق ماہی کیجیے لکھ کے نام اللہ کا

خوب ہی منہدی رچی خوف شہید ناز کی
خنجر قاتل یہ عالم ہے کف نوشاہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحر فنا ہی لا الہ
ہے ابھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

مصر دل مین تجھ سے یوسف کو کیا ہی بادشاہ
اے پریرو مین تو دلوانہ ہون اپنی چاہ کا

اسقدر دل پر تصرف کیا سبب کون ہین
تک گیا ہے کیا تو سنگے ہاتھ گھر اللہ کا

بسملونکی رقص پر اوس طفل کا ہی لوٹ دل
اب شہادتگاہ مین عالم ہی بارگاہ کا

حق رسی چاہیے تو مفتاد دو دو ملت سے گذر
منزلیں طے ہوں تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

دیکھ کر ناف و کمر اوس بت کی آتا ہے خیال
رہرو راہ عدم کو بھی خطر ہے چاہ کا

ساکن مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد
سچ مثل مشہور ہے سیدھا ہے گھر اللہ کا

حق عارض کر رہا ہے حسن عارض کو تباہ
لوٹتا ہے لشکر شاہی اثاثہ شاہ کا

صحبت احباب یا دربار یا سرکار ہو
بات وہ کہیے بھلا ہو جس مین خلق اللہ کا

پیاس شیدائے زنخدان کی بجھانا چاہیے
حیف ہے پیاسا جو رہجائے کبوتر چاہ کا

آنسوؤں کا جوش یہ ذکر الٰہی مین ہوا
بنگیا سر و کنار جو الف اللہ کا

گوہر مقصد ملا سجدے سخن مین ڈوب کر
تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

ہم چشم ابر کیوں مژہ تر سے ہو گیا
تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا

ہر کشور عدم مین خدا جانے سیر کیا
آیا نہ پھر کے منزل ہستی سے جو گیا

اب بلبلیں چمن مین کہاں آ گئی خزاں
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم
اوس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیال خط سبز مین جو عمر
سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

بچتا شرار آتش گل سے نہ ایک خس
پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی
جاگا تمام شب مین دم صبح سو گیا

ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا
ابر آ کے خاک گور پہ ہر سال رو گیا

احوال جس مین تھا دل گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بت مغرور رہا
حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمر رفتہ کے تلف ہونیکا آیا تو خیال
لیکن اوس دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کسدن ہوئی موسم گل مین میکش
روز ہنگامہ تہ سایۂ انگور رہا

گردش بخت کہان سے ہمین لائی ہے کہان
منزلون وادی غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کر اگر ناموری ہے درکار
دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہے چرخ چہارم پہ پہنچ مچلے پر
سچ ہے عیسے سے بھی پایا ترا دور رہا

فصل گل آئی گئے صحن چمن مین سو بار
اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برق تجلی نظر آیا نہ کبھی
مدتون جا کے مین زیر شجر طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جانے سے جوانی کی خبر آئے
مشک شب مشک کا قرورہ کافور رہا

غول صحرا نے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر
لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفل جانان مین امیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسرا زیر زمین اسے تن بیجان کسکا
شہر بیگانہ ہے یان کون ہے پرسان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل
نہین معلوم مرے دل کو ہے ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر
پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سنون مین یہ مجھے تاب بھی ہے
ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہے اغیار کا بھی
دیکھیے حصہ ہے وہ سیب زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح
چھو کے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسی دم اونھین فرصت ہی نہین
کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ رنگ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا
عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا

صورت گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر
یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم
کوے الفت مین ہے باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا
منحرف ہی رخِ بلقیس سے پریان کیسی
ہو رہی ہی تری رفتار سے پامال جو خلق
اہلِ آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
بنِ دندان سے ذرا کر چمنِ حسن کی سیر

سامنا تو نے کیا اے مہِ تابان کسکا
آج منھ دیکھ کے اوٹھا ہی سلیمان کسکا
تو نے سیکھا چلن ای کبکِ خرامان کسکا
یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابعِ فرمان کسکا
پھر رہے خرماے لب و سیبِ زنخدان کسکا

اس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہی اوٹھائے کوئی احسان ہوگا

جب تلک ہست تھی دشوار تھا پانا تیرا
نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہے تو
شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہمہ یہ حال
صاف اس جنگ مین آتی ہی ہمین صلح کی بو
دی سزا مجھ سے طلب کر نہ صفائی کے گواہ
نہین بچنے کا ترے تیرِ مژہ سے دلِ زار
دستِ نازک سے اوٹھا تیغ نہ بہا دی قاتل
اتنو بیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
اے صدف چاک کریگا یہی سینہ اکدن
مہندی ملتی ہی جو مشاطہ تو کہتا ہی وہ شوخ
دلِ عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سی جدا
درد سر ہونے لگا بیجیے نامے کب تک
کوے قاتل کو تو ہوتا ہے روان تو قاصد
اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور

مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا
چشمِ ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا
رگِ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا
دل ملاتا ہے یہ آنکھوں کا لڑانا تیرا
کوئی میرا نہین ہے سارا زمانہ تیرا
بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا
ہاتھ جھجولیگا اوتر جائیگا شانا تیرا
کبھی اے حسنِ جوانی تھا زمانہ تیرا
تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا
ہے ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا
مشکل اے طالعِ خفتہ ہی جگانا تیرا
جان سے دم بھی عدم کو ہے روانہ تیرا
پیش جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھسے ہمسے عداوت نہو قفس شتی
ہمنے کہنا کبھی چھوٹون بھی نمانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر
اب تو ہے ملکِ معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہے یہ ناز اوسکی کبریائی کا
کہ لے اوڑا ہے تجھے شوق خودنمائی کا

تعلق ہوا نہ مجھے صیاد کی جدائی کا
یہ چہچے نہین افسوس ہے رہائی کا

غرض کیون نہو داغ اوسکی بیوفائی کا
کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طول روزِ قیامت کو سنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر بیچ ہوے یار تک نہین رہتا
مین مٹ سکے نام مٹا دونگا نارسائی کا

شاد آئینہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے
کہ خود ہی دیکھوگے حسن اپنی خودنمائی کا

خدا کرے کہین جلد آئے روز شادی وصل
لباس ماتمی اترے شبِ جدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھوتے پتا نہ لگا
ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نپوچھ جام مین ساقی کے کیا ہے اے زاہد
بھرا ہے اس مین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے سارے جھگڑون کا
زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئے گی
چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا

شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جاے وہ پورا ہے آشنائی کا

مجھے ہماری نگاہون مین کیا درازی حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شبِ جدائی کا

مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا
بتون نے کاسہ اوسے کردیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہے آپ جائین وہان
یقین ہے یہ اوسے میری نارسائی کا

کھنچی وہ تیغ تو خوش ہوکے مجھسے دل نے کہا
وہ دیکھو گھاٹ ہے دریاے آشنائی کا

بدن مین روح گیا آنے سے کام کیا تھا امیر

چلن دکھانے کو آتی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا

فریفتہ ہوں اس انداز دلربائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا

ہوا وصال جو صدمہ ہوا جدائی کا
شکستگی نے کیا کام مومیائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو میں کہتا ہوں
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

میں آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جدائی کا

بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا
جنون کے ہاتھ میں دامن ہے پارسائی کا

نگین آیت سجدہ ہوئی ہے پیشانی
اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہہ سائی کا

لپٹ گیا سگ جانان ہمارے دامن سے
لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا

وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہیں
یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

ہمارے دلمیں وہیں گدگدی ہوئی پیدا
جہاں کسیکو سنا ذوق دلربائی کا

اوٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگیا جدائی کا

گھرے کے گرد میں ہے میرے دلکا ملال
غبار میں بھی ہے عالم وہی صفائی کا

حیا تو اوسکو بٹھائے ہزار پردے میں
مگر جو بیٹھنے دے شوق خودنمائی کا

پہونچ سکا نہ وہاں نامہ بر تو دل نے کہا
کہ اور شکوہ لکھو خط میں نارسائی کا

یہاں ہے ذوق اسیری میں مجھ پہ حالت وجد
وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے رہائی کا

کسی طرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے
کہیں پہاڑ سے ہے سخت دل جدائی کا

اوٹھو امیر نہیں ماننے کی وحشت دل
یہ عذر لنگ تمھاری شکستہ پائی کا

کیا تھا کس سے گلہ میں نے کج ادائی کا
تجھے تو شوق ہے اے جنگجو لڑائی کا

دکھاؤ جلوہ جو دعوے ہے خودنمائی کا
مجھے یقین نہیں آتا سنی سنائی کا

کمال حسن نے بے پردہ کر دیا اون کو
نکل پڑے یہ ہوا ذوق خود نمائی کا

ہماری آہ رسا لامکان مین دم لیتی
مگر نصیب مین تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر مین کرون جا کے شکر کے سجدے
ملے جو اذن در بت پہ جبہہ سائی کا

عجب طرح کی وو انداز ہے خزان ظالم
کہ رنگ و بو مین پڑا تفرقہ جدائی کا

ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار
لہو رلائیگا ہنسنا یہ بیحیائی کا

نقاب یار نے اولٹی ہے حضرت ناصح
یقین ہے فاش ہوا اب پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اوسکے آستانے پر
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہہ سائی کا

چلی ہے تو ہمین صحرا کو لیکے اے وحشت
مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا

سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ
پھسل نہ جائے کہین پانون خود نمائی کا

مین درد دل بھی شب وصل کہہ نہیں سکتا
کہ ہاتھ آئیگا پہلو ادہ سے جدائی کا

کہین ہے ہاتھ شراب آئی ہے کہین سے گزک
مزہ ہے کوے خرابات مین گدائی کا

چلون وہ چال رہ عشق مین کہ خار تو کیا
سراغ پائین نہ چھالے برہنہ پائی کا

وفا کے ذوق مین ہے یہ بیخودی ڈرتا ہون
کہ نہ منہہ سے نکلجاے بے وفائی کا

گذر نہیں ہے حرم مین تو دیر کو چلیے
امیر کام کہین بند ہے خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا
مزہ مین کیا کہون آغاز آشنائی کا

کہان نہین ہے تماشا تری خدائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

وہ ناتوان ہون اگر نبض کو ہوئی جنبش
تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہے قبا اونکی
کہ بند بند ہے خواہان گرہ کشائی کا

کمان ہاتھ سے رکھہ صیدگاہ عرفان مین
کہ تیر صید ہے یان دام نارسائی کا

وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تو بنے
سمٹ کے وصل کی شب تل رخ جدائی کا

ہزارون کافر و مومن پڑے ہین سجدے مین
بتون کے گھر مین بھی سامان ہے خدائی کا

تمام ہو گئے ہم پہلے ہی نگاہ مین حیف
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

نہین ہے مہر لفافہ پہ خط کے اے قاصد
یہ داغ ہے مری قسمت کی نارسائی کا

نقاب ڈال کے اے آفتاب حشر نکل
خدا سے ڈر یہ کہین دن ہے خود نمائی کا

نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین
یہ ذوق ہے ترے ناوک کو دلربائی کا

مرے بطرف سی کوئی جا کے کوہکن سے کہے
نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا

کہا جو مینے کہ مین خاک راہ ہون تیرا
تو بولے ہے ابھی پندار خود نمائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ جست خیز کرین
کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیر روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگئ دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا
ہر نفس کو میرے سینے پر گمان قبر تھا

کیون ہوا عاشق جفا پر گر نہ تجکو صبر تھا
اے دل بیتاب یہ کیا تجھ پر کسیکا جبر تھا

نازمین کیونکر نہ جاتے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

تابع بت تھا ہمین دل نے بڑا دھوکا دیا
ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا

گلرخان دہر پر سو سو جگہ مر مر گیا
جو کھلا گل باغ مین میرا چراغ قبر تھا

تجکو بھی اک سنگدل محبوب سے پالا پڑا
یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ میرا صبر تھا

بار بار اوسکی گلی مین کیون نہ جاتا اے امیر
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگ اثر ہوا
اوس گل نے پی شراب تو مین بیخبر ہوا

سرمے کی طرح چشم بتان مین نہ گھر ہوا
مین مثل میل سرمہ عبث دربدر ہوا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان
راہِ درازِ کوچۂ جلّاد قطع کی
فرصت ملی نہ گردشِ پست و بلند سے
اللہ ری نزاکتِ جانان کہ شعر مین
کچھ خاک ہوگئی جو مجھ آوارہ کی شریک
سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوزِ عشق
پیسا کسیکی آنکھ کی گردش نے اس قدر
چلائین بلبلین جو چمن سے چلی بہار
نازک دلون کو ہی سخن نرم بھی بہت
شادی نے شکلِ گل ہمین دکھلائی شکلِ غم
پیری مین ہے یہ ضعف کہ پلکین بھی جھک گئین
مضمون اگر رسا ہے تو آئیگا تا زبان
ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین

اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا
قصہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا
سوئی کبھی جو پانون تو دوران سر ہوا
مضمون بندھا کمر کا تو درد کمر ہوا
چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا
پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا
مین خاک ہوگئے ذرہ گردِ نظر ہوا
نکلی وہ دلھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا
پینے کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا
ہنسنا ہمارا باعثِ زخمِ جگر ہوا
منعِ نگاہ طائرِ بے بال و پر ہوا
خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا
آئی دلھن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آکے کیا امیر
ایسی خبر سنائی کہ مین بے خبر ہوا

دل مین جب جہان خیالِ زلفِ جانان ہو گیا
اس قدر شرمندہ پیشِ روئے جانان ہو گیا
دل کسیکا ہاتھ مین لانا ہے دولت کی دلیل
کیا ہماری گور پر ہے احتیاج روشنی
دل نہ مجروح ہون تم کے تڑپانے سے قاتل کا بھلا
جا کے تنہا اور بھی صدمے اوٹھائے باغ مین

آنکھ مین خواب پریشان سنبلستان ہو گیا
مہر گھٹ کر دامنِ شبنم مین پنہان ہو گیا
یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیمان ہو گیا
چار جگنو جب چمک نکلے چراغان ہو گیا
چٹکیان رہ گئین خالی نمکدان ہو گیا
بھول جو بھولا مجھے داغِ عزیزان ہو گیا

غیرتِ اوس گل کے بالونمین کبھی کنگھی کی کبھی
مثل سنبل تار تار اپنا گریبان ہوگیا

ضبطِ غم سے طرفہ دولت سرخروئی کی ہوئی
خون ہوکر دل مرا لعلِ بدخشان ہوگیا

عشق گیسو مین ہوا سامان غم سامان ہیش
خواب آنکھون مین اگر آیا پریشان ہوگیا

اوسنے جب تیوری چڑھائی کرلیا مجکو شکار
گوشۂ ابرو کمانِ تیرِ مژگان ہوگیا

وجہ رسوائی نہ تھا و لمین نتھا جبتک کہ عشق
آگے مضمون لفظ کے جامے مین عریان ہوگیا

ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتش تر سے جو اے ساقی گریزان ہوگیا

اوج ہمت ہے بقدر بے سروپائی یہان
جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہوگیا

سوز غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا میرے حال
جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہوگیا

ای جنون کہتے ہین اسکو اتحادِ حسن و عشق
جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہوگیا

قید مین آ نکلے جب لختِ دل اشکون کے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہوگیا

تیر لاکھون کھائے میدانِ محبت مین امیر
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہوگیا

اوج دولت اوس پری کا سوز ہجران ہوگیا
داغ سر پر خاتمِ دستِ سلیمان ہوگیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہوگیا
کاروان آنے سے نرخ حسن ارزان ہوگیا

اب کہانتک میرے تڑپانیکو چھڑکیگا نمک
ہر دہانِ زخم اے قاتل نمکدان ہوگیا

میری چشم تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہوگیا

تم کھلے بالون جو آنکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہوگیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانند گل
ٹکڑے دامن ہوگیا پرزے گریبان ہوگیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذب شوق قتل
جب گلے سے ملگیا خنجر گریبان ہوگیا

وحشت گیسو مین جا نکلے سوی صحرا جو ہم
پیچ کھاکر جادۂ رہ مار پیچان ہوگیا

تھا مسلمان جب ملک مشتاق کا فر تھا وہ بت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہوگیا

سوزنی پر ہمکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخل مغیلان ہوگیا

بنگئی اونکی بناوٹ سے ہماری جان پر
پانہچومین گوکھروٹا تنکا تو پیکان ہوگیا

خوبرویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم
مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا

کیا اثر ہے جو بہایا دلب لعلین مین اشک
گرتے گرتے آنکھ سے لعل بدخشان ہوگیا

کیا تبسم نے تری ہی رشکِ گل چھڑکا نمک
صحن گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا

ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اڑجاتا ہی آتی ہی بہار
دامن گل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا

عشقبازون سے پھری رہتی ہی تو ای چشم یار
تجسے برگشتہ بجا ہر موے مژگان ہوگیا

ضعف سی مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین
قد پہ خم حلقۂ زنجیر زندان ہوگیا

حسرتین خون ہوگئین دل مین تو لایا عشق رنگ
داغ دل کا لالۂ گنج شہیدان ہوگیا

جب نقاب الٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑگئے پردے وہ رخ آنکھون سے پنہان ہوگیا

او کماندار اسکو کہتے ہین ہجوم درد و غم
تنگی دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشی نازک مزاج
نکہت گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہو غنچہ تو اوس سے صدا آئی **امیر**
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گل بنا ہر ایک نقش پا سے خندان ہوگیا
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا

تشنگان عشق کے لب بھی نہونے پائے تر
وائے قسمت خشک وہ چاہ زنخدان ہوگیا

بوسۂ گیسو پر اوسنے ذبح کر ڈالا مجھے
ایک کافر کے لیے خون مسلمان ہوگیا

ای پری بل دیکے زلفونمین غضب تو نے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا

ہم دیوان مین یہ مضمون دل مردہ لکھے
صفحہ صفحہ تختۂ گور غریبان ہوگیا

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے اوسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا

پڑگئی جسکی نظر اوس پر وہ دیوانہ ہوا
حسن ہے انسان بلائے جان انسان ہوگیا

پنڈلیوں تک آب خجلت میں پریرو غرق ہیں
سخت ہائے دل کی یہ کثرت ہی تیری دور ہیں
وحشیوں کی بستی قسمت نے بسائی یہ پانون
دیکھکر رنگ خزان مین باغ کے در سے پھرا
آسیائے چشم لیلے نے یہ پیسا دشت مین
مرگئے ایذائے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
ہیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیے

آفتاب حشر وہ رخسار تابان ہوگیا
کوڑیونکے مول ہر لعل بدخشان ہوگیا
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہوگیا
ہر نہال خشک مجکو چوب دربان ہوگیا
بخت مجنون سرمۂ چشم غزالان ہوگیا
رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درمان ہوگیا
تیر کو واجب وضوے آب پیکان ہوگیا
ہر ستون کھا کھا کے بل شاخ غزالان ہوگیا

نامۂ اعمال ہے جب تک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہوگیا

بے نشانی کا مین ای حسرت سزاوار نہ تھا
فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جب کہا اوس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار ہوں مین
تاب جلوے کی نہ آئی جو کسیکو تو کہا
جوش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتی ہی بہار
صاف دو ہاتھ سروی کے اگر چل جائے
آنکھیں پتھرا گئیں موسی کی نہین تو سر طور
لاش پر میری جو آئے تو ہے کیوں خاموش
وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی

…ہن یار نہ تھا کچھ کمر یار نہ تھا
جب تلک دل کو سنبھالو نہیں دلدار نہ تھا
درد نے اوٹھکے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا
اوٹھ گئی آنکھ تو کو سون کوئی ہشیار نہ تھا
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا
خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا
پھر تمھین مجھسے مجھے مجھسے سروکار نہ تھا
کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا
دم اعجاز تو قفل دہن اے یار نہ تھا
ہمسے کھنچنا تجھے اے خنجر خونخوار نہ تھا

کیا مزہ تجکو ملا دیکے فلک مجکو شکست
خون ناحق سے جمایا تھا غضب کا لاکھا
مجکو کیون پیچ مین لایا دم آرائش حسن

عہد ساقی مین نہ تھا تو یہ مینخوار نہ تھا
لب معشوق سے کچھہ کم لبِ سوفار نہ تھا
کچھہ تری زلف کا طرہ تو مین ای یار تھا

وقت پہ مین نہوا کوئی امیر آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا
کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا
کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون
بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم
سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر
سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو
جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کب
اوس بت کا دل ہلانہ عجب کا مقام ہے
توڑی تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے
موسیٰ اسی پہ دعویِ دیدار تھا تمھین
ہوش وحواس جانیکا ای دل گلہ نہ کر
ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لیگیا
گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق

کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا
پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا
دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا
اک ہاتھہ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا
چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا
صیاد آشیانہ بلبل جلا گیا
جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا
نالہ کیا تو عرش خدا تھر تھرا گیا
ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا
دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا
تو رہگیا بلا سے جو کچھہ تھا گیا گیا
کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا
پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیال رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نوازیون پہ خداے کریم تھا
کرتا نہ مین گنہ تو گناہِ عظیم تھا

باتین بھی کہین خدا نے دکھایا جمال بھی
کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل
مانگا جو میرے دل کو در گوش یار نے
کیا رنگ اوسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے
بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا
دنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اب کون ہی جو منزل الفت مین ساتھ دے
پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر
لاتے کبھی ہمارے قفس تک بھی کو گل
ہوتا نصیب کے ہمین نقد عیش کیا
کیا جا ہتا مین فیض کہ انجم سے آسمان

اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا
مین بھی تو اک نیاز گذار قدیم تھا
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا
دوزخ ہے آج کل جو ریاض نعیم تھا
قاتل سے بڑھکے خنجر قاتل کریم تھا
یارب شباب تھا کہ بلاے عظیم تھا
سایہ مرا لیے ہوے میرے گلیم تھا
اس گھر مین ہمسے پہلے بھی کوئی مقیم تھا
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا
دو اک قدم بڑھا ہوا پاے کلیم تھا
ٹوٹا ہوا نہ پانون ترا اے نسیم تھا
زیر زمین بھی دور سپہر لئیم تھا
اک تو دہ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہ گل امیر
نام صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیض عمیم تھا
کچھ اونکو زیب گوش کی جا تھی مگر
آنکھین یقین ابھی نور تجلی سے آشنا
تیرے مریض غم کی نہین آج کچھ خبر
دنیا کا حال اہل عدم سے ہے یہ مختصر
ہم اپنی دھن مین مست تھے کیا جانین حشر مین

محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا
منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا
سنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا
اک دو قدم کا کوچہ امید و بیم تھا
کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا

سامان عفو کیا میں کہوں مختصر یہ ہے
بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو خم میں بیٹھ رہا مثل درد مے
تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا

واقف وہ حال سے ہو جو رکھتا ہو کچھ غرض
کیا جانیں ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجکو وصل میں نہیں آیا تھا اے پری
سرمست بوے گیسوے عنبر شمیم تھا

گلگشت میں نقاب اولٹتے وہ رخ سے کیا
شرم آتی تھی صبا سے لحاظ نسیم تھا

رنگ چمن بہار میں بلبل سے پوچھیے
گل کا زمیں پہ پاؤں نہ مثل نسیم تھا

الفت کی دل جلوں کو وہاں نیند آگئی
حس خانہ تھا کہ طبقہ نار جحیم تھا

کرتا میں درد مند طبیبوں سے کیا رجوع
جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے امیر
کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیر سایۂ امید و بیم تھا
جسدن جحیم تھا نہ ریاض نعیم تھا

سوراخ کیوں ہے سینۂ گوہر میں اے فلک
تبلاؤ ہمکو کون گناہ یتیم تھا

اوسکو کہاں دماغ تجلی تھا طور پر
سارا ظہور جسکو وہ شوق کلیم تھا

محشر میں لقمہ میں نہ ہوا کی خدا کی خیر
مدت سے ورنہ کھولے ہوے منہ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا
شاید مرض سے سازش تجھسے ای حکیم تھا

کیا جانیں کس غریب کی آتی تھی رہ پہ لاش
ہنگامہ کل جو اونکی گلی میں عظیم تھا

خود کہہ رہا تھا شوق میں گستاخ دل مرا
اصرار قوم سے جو کلام کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیوں یقین
عنوان نامہ آیۂ ذبح عظیم تھا

کیسی شفا مرض میں کہ اولٹی ہوئی دوا
سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہے کیا مزہ
شیریں تھا فقط جو کلام کلیم تھا

ہم راز تب مزار میں پہونچے کہ کچھ نہ تھے
دل کو جو خوف جمع عظام رمیم تھا

کیسا سوال ہے یہ جو ہم پہونچے طور پر
روشن ہین آفتاب سے اعجاز مصطفےٰ
کب مجھ سے شل سایہ چھٹے پنجتن کے پانون

سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا
اونگلی اوٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا
پانچون سوارون مین مین نیز کلیم تھا

اوس گل کا وصف چشم سناتا مین کیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوشِ صمیم تھا

ہر جگہ جوشِ محبت کا نیا عالم ہوا
میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا
موت آئی درد فرقت سے ہمین صحت ہوئی
آنسوون سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی
روز کی فریاد سے تنگ آ گئے تھے ہمقدر
مین ترا ممنون ہون اے گریۂ بے اختیار
رازداری محبت کا مین کیا دعوے کرون
وائے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطفِ یار کی
بستے اپنے حال ابتر کے جو محشر مین کھلے
چارہ گر کو لائے ہین احباب درمان کے لیے
کیا دوا کی بیٹھ کر پہلو مین اوسکے تیر نے
مار ڈالا روز اوّل کی نگاہ لطف نے
شور محشر بھی ہوا آکر شریک تعزیت
رات بھر رویا کیا لے یار مین گلزار مین

آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دل مین غم ہوا
یہ خوشی پھیلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا
بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا
بڑھ گیا اور اضطراب دل جو رونا کم ہوا
خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا
جب پڑی مجھپر مصیبت مین شریک غم ہوا
جس قدر محرم ہوا اوتنا ہی نا محرم ہوا
بڑھ گئی شانِ تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا
دفتر اعمال مردم برہم و درہم ہوا
لو مرا زخم جگر بھی قابل مرہم ہوا
درد دل بھی گھٹ گیا درد جگر بھی کم ہوا
ایکدم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا
دھوم سے میرے دلِ مرحوم کا ماتم ہوا
صبحکو پھولون سے رخصت صورت شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو نہیں وہ غم دوست جب غم نے کمی کی غم ہوا / کی شکایت چرخ سے جس نے زصدمہ کم ہوا

کسطرح مکنون دل اظہار کرتا پیش یار / آج تک مین خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا

لذت شرم گنہ تھی کب فرشتونکو نصیب / یہ مزا چکھنے کو پیدا خلق مین آدم ہوا

میرے زخمونکی ہنسی پر تمکو رونا آگیا / یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملایک نے کہا / انتظام عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوک خنجر ہو کہ اے سفاک پیکان تیر کا / جو مرے پہلو مین آ بیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچون کی مرے گل نے مٹا دی آبرو / چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے / واہ اچھے وقت مین غصہ تمھارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خرد سال / کیا کہون مقتل مین وقت قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ کر دعا فرقت مین مانگی موت کی / حسرتین بگڑین مزاج آرزو برہم ہوا

جان تالب مین ہی مضطر دم خفا دل تیرا / سوت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونون تھے میری جان کے دشمن مگر / جو گیا پہلو سے میرے مجکو اوسکا غم ہوا

رہگئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ / پانون مین پھندا اٹک کر گیسوے برہم ہوا

روکنا فرقت مین اشکون کا نہین اچھا امیر
چار دن کے ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب تھا / ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب تھا

شب فراق مین کیون یارب انقلاب تھا / یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہمسے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل / سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب تھا

اوسے جو شوق سزا ہے مجھے ضرور ہی جرم / کہ کوئی یہ نہ کہے قابل عذاب نہ تھا

شکایت اونسے کوئی گالیونکی کیا کرتا / کسی کا نام کسی کی طرف خطاب تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا ہمسے پیری مین / ملی تھی خواب مین وہ سلطنت شباب تھا

دماغ بحث تھا کسکو وگرنہ اے ناصح
دہن نہ تھا کہ دہن مین مری جواب نہ تھا

وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آتا
تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا

ہزار بار گلا رکھدیا تہ شمشیر
مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا

فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا
سبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا

غرض یہ ہے کہ ہو عیش تمام باعث مرگ
وگرنہ مین کبھی قابل خطاب نہ تھا

سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا
وہان نہین کے سوا دوسرا جواب نہ تھا

ذرا سے صدمے کی تاب اب نہین وہی ہین ہم
کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا

کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا

یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ
پیے ہوے تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اوٹھگیا وہ شوخ
حضور یار کے منہ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مینے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
تو ہنس کے بولے وہ منھ قابل نقاب نہ تھا

شب جمال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا
نقاب الٹ کے بھی دیکھا تو بے نقاب نہ تھا

لپٹ کے چوم لیا منھ مٹا دیا انکار
نہین کا اونکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا

مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہے
حلال کرنیکو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا

نصیب جاگ اوٹھے سو گئے جو پانون مر کے
تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا

غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا
ارے یہ دل تھا مرا شیشہ شراب نہ تھا

زمانہ وصل مین لیتا ہی کروٹین کیا کیا
فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا

تمھین نے قتل کیا ہی مجھے جو تنتے ہو
اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا

دعاے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر
مزہ ہے ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا

یلین رکے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا
ترے جمال کا شیدا تو اے نقاب نہ تھا

بیان کی جو شبِ غم کی بیکسی تو کہا
جگر میں درد نہ تھا دل میں اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم
ہنسی تھی اونکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرورِ قتل سے تھی ہاتھ ہاتھ پانونکو جنبش
وہ مجھپہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثبات بحرِ جہاں میں نہیں کسیکو امیر
ادھر نمود ہوا اور ادھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوے بتاں سے آیا
میں یہ سمجھا کہ ملک باغِ جناں سے آیا

میرے گھر میں جو کوئی اوسکے مکاں سے آیا
چیخ اوٹھا کہ میں دوزخ میں جناں سے آیا

ای جرس تو تو نہیں قافلے والوں سے جدا
تیری آواز میں یہ درد کہاں سے آیا

جانتا ہوں وہ کماندار کشیدہ ہی بہت
کہ کبھی تیر بھی مجھہ تک کماں سے آیا

اب کوئی کیسے میں دم بھر میں ٹھہر سکتا ہوں
پہ ہمیں پھر طلب کوے بتاں سے آیا

شغل رونے کا ازل میں بھی مجھے تھا ورنہ
نوح کے وقت میں طوفان کہاں سے آیا

خبرِ مرگ مری دیر و حرم میں تو گئی
نہ یہاں سے کوئی آیا نہ وہاں سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکارو نہیں ہر اک
کاش خنجر ہی کہے اپنی زباں سے آیا

مفتیوں سے کہو لتر وہ اب کھنچے ہیں کیسا
غش او نہیں روزۂ ماہِ رمضاں سے آیا

دیکھکر اوس رخ و گیسو کو میں حیراں ہوں امیر
شبِ تاریک میں خورشید کہاں سے آیا

مثلِ موسیٰ سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی میں مقامِ گفتگو ہو جائیگا

عشق میں تا نہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اڑکر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبطِ گریہ میں نہیں کرتا کہ رہتا ہی خیال
سوکھکر کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا

ہر اُبل پڑنے کا ڈر کیا دوں ترے قد ہی مثال
سرو فوارہ کنارِ آب جو ہو جائیگا

ہو یہی رنگ ستم اوس خال عارض کا اگر
مشک کا دل ناف آہو مین لہو ہو جائیگا

ہو گئی بیشی جو یہ تاثیر حسن و عشق کی
ذرے سے ہم ہو جائینگے خورشید تو ہو جائیگا

آرسی پر کچھہ نہین موقوف ای آئینہ رو
جو تجھے دیکھیگا وہ میرا عدو ہو جائیگا

اف نکر ایدل زمانہ پیس ڈالیگا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تند خو ہو جائیگا

تم جو اوٹھہ جاؤ گے بزم عیش ہو گی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑھیگا تیغ کا پانی فرو
تا کمر ہے آج کل تک تا گلو ہو جائیگا

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میری بیتابی سے ایساقی کہان جائیگی عید
ماہ نو یان ناخن دست سبو ہو جائیگا

محو آب و تاب ہے ندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھہ مین آب وضو ہو جائیگا

چھا رہی ہے دلمین ہیبت اس قدر ای پاسبان
دیکھہ ظالم سخت خون آرزو ہو جائیگا

چار سو ٹکرا اوٹھا سر دیکھکر ابرو امیر
فرض اس کعبے مین سجدہ چار سو ہو جائیگا

اک جہان بسمل ترا اے تند خو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چار سو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر اے شوق تو ہو جائیگا
خنجر قاتل مرا طوق گلو ہو جائیگا

طاقت دیدار کا دعوے ہو اہل دید کو
فاش پردہ ہو گا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

ای تصور مجھہ سے بخت تیرہ جاتا ہو کہان
دل مین عکس زلف آئینے مین مو ہو جائیگا

ہو نہین مجذوب خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھہ خود دست سبو ہو جائیگا

ہون وہ میکش شیشہ امو گو کرونگا جب مین یاد
ہچکیان لے لیکے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلب صاف کے منہہ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو مٹ جائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس و حرمان کے اگر جھونکے ہین فرقت مین یہی
کوئی دم مین گل چراغ آرزو ہو جائیگا

جلتے جلتے ہجر مین ہو گی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے درد دل درد گلو ہو جائیگا

کون سنتا ہی بیان ای بت مسی تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑا ای یاس ہجر یار مین
اور بھی ویران دل بے آرزو ہو جائیگا

پھول ای بلبل نہ پھولون پر دو روزہ ہی ہوا
ایک جھونکے مین ہوا سے رنگ و بو ہو جائیگا

بھولی باتون پر نہ بھول آج اوس گل تر کے دلا
دیکھنا کل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا

عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کوئی
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصل گل آنے تو دو فصد ونکا پھر کیا ہی تمام
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر احول ہین سمجھتے ہین مجھے تمسے جدا
عقدہ یہ گیسو تمھارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویون سے آتا ہی ہمارے دل کو ربط
رنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جاتا ہون گل چراغ آرزو ہو جائے گا

نچوڑا ہی تجھ خرمن کا بتا کہان کو نہ زمین کا
غبار آسا نہیں کہین کا نہ آسمان کا نہ ہین زمین کا

یہ طرز وحشت نئی رنگ باندھا کہ ہوگیا دو جہان کو سودا
زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہی جا کا آستین کا

قضا جو کاتب کو رحم آتا تو سخت بنیاد ہی مٹاتا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خط جبین کا

چمن سے بلبل کے خون کا محضر گواہ ہین گو بر امیر
نہین ہے یہ داغ لالہ تر یہ نقش ہے مہر کی نگین کا

یہ جتنے پتلے ہین واعظین کے نہ آسمان کے نہ ہین زمین کے
نشان تک مٹ گئی جبین کے کھلا نہ مطلب خط جبین کا

غم محبت ہی جسکا مطلب کعبہ عزت اوس دل کی ہون عیان کیسا
کرے ہی جبتک ہی خم لبالب بتا کہان درد تہ نشین کا

کیا تھا کیون دعوی باطل ہو تھا اوس تل گیسو سے مقابل
سزا ملی ہوگیا سیہ دل جو مشک تھا نافہ غزال چین کا

بڑھی سلیمان کے جتنے رتبے تمھاری الفت کی تھے کرشمے
یہ نقش حسن دلمین جمکے بیٹھے بلند ہو نام اوس نگین کا

کہا تھا نالہ کہا تھا شیون شناسے قاتل ہے وقت مرگ
قلم ہوئی ہی بدن سے گردن زبان یہ نعرہ ہی آفرین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتون کا قتل کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

عجب مرقع ہی باغ دنیا کہ جسکا صانع نہین ہویدا
ہزار ہا صورتین ہین پیدا پتا نہین صورت آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اوسی گلی مین اپنی ہی دم نزع تھا
لکھا جو وصف ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا چمن کا
کہاں احباب سے ہے شکوا کیا نہ عرس انکے دن ہمارا
اثر ہے گیسو کا یہ تمھارے کہ حرف آگین ہین خط سارے
نہین ہے اچھے کہ ہم عاصی گنہ کی تقدیر پہ ہو راضی
خدا سے جبتک نہ ہو شناسا حریم دل کا ہے شوق بیجا
کہان ہین ایسے نصیب اپنے کہ پڑھکے مضمون جواب لکھیے
ملا ہے جنکو دل مصفا پریکو بھی وہ دیکھتے ہین اچھا
جنون کا ہمپر ہے قطع جامہ قبا کہاں کی لباس کیسا
کس آستانے پہ جا پڑا ہون کہاں الٰہی مین جبہہ سا ہون
کہا کہ کعبہ ہے دیر کیسا بتاؤ کوچے کا اوسکے رستا

نہ تھا مناسب غنچے کہنا موے پہ دو چار گز زمین کا
جو صفحہ ہے برگ یاسمن کا تو خامہ ہے شاخ یاسمین کا
سر لحد ہے ہجوم ہوتا کبھی حسینان مہ جبین کا
ورق ہے دیوان مین جو ہمارے وہ تختہ ہے عطر کی زمین کا
لگا ہے درہ جو مجکو قاضی کسیکے گیسوے عنبرین کا
مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا یاد ہو مکین کا
اوڑائے نامے کے اوسنے پرزے کھلا لفافہ خط جبین کا
پڑیگا عکس آئنے مین سیکڑہا ہزار اوٹھا ہو خط نگین کا
ہمارے بازو تلک نہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا
کہ سر نہ اوٹھے ہزار چاہون یہ ربط ہے سجدہ و زمین کا
مین پوچھتا ہون پتا کہین کا نشان دیتے ہو تم کہین کا

امیر گھٹ یون رہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال جس رات خواب مین بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو پیوند زمین کا تو دل ہوا شاد مجھ حزین کا
اگرچہ پیری مین ناتوان ہین شباب کے کچھ اثر عیان ہین
فقط ہے تیرا خیال باطل کہ راستی مین ہو نام حاصل
کہین بکر زبان سے کہتا کوئی مخاطب نہین ہے اصلا
کھلے ہین یہ استخوان بیکہ پوست ہی پوست ہے سراسر
ہزار ہا زیر زمین ہین زندے کہ دہر زیر زمین ہین مردے
جہان مین ہین جو داغ رسن بہت کم ازل سے پامال ہے یہ عالم
ہما کے دم مین ہون محو ایسا چمن مین گھر کر جو غلغلہ آیا

اب ارادہ نہین کہین کا کہ رہنے والا ہون مین یہین کا
نہین ہے بازو مین چھریان ہین نشان ہے جیسے بتین کا
درست اوٹھی کبھی ایدل جو نقش اوٹا ہوا نگین کا
ہمارا اظہار غم ہے گویا سوال درویش رہ نشین کا
کلاہ کا شک ہے میرے سر پر گمان ہے بازو پر آستین کا
کھنچے دو رویہ زبسکہ نقشے بھرا ورق پشت و زمین کا
کہ لی فرشتون نے خاک آدم سنا نہ شور ایک بھی زمین کا
سیاہ مستی ہین مین یہ سمجھا جہاز ہے آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازہ تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بار آکے طور چمکا جھپک گئی جب سے چشم موسے
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمہارے رخسار آتشین کا

کیا ہے وصل سے تونے کنارا سر و داغ چاک ہو گوارا
لہو ہو سیکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

سجدہ پہ کمیر نہ آئے کہدو کوئی یہ دزدِ کفن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجھ مین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

ہوئی ہے تقدیر سے رہائی ضرور ہے قسمت آزمائی
گرینگے اوس رہ پہ جبہہ سائی نشان جبتک ہے جبین کا

جو وحشت غربت مین کھینچی ایذا بندھا تصور ہمین وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھا دیا رنگ شہر بین کا

چمن مین غنچہ نہیں کھلا ہے گرہ گل بیان اٹکو رہا ہے
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہے اوسی کے بازوئے نازنین کا

وہ سیکا پھیلا ہے نور سارا کہان کا خورشید عالم آرا
گرا ہوا ہے کوئی ستارہ لباس تارہ جبین کا

حسین ہتھیلی نہ پانسی مانگین تو جان شیرین ہے نذر لیلین
ہنسی گئی شمع سے جو زہر بین فرو ہے مجھکو انگبین کا

جو دیکھی کس کی شمر ساری جھڑی ہوئی آنسوؤنکی جاری
نگاہ مین پھر گیا ہمارے حجاب اوس چشم سرمگین کا

عجب ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہے چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل
الٹ گئی صف جو تونے قاتل الٹ دیا گوشہ آستین کا

اسیر دیکھا جو اوسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اوترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف بای موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
چمن گلشن مین ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہون وہ عاشق قد و رخ کا جو گلشن سے چلون
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یون پھول بیدردی سے اے گلچین نہ توڑ
سر پہ نالون سے اوٹھا لیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو وہ اڑ جائیگی لیکر قفس
خانہ صیاد مین دو دن ہے مہمان عندلیب

برق آسا ہے فروزان خندہ گل باغ مین
چاہیے برسائے اب اشکون کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگین کو اے رشک چمن
گل پہ مرتی کیسلیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول دکھلائین جو پریونکا جمال
عاشق کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال
کون گل ہی جو رخِ گلرنگ پر عاشق نہین
جو پسند آجاے عاشق کو وہی معشوق ہے
اوڑکے گل خود شوق مین پہونچا ہی دستِ یار تک
توکرے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی ای گل جدا
شوق مین لالون کے جائے باغ مین وہ گل اگر
قابو سے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تھا
وہ بھی دن آئے کہ اوڑتے تیرے قفس مین بھی

کیون نہو پھر دم کشِ مرغِ سلیمان عندلیب
فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب
تو وہ گل ہے جسپہ ہی سارا گلستان عندلیب
سرو پر قمری فدا ہے گل پہ قربان عندلیب
کسلیے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب
مول لے دیکر زرِ گل دستگردان عندلیب
لال ابھی ہو خون گل مین ہو کے غلطان عندلیب
دام کو سمجھی ترا گیسوے پیچان عندلیب
اے گل تر دلمین رکھتی ہے یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکنِ شہرِ خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاق مضطر کا جواب
دردیا ہوگا شکستِ کاسۂ سر کا جواب
منھ چڑھاتا ہے مرا کیا آئینے مین دیکھ تو
شوق سے لکھیں مرے عصیان فرشتے رات دن
ایکدن وہ میرے گھر ہے ایکدن وہ اوسکے گھر
جب مین کہتا ہون کہو گے کیا خدا کے سامنے
نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
بیزبان ہی گوش یارون کی گرہی کبتک نے
اوسنے خط بھیجا جو مجکو ڈاک پر ڈاکا پڑا
ہارے ہفت و دو ملت مجسے بحث عشق مین

سوچ رکھو کچھ سوالِ روزِ محشر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب
تجکو دیتا ہے دہن تیرا ابر کا جواب
ایک رحمت اوسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب
غیر کی قسمت بھی ہے میرے مقدر کا جواب
کہتے ہین تمکو بتا دین روزِ محشر کا جواب
شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہے پتھر کا جواب
اے زبان تو اوسکے بدلے دے برابر کا جواب
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب
تھا تو تنہا پر دیا مینے بہتر کا جواب

منہ چڑھاؤ اوسکا تیوری چڑھاؤ اور پر
آئینہ ہون منہ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کسلیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پانون کی خلخال دیگی شور محشر کا جواب

پھینک دو خط لکھکے قاصد جو تم نیر اکے
اڑکے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب

منہ کی کھائی سیکڑون بال آئینے مین پڑگئے
لیکے آیا تھا تری زلف سعنبر کا جواب

رہگیا خاموش وہ بت بیدہانی سے امیر
یا نہ تھا کوئی سوال جان مضطر کا جواب

ہے خموشی ظلم چرخ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشت غربت مین اوٹھا سمجھا یہ مین
کرتی ہے تعمیر ویرانی مرے گھر کا جواب

ساتھ خنجر کے چلیگی وقت ذبح اپنی زبان
ہان وینے والے دیتے ہین برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہے وہ بت
پانون اوسکا بڑھکے دیتا ہے مرے سر کا جواب

ابر کے لکے نہ اولجھین میرے موج اشک سے
خشک مغرور ہے ہے شکل مصرع تر کا جواب

وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح
سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اوس شوخ کا خط دیکھنا
بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اوسکو سخت
کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہے پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہے گردون کیسی صورتین
بت تراشی مین ہے یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبر گدا کیسے مین ہر جا گور شاہ
ایک گھر اس شہر مین ہے دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے نور حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا صبا قیا ارغوانی شراب
کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہے ساقی کہ ریحک کی طرح
اوڑا دیتی ہے ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین
پیون مین تو ہو جائے پانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہے ساقی زبانی شراب

کہان عقل برنا کہان عقل پیر
نئے سے ہے بہتر پرانی شراب

مرے چہرۂ زرد کے عکس سے
ہوئی ساقیا زعفرانی شراب

ہوے مست دیکھا جو پھولو نکا رنگ
پیالون مین تھی ارغوانی شراب

کہان چشمۂ خضر کیسے خضر
خضر ہون اگر مین تو جا کر پیون

گلستان ہے پھولون سے کیا نعل لعل
عجب ساقی گنذمی رنگ ہے

خضر مین مری زندگانی شراب
سر چشمۂ زندگانی شراب

پلے ساقیا ارغوانی شراب
کہ پرتو سے بنتی ہے دھانی شراب

رہے طاق پر پارسائی امیر
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خون دل اعدار کب
آئیگی اس چمن مین الٰہی بہار کب

رویا ہمارے حال پر ابر بہار کب
بیٹھا زمین پر اوٹھکے ہمارا غبار کب

اوٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب
آئیگا ہاتھ گوشۂ دامان یار کب

مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی
حاضر ہوا ب حضور مین یہ جان نثار کب

داغون سے دل چمن ہے کرون ضبط آہ کیا
رکتی ہے روکنے سے نسیم بہار کب

ناصح خوشی سے کون اوٹھاتا ہے بار عشق
کرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب

ٹھنڈی ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے نہر ہے
کھیلو گے میکشو بلا مے کا شکار کب

ہمکو ملا کے خاک مین بھی جب ہو نہ صاف
جائیگا پھر حضور کے دل سے غبار کب

کہتی ہے مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر
بچتا ہے زد پر آکے ہمارا شکار کب

کیا کیجیے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو
مرنے کا میرے اونکو ہوا اعتبار کب

مین خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گرد باد
گردش مٹیگی اے مرے پروردگار کب

محشر میں ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے
آخر تمام ہوگا غم انتظار کب

آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند
خوش ہوگا انکو کھا کے سگ کوی یار کب

برہم نسیم کوچۂ جانان ہے کس لیے
تعظیم کو اوٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہے ترے جوڑے کی بو سے مست
سونگھے وہ بوے نافۂ مشک تتار کب

ہم کیا ہیں جسکے یار سے رکھیں امید قتل
کرتا ہے عاشقوں میں وہ ہمکو شمار کب

یا رب نگاہ بھر کے وہ دیکھینگے کب ادھر
ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

بین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق میں تمام
آئیگا چین تجکو دل بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کرون میں فراق میں
آتا نہیں ہے گریۂ بے اختیار کب

جو تجکو جانتے ہیں فلک کا شریک غم
کرتے ہیں شکوہ ستم روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہیں کرتے مگر امیر
سو رہے گے تو اونکو ہوا اختیار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہے برہم زن دوست
دوست کے دوست کا دشمن ہے جو ہے دشمن دوست

دیکھکر ربط گل و خار یہ امید ہوئی
شاید آجاے مرے ہاتھ میں بھی دامن دوست

شکل یعقوب مری آنکھیں بھی روشن ہو جائین
لا کسی روز صبا نکہت پیراہن دوست

طرف کعبہ نہ حاجی کے لیے ناداں ہے
غور کر دیکھ کہ ہے خانۂ دل مسکن دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین
مرگ آسان ہے مگر کون سنے شیون دوست

شاخ صندل پہ ہوا مار سیہ کا دھوکا
دیکھکر کاکل پر پیچ پس دشمن دوست

اے جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہے
چاک گریبان ہے مرے ہاتھ میں یا دامن دوست

ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت
آئینہ اور تماشاے رخ روشن دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
گرم جولان نہ کسی روز ہوا توسن دوست

ہی وصیت کہ کفن مجکو اوسی کا دینا
ہاتھ آجاے جو اوترا ہوا پیراہن دوست

لیکے گردون نے بنایا ہی اوسیکو مہ نو
گر پڑا تھا جو کوئی نعل سم توسن دوست

عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ پڑے
کہین آئینے سے بڑھکر ہی صفائے تن دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو امیر
شمع روشن سے زیادہ ہی فروغ تن دوست

ایک ہی میرے خضر اور سفر کی صورت
گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت

چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت
وصل سے جان چرا کے ہو کمر کی صورت

ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نے کاٹے مرے پر
گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت

تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی
پھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت

جھانک کر روزن دیوار سے وہ تو بھاگے
رہ گیا کھول کے آغوش مین در کی صورت

تیغ گردن پہ کہ ہی سنگ پر آہین دم ترچھ
خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت

کون کہتا ہی ملے خاک مین آنسو میرے
چھپ رہی گرد یتیمی مین گہر کی صورت

نہین آتا ہی نظر المدد اے خضر اجل
جادۂ راہ عدم موے کمر کی صورت

پڑ گئین کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین
اوڑ گئی جوہر شمشیر شرر کی صورت

قبر ہی وادی غربت مین بنے گی اکدن
اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت

خشک سیرون تن شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت

آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھ پر
بجھ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت

جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہے شاید
آج خورشید سے ملتی ہی قمر کی صورت

وہن یار کی توصیف کڑی منزل ہی
بیت مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت

نو بہار چمن غم ہے عجب وزافزون
بڑھتی جاتی ہی گرہ دل کی ثمر کی صورت

ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش
رات دن پانون بھی چکر مین ہین سر کی صورت

بارش سنگ حوادث ہو نہ کس طرح امیر
آہ ہے شکل شجر اشک ثمر کی صورت

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ نظر کیصورت

دلشکستہ مین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اڑتے ہی ٹوٹے ہوئے پر کیصورت

ہوش اڑ سے تھے تو اڑ سے تھے خبر وصلت سے
نیند کیون اڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمن دہر سے کیون قطع نہو نخل مراد
پتا پتا نظر آتا ہے تبر کی صورت

جھک گیا بار محبت کے اوٹھانیکے لیے
ابھی کھنچ بھی نہ چکی تھی مرے سر کیصورت

دیکھتے ہی مجھے جو رنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آسا ترے کوچے مین ہے سب مجھی رسم
راہ دیوار بھی دیگی مجھے در کی صورت

باندھ رکھ کسکے گرہ مین کہ بہت تھوڑی ہے
آبرو ہی جو خدا داد گہر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہے بتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کیصورت

شکوہ کس کسکا الٰہی مین شب ہجر کرون
منہ چھپا یا ہے اجل نے بھی سحر کیصورت

اس نزاکت پہ مین سو جان سے صدقے قاتل
ہاتھ بھی تیغ لچکتی ہے کمر کی صورت

وہ تہیدست ہون مذکور تمتع کا ہے کیا
صورت گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھون کو دکھاتی ہے تماشا تری بزم
پتلیان دوڑتی پھرتی ہین نظر کی صورت

عمر گذری ہے مری وادی غربت مین مگر
اب تلک یاد ہے کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت

شہپر شوق ہی کافی ہے کبوتر کیسا
اڑ کے نامہ مرا پہونچیگا خبر کی صورت

سیچ اے دیدۂ تر مزرع دل کو ایسا
نخل ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارون کی گذرتی ہے امیر
پانون پھیلائے ہوئے سوتے ہین گھر کیصورت

بات کرنے مین تو جاتی ہے ملاقات کی رات
کیا بڑی بات ہے رہجاؤ یہین رات کی رات

ذرّے افشان کے نہین کرمکِ شبتاب سے کم
ہے وہ زلفِ عرق آلود کہ برسات کی رات

زاہدا وس زلف مین پھنس جاے تو اتنا پوچھون
کہیے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

شام سے صبح تلک چلتے ہین جامِ مئے عیش
خوب ہوتی ہے بسر اہلِ خرابات کی رات

وصل چاہا شبِ معراج تو یہ عذر کیا
ہے یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دنیا ہے حقیقت مین سرا
ہے توقف ہمین اس جا تو فقط رات کی رات

چل کے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہے نہین حرف و حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہے وصلت کی دعا مانگ امیر
اس سے بہتر ہے کہان کوئی مناجات کی رات

ڈھلکے کچھ کعبے سے بھی ہے غرورِ شانِ کوی دوست
ہین غزالانِ حرم صیدِ سگانِ کوی دوست

کیا زمین پکڑی ہے ظالم نے میان کوی دوست
چھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمانِ کوی دوست

دور سے آئے ہین ہم اے ساکنانِ کوی دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑی سی میانِ کوی دوست

کی مشقت جسنے پہونچا وہ میان کوی دوست
معتکف چلہ نشین ہین ساکنانِ کوی دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون اسے ترجیح مین
کون ہے مجھ سے زیادہ درمیانِ کوی دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
قدسیون سے کم نہین ہین ساکنانِ کوی دوست

ایفلک اے مثل نرگس دیر سے ہے چشمِ شوق
جلد دکھلا دے بہارِ بیخزانِ کوی دوست

جھک گئی گردن گریبان کیطرف جب وقتِ فکر
نحن اقرب سے ملا ہمکو نشانِ کوی دوست

ہے یقین ہو رجعتِ خورشید سے جلدی سحر
حکمِ حیدر ہے صدائے پاسبانِ کوی دوست

گلشن جنت کی کیا پروا ہے اے رضوان ہمین
ہین جو مشتاقِ بہشتِ جاودانِ کوی دوست

بلبلون کے چہچہے جب باغ مین جا کر سنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبانِ کوی دوست

اسے ہما بیفایدہ تو نے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیون کے ہین سگانِ کوی دوست

دیکھون اے واعظ کسے سنتے دلسے سامعین
وصف تو فردوس کا کر مین بیانِ کوی دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون جنات نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیان کوی دوست

میری اشکون سے جو دریا موج زن ہی رات دن
مردم آبی بنے ہین رہروان کوی دوست

ہی نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا
دور ہی کچھہ بین زمین و آسمان کوی دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پہ جا پڑا
بارہا جنے کیا ہے امتحان کوی دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین
دل مین ہی لب تک نہین آتا نشان کوی دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین ای امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستان کوی دوست

ردیف ثاے مثلثہ

گریہ بے سود ہی نالے دل ناشاد عبث
داد رس کوی نہین شکوۂ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا ہی جلاد عبث

ایک نگ آتا ہے یان ضعف سے اک جاتا ہے
رنگ بھرنا مرے نقشے مین ہی بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان
بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا
تجھہ مین جوہر ہین یہ اے خنجر فولاد عبث

وہ گل آیا ہے نہ آیگا کبھی گلشن مین
سرو قد اوٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

داد بھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہے بیداد
دوڑتی پھرتی ہی ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اوسنے دلمین مری کیا رکھا ہی
کرتی ہی خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ یہ تاسف سے نہین کچھہ حاصل
وہ ہمین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سنکے درد دل عشاق یہ کہتا ہی وہ بت
بندے اللہ کے ہو مجبے ہی فریاد عبث

بال بال اوسکا گرفتار بلا ہوتا ہے
بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین معشوق کے سب کچھہ پایا
کون کہتا ہی کہ تھی محنت فرہاد عبث

انبیا تنگ رہے پابند شریعت کے امیر

ظاہری قید سے گھبراتے ہین آزاد عبث

ردیف جیم

آنے سے تیرے یاس ہوئی مجکو یار آج
کل تک ترا تھا موت کا ہر انتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اوٹھا پھر غبار آج
گذرا ادھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہے رنگ عروس بہار آج

قاتل جو یون ہین روز ترقی ہی حسن کی
کل سو ہوے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہان سچ ہے قید بوسۂ گیسو کی ہی سزا
کل کاٹتے ہین وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سایے سے تم بھاگتے تھے دور
بیٹھے ہو پاس آ کے کہو کیا ہے یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھیں کھلی رہین
سمجھے تھے ہم تمام ہوا انتظار آج

مد نظر بتون کو مرا امتحان ہے اب
رہجاے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہے تو زخمی ہی محتسب
شاید کہ پی رہے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو نثار
کھدتا ہے تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم دراز ہے شب فرقت تو غم نہین
شب بھر رہے فسانۂ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہین تیغ وہ بڑھ بڑھ کے رکھ قدم
ایدل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان در گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوتی ہے رخصت بہار آج

کانٹون مین لیچلا ہے جنون مجکو کھینچتا
باقی رہیگا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک اونھین بھی صاف مٹا دیگا آسمان
باقی کہین ہین جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہو گیا دل امیدوار آج

رہ رہ کے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیر
کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہے جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہے باغ باغ نسیم بہار آج

چھو لیگا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج
چھالون سے چھیڑ کرتی ہے پھر نوک خار آج

بولے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا
آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

تشنہ بار ہی ہے ہجر مین لذت وصال کی
کل پی تھی جو شراب ہوا اوسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہون
گہہ در ہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بیقرار
مشتاق صبح خود ہے شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسۂ لب جانبخش پر کہا
کچھ موت تو نہین ترے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر
اوٹھا ہے کسکی خاک سے یارب غبار آج

گرم خرام رات کو ہوگا حدیقہ یار
ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

بسمل نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغ دل
گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منظور کسکا قتل ہے تیغ نگاہ سے
پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج

میکش ہین زیر سایۂ انگور نالہ کش
ساقی چمن مین تیری پڑی ہی پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی نہ آئیگا
بیفائدہ ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہے مقرر وہ جان جان
دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئے یقین ہی بہار کی
نکلا ہے پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پر ہے ابر ساقی و مطرب ہین سامنے
اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدمون پر اوسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا
کیا کام آگیا ہے دل بے قرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہے دیکھا ہے دیکھیے
دکھلائے کیا مشیت پروردگار آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آپ امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہے کوئی کیا نوک خار آج

جلتے تمھارے رخ آتشین سے دامن صبح
یہ انتظار ہے ساحل پہ کسلیے آنکا

یہ شعلہ وہ ہے جو بجھا ہے برق خرمن صبح
سر خضاب سے ہے اونچا بلند گردن صبح

خیال زلف میں کرتے ہیں ہم تری کا سفر / لپیٹ نہ جائے کہیں اوڑ کے مار رہزن موج

یہ خوف ہی تری ابرو کی تیغ کا قاتل / کہ آج تک نہیں جاتا ہے رعشۂ تن موج

عبث ہی تجکو تریون سے چشم داد رہی / سنے نہ بحر مین گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہیں کسے رقت / حباب روتے ہین آنکھو نپہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا مین / کہ چشم مردم آبی ہے زیر جوشن موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگون ہو چشم حباب / خمیدہ شرم قزہ سے ہوئی ہی گردن موج

دبوہا ہے مجھے بحر کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہو نہیں دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہی احتیاج / بس تیری اک نگاہ کرم کی ہی احتیاج

خطِ عذار یار رقم بے رقم ہوا / اس خط کو کیا دوات و قلم کی ہی احتیاج

دل انکے کیفِ می مین ہین جام جہان نما / کب میکشون کو ساغر جم کی ہی احتیاج

اشکون کے ساتھ عشق مین لازم ہی آہ بھی / جو ہے سیاہ اوسکو علم کی ہی احتیاج

ہم سیجتے ہین آنسوون سے اپنی کشت کو / اے ابر کسکو تیرے کرم کی ہی احتیاج

بے احتیاج کوئی نہین اس جہان مین / ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہی احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہی شوقِ سجود مین / ساجد کو دیر کی ہے نہ حرم کی ہی احتیاج

کب بھوک مین ہون طالب نان سخی فلک / ہان ہی اگر تو سنگ شکم کی ہی احتیاج

وعدہ کیا ہے اوسنے تو آئیگا وہ امیر
کچھ اوس سے قول کی نہ قسم کی ہی احتیاج

ردیف حاے حطی

آزما تو دل کو صنم آزمانے کی طرح / کرو مین تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدہ و دل میں کے مر رکھا ہے کیا ہی تخم اشک / رنگ پیدا کر زمین مین دانے کی طرح

صورتِ آئینہ اے دل تا کجا دیدارِ رخ
خاک چھان اب کوچۂ گیسو مین شانی کیطرح

درد دل اوّل تو وہ عاشق کا وہ سنتے ہی نہین
اور جو سنتے ہین تو سنتے ہین فسانی کی طرح

ناوک انداز نگہ اچھی نہین یہ تاک جھانک
اڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانی کی طرح

بادہ خوار و تمکو کیا خورشید محشر کا ہی خوف
چھا رہا ہے ابرِ رحمت شامیانی کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل مین تیری چوٹی کا خیال
چوٹ پڑتی ہے جگر پر تازیانے کی طرح

چشمِ فتّان اونسے کہتی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھلائین زمانیکی طرح

ایکبار اے برق تکلیف اور کر جھگڑا مٹے
پھونک دے مجھکو بھی میرے آشیانی کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بپا
دل مین آتی ہو تو آؤ گھر مین آنی کی طرح

اے جنون اب وہ ہی دکھلا کوئی عالم وسیع
تنگ ہی مجھ پر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہین اٹھتا سر اپنا اے امیر
اسمین بھی کچھ کچھ ہے تیرے آستانی کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیان اے عندلیب
ڈالیون پر کاٹ دین دن آشیانی کی طرح

او کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہین نشانی کی طرح

دلکو آجاتا ہے یاد سوزنِ مژگان سے چین
زخم مین اچھی ہی یہ ٹانکے لگانی کی طرح

کتنے بیدرد اِس زمانیکے اطبا ہین امیر
حال بیمارون کا سنتے ہین فسانی کی طرح

جسدن وہ رشکِ مہر تجھے منہ دکھائے صبح
تا روزِ حشر شام نہو اے خدائے صبح

پیرِ مغان کی بزم مین جنت سے کہان
جنت مین جیسے شام نہین ہے سوائے صبح

ہنگامہ میکشی کا مناسب ہے گرم ہو
کیا سرد سرد چلتی ہے ساقی ہوائے صبح

ایسا کیا ہے چرخ نے کوتاہ روزِ وصل
کیا دور ہے جو شام ہویدا بجائے صبح

اہلِ جہان بخیل ہین ممسک ہین بخشش مین
اللہ رے زشت نہ انکا دکھائے صبح

ایسا شبِ فراق کیا ہمنے انتظار
آنکھین سفید ہو گئین اپنی برائے صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجراے شام ہی وہ ماجراے صبح

صبح شب وصال یہ روتا ہون مین کہو
مثل شفق ہی سرخ سراپا رداے صبح

شادی کی رکھہ امید جو غم کا ہو سامنا
بعد سواد شب ہے ظہور ضیاے صبح

مشکل سے ہوتی ہے شب فرقت اگر تمام
ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگاے صبح

صورت شب وصال کی آتی ہی کب نظر
تاثیر ایک دن نہین کرتی دعاے صبح

ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہروش
کیون آتش شفق سے نہ مجکو جلاے صبح

میرے جنون کا پنجۂ خورشید مین ہی رنگ
کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قباے صبح

بیجا ہے دخل غیر شب وصل اے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نہ پاے صبح

ردیف خاے معجمہ

کیا کیا جلا ہے دیکھ کے رنگ شراب سرخ
غصے سے ہو گیا ہے رخ آفتاب سرخ

ہمرنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سرخ نہو گا گلاب سرخ

کشتہ جو تھا مین ایک بت سرخ پوش کا
ہاتھہ آئی حشر مین مجھے فرد حساب سرخ

ہم دل جلو نکا سینہ ہے میخانے کا جواب
وہان ہی شراب سرخ یہان ہی کباب سرخ

رہتا ہے دل مین یاد گل رنگ کا خیال
ساقی رہے نہ کیون مری چشم پر آب سرخ

غازہ جو اوسنے رات کو منہہ پہ لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ

فرقت مین یاد وہ رخ گلگون جو آگیا
خون روے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ

قاصد سمجھ گیا مین یہ ایما ہے قتل کا
شنجرف سے لکھا نہ مجھے اوسنے جواب سرخ

چھو لے جو اپنے دست نگارین سے وہ نگار
یاقوت کیطرح سے ہو دُر خوشاب سرخ

چھنتا ہے نور عارض گلگون کا اسقدر
ہو جاتی ہے سفید بھی اوسکی نقاب سرخ

اوبھرا جو اوس نگار کا جوبن شباب مین
دریاے حسن مین نظر آئے حباب سرخ

پرتو سے تیرے شان جمال و جلال کی
ہے روے مہ سفید رخ آفتاب سرخ

مخمور آنکھیں یہ نہین ساقی کی میکشو
بلور کی پیالیون مین ہے شراب سرخ

خونریزیان ٹپکتی ہین قاتل کی وضع سے
جوڑا گلے مین سرخ کمر مین ہے داب سرخ

مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوے وہ گلبدن
پانی ہو کیون نہ طشت مین مثل خضاب سرخ

مطلب نہین امیر کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الہی شراب سرخ

ردیف دال مہملہ

کون اوٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

ہون وہ نالان کہ ہے انکے لیے مرنیکی خوشی
چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد

جتنا جی چاہے بلاؤن مین پھنسا لو مجکو
کوئی پاؤ گے نہ مشتاق بلا میرے بعد

ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدین احباب
کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد

شکر ہے کچھ تو محبت مین ہوا رنگ اثر
تین دن اوسنے لگائی نہ حنا میرے بعد

کون ماتم مین ہے یون دل کا جلانیوالا
گل ہوئی شمع مزار شہدا میرے بعد

ضعف مین ہے تن مجنون بھی مہ نو لیکن
ہے وہ عالم مین تو انگشت نما میرے بعد

مر گیا ہون مین صنم تیری فراموشی پہ
یاد کرنا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

تھا وہ بلبل کہ جگر مین مرے کانٹا کھٹکا
چمن حسن مین جو پھول کھلا میرے بعد

خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے
نہ جما پر نہ جما رنگ حنا میرے بعد

تھی مرے دم سے فقط اوسکے ستم کی تیزی
نہ رہے جوہر شمشیر جفا میرے بعد

میرے مرتے ہی ملا خاک مین یہ اوج جنون
دشت مین کوئی بگولا نہ اوٹھا میرے بعد

نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اوس نے
یار سے کھینچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد

خوش خطون نے نہ کسی کو کبھی کیا زیر و زبر
یک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

زینت محفل ارباب سخن تھا ہیں امیر
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

موت پھر جاتی ہے آنکھوں میں اگر آتی ہے نیند
رات بھر مردے ہی مرد کے مجکو دکھلاتی ہے نیند

ہجر میں مجھ تک جو آتی ہے تو گھبراتی ہے نیند
مانگ کر پلکوں کے پر آنکھوں سے اڑ جاتی ہے نیند

دیکھتا ہوں اونکی پلکوں کو جو آجاتی ہے نیند
جانکر دیوانہ مجھے تنکے چنواتی ہے نیند

ہجر کی شب ایک تو یوں ہی نہیں آتی ہے نیند
اور بک بک سے ترے ناصح اوڑسی جاتی ہے نیند

درد دل کہتا ہوں میں جب رات کو کہتے ہیں وہ
ختم کیجیے یہ کہانی اب ہمیں آتی ہے نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھوں کو بندھتا ہے خیال
کرمک شب تاب بنکر صبا اڑ جاتی ہے نیند

ایکدم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر میں
اے اجل دیکھوں تو پھر کیونکر نہیں آتی ہے نیند

جاگتے ہیں جو فرشتوں کو نہیں آتا نظر
وہ تماشا خواب میں انسان کو دکھلاتی ہے نیند

جانتے ہو بند کیوں ہوتی ہیں آنکھیں وقت خواب
اہل بینش چشم پوشی ہمکو سکھلاتی ہے نیند

لیٹتا ہوں روز یہ کہکر میں مشتاق جمال
آج دیکھوں سیر کیا کیا مجکو دکھلاتی ہے نیند

غفلت پیری ہے اب تھی نوجوانی تک ترنگ
رات کے جاگے ہوئے کو جیسے آجاتی ہے نیند

غافلوں کو اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کی ماتی ہے نیند

ڈرتی ہے میرے سیہ خانے میں جو آتی ہوئی
موت کو ہمراہ لے لیتی ہے تب آتی ہے نیند

خواب میں ہر شب نظر آتے ہیں کیا کیا ماہرو
اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہے نیند

چشم وا ہے شام سے ہر چند دروازے کی طرح
کیا ہجوم رنج ہے آنے نہیں پاتی ہے نیند

عین غفلت میں ہیں خوش اسطرح یہ اہل جہان
جیسے ہنس پڑتے ہیں لڑکوں کو جو آجاتی ہے نیند

سخت جاں ہوں ہجر میں پڑتی ہے گر تیغ اجل
یوں اوچٹ جاتی ہے وہ جیسے اچٹ جاتی ہے نیند

ہیں تو کیا محفل میں اونکی جاکے سو جاتے ہیں یافون
نرم بستر پا کے کیسے پاؤں پھیلاتی ہے نیند

ہجر میں آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہیں
کام کیا راحت کا کیوں تکلیف فرماتی ہے نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزدن سے آتی ہے امیر
خفتگان خاک کی صورت سلا جاتی ہے نیند

چشم موسیٰ کو رہے برق سر طور پسند
ہمکو اوس چہرۂ پر نور کا ہے نور پسند
جتنے میوے چمن دہر مین ہین اون سب مین
تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند
شکل ملتی ہے تری زلف سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سواد شب دیجور پسند
اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہے نغمۂ منصور پسند
کاش جراح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند
تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلیٰ کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند
تیرہ دل چاہین نہ کیون سارے جہان مین اندھیر
شپرہ کو ہے سواد شب دیجور پسند
ہون مین شاعر ہے مجھے شعر سے رغبت ایسی
جسطرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند
کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہتا تجھے منصور پسند
اک نظر میرے دل صاف کو دیکھی جو کبھی
آئینے کو نکرے وہ بت مغرور پسند
کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین مجکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہے یون جہان مین اہل ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد
پھولونکا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہے پھول والونکا میلا قفس کے گرد
گھیرے ہین درد و غم دل نالان کو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد
ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون
ساغر بکف پھرا ہون مین برسون عسس کے گرد
گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشان عشق
مظلومون کا ہجوم ہے فریادرس کے گرد
دوران سر مین الفت لب کا یہ حکم ہے
بیمار نکلے پھرتے مسیحا نفس کے گرد

سر پھر گیا کسیکی پلک یاد آگئی
عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے
سودائے زلف مین مین عزیز جہان ہوا

دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین جس گے گرد
کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد
ایسا خرا ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہے دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھونکی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہین کوے بت دلخواہ مین قاصد
اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا مینے خط شوق
مکتوب مین اوس چاہ زنخدان کی ہے تعریف
اوس بت نے نکالا تھا اگر مجھکو تلک آتا
کیا چمن کوچہ جانان مین گیا جلد
لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے
خط اوسنے لکھا سچ ہے یہ کہتا تو قسم کو
ڈھیلی ہے کمر کسلئے ذرا باندھ دوبارہ
خط پڑھتے ہی ہوتے وہ ادھر آپ روا

کیا جانئے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد
لیجا مرے نالے کو شب ماہ مین قاصد
ڈر ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد
کیون بیٹھ رہا خانہ اللہ مین قاصد
ٹھہرانہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد
بھیجا ہے بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد
چل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد
گر جائے نہ خط کھل کے کہین راہ مین قاصد
ہوتا ہے اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اوسکو تو اک بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل نکر اتنا روانی پر گھمنڈ
شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
ہے اگر شمشیر قاتل کو روانی پر گھمنڈ

سخت کم ظرفی ہے اک دو بوند پانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ
بسملون کو بھی ہے اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

نازاوٹھانیکا ہی اوسکے حوصلہ ای جان زار
اب تلک تجھکو ہی زور ناتوانی پر گھمنڈ

نوبت شاہی سے آتی ہی صدا شام و سحر
اور کرلے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھ او ناداں کہ پیری کا زمانہ ہی قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہے جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے سنکے چپکی لگ گئی
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل مرے اعمال کب ہیں اے کریم
تیری رحمت پر ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہی تری خاموش ہو
دل جلوں کے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ

طبع شاعر آکے زوروں پر کرے کیونکر نہ ناز
سبکو ہوتا ہے جوانی میں جوانی پر گھمنڈ

چار موجوں میں ہماری چشم تر کے رہگیا
ابر نیساں کو بھی تھا دُر فشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والوں کی آنکھیں آپنے دیکھی نہیں
حق بجانب ہی اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم میں ہیں مست
واں نزاکت پر تو یاں ہی ناتوانی پر گھمنڈ

تو بھی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑوں گا ای صنم
زاہدوں کو ہی بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزہ خط جلد یارب رخ پر اوسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمر جاودانی پر گھمنڈ

گور میں کہتی ہی عبرت قیصر و فغفور سے
کیوں نہیں کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ

ہی یہی تاثیر آب خنجر جلاد میں
چشمۂ حیواں نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد و آبا کے تفاخر کیا امیر
ہیں وہ ناداں جنکو ہی قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

کیا روکے قضا کے وار تعویذ
قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

چوٹی میں ہے مشکبار تعویذ
یا فتنۂ روزگار تعویذ

دونوں نے نہ درد دل مٹایا
گنڈے کا ہی رشتہ دار تعویذ

کیا نادعلی میں بھی اثر ہے
چارون ٹکڑے ہیں چار تعویذ

ڈرتا ہوں نہ صبح ہو شب وصل
ہمکو بھی ہو کچھ امید تسکین
پتال کو جب خبر ہماری پہونچی
حاجت نہین اونکو نور تن کی
کھٹکے وہ نہ آئے فاتحے کو
پی جائینگے گھول کر کسے آپ
اے ترک ٹلین بلائین سر سے
ڈرتے ہین گنگنوں سی لازم
اکسیر کا نسخہ اوسکو سمجھوں

ہے مہر وہ زر نگار تعویذ
کھوئے جو تپ خیار تعویذ
گاڑا اتہ پاسے یار تعویذ
بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ
دیکھا جو سر مزار تعویذ
ہے نقش نہ خاکسار تعویذ
اک تیغ کا خط ہزار تعویذ
لایا تو ہے سادہ کار تعویذ
کھوئے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہے امیر کی تحدیر
ہیکل کا ہے اشتہار تعویذ

پہ جوتی مین اگر ہے بار تعویذ
یان جب کے تو پانچ چار تعویذ
ہے مار سیاہ اوسکی چوٹی
گھر اونکے گئے تو ہمنے گاڑے
لکھے مرے خون سے جو عامل
جاتی نہین ہجر کی تپ جان
قاتل نے لکھا جو کوئی پرزہ
چاندی ہوئی اوسکی جب دیا حکم
ہوا ایک سپر نہ تیغ غم کی
لوتا ر نظر مری اگر ہے

لا میرے ہی سر سے مار تعویذ
وہان بغض کے ہین ہزار تعویذ
سن سانپ کا زر نگار تعویذ
چارون کونون مین چار تعویذ
دکھلائے نئی بہار تعویذ
ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ
سمجھا مین جگر فگار تعویذ
سونے مین منڈھے سنار تعویذ
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ
ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیون رشک سے دل جلے نہ میرا
ہووے اوس سے جو ہمکنار تعویذ

چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا
ہے صاحب افتخار تعویذ

باندھے صنم کہان کہان تو
اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت
جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف رای مہملہ

دل پر داغ کا مسکن نہین ہی اوسکی گیسو پر
اوگا ہے پھول لالے کا یہ گویا شاخ سنبل پر

ہجوم ایسا ہوا گلشن مین اوسکی قد دلجو پر
گرے سرو لب جو ٹوٹ کر سرو لب جو پر

الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا
عوض تعویذ کے باندھا ہی اوسنی اپنی بازو پر

کہان جاتا ہی اپنی نگہ سے اوس چشم کا مضمون
یقین ہی صید ہو ڈالا ہے گھوڑا ہمنی آہو پر

سانبھل سکتا نہین ہی سر وفور ناتوانی سے
اگر تکیے سے اوٹھتا ہے تو آ رہتا ہی زانو پر

امید قتل ترک چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہی
بڑھا کر دست مژگان رکھدیا ہی تیغ ابرو پر

یہ شوق قتل تھا ہمکو کہ مقتل مین گلا رگڑا
کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر

پرستش سے بت پندار کی انکو ہی کب فرصت
مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر

مرے رونے نے فرقت مین ڈبو لایا ایک عالم کو
بہاتے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر

جھک جاتا ہے درد دل زیادہ ہجر ساقی مین
اگر برسات مین شب کو نظر پڑتی ہی جگنو پر

اگر رخصت ہی ہی مدنظر اتنا ٹھہر جاؤ
کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھو ہمین بازو پر

در جانان پہ مطلب تھا یہ میرا لغزش پا سے
کہ اس حیلے سے رکھدون ہاتھ دلدار کی بازو پر

خبر تجکو نہین ہی ای سگ جانان تعجب ہی
سگ اصحاب کہف آیا ہمارے لاش کے اوپر

پڑا خط بھی نہ میرے تیغ سے یہ میری سخت جانی
تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہی محبت مین

مسلمان ہو گئے ہم عاشق ہوے اک طفل ہندو پر

فقط کہتا نہین مین شعر اوس مصراع گیسو پر
نہین خال سیہ جو ہی نمایان اوسکی ابرو پر
وہ شاہِ حسن تل بیٹھے تو یہ اوج شرف بخشے
مرض مین اوسکے گھر جا کر عیادت کا غرور اوٹھا
معطر مغز جان تک ہو جو میرے داغ دل سونگھین
سلام اوس ترک کا لینا ہی ایما قتل کا شاید
ہوا مین سینہ زن فرقت مین سینہ کر کے یاد اوسکا
ہنی وحشت ہی مجکو وحشیون سے انس ہے ایسا
خیال ناوک مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین
گرے تھے نہر گلشن مین کبھی وہ اشک گرم اپنے
نہایت تنگ ہی قاتل ہماری سخت جانی سے
کیا دلکو جلا کر خاک اپنے سینے وسمہ
ملے بازو اگر اوس ترک نے دست حنائی سے
بہت کرتا تھا رم جب سامنے آیا وہ صید افگن
صدف کی کیا حقیقت ہی اگر اوسمین نہو گوہر
پس مردن یہ بخشی ہمکو رفعت بیقراری نے
بڑھا جاتا ہی تجسے دیکھ کو سون ناقۂ لیلے

رباعی اک نئی ہوتی ہی موزون چار ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر
کہ صدقے ہو ہما پھر پھر کے شاہین تراد و پر
دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اوسکے بازو پر
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر
کہ رکھتا ہی وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر
کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پای آہو پر
کہ تودے کا گمان ہوتا ہے مجکو اپنی پہلو پر
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ تبخالے لب جو پر
کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اوس دست بازو پر
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اوسکی تیغ ابرو پر
جمایا طایر رنگ حنا نے رنگ بازو پر
نہ سوجھا کچھ پڑے حیرت کے پردے چشم بازو پر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر
سوار اے قیس تو بھی کیون نہین آتا ہی آہو پر

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خرامان ہی
بھر آتی ہین امیر آنکھین مری قمری کی کوکو پر

کیا قصد جب کچھ کہون اونکو جلکر
دبی بات ہونٹھون مین منھ سے نکل کر

گرا مین ضعیف اوسکے کوچے کو چل کر — زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر

نہی سیر دیکھو سوے قاف چل کر — سر راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر

ادھر کی نہو جاے دنیا ادھر کو — زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

وہ کرتے ہین باتین عجب چکنی چکنی — یہ مطلب کہ چوپٹ ہو کوئی پھسل کر

وہ مضطر ہو نہین کیا مرے ساتھ گھر یون — تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر

یہ کہتی ہے وہ زلف عمر خضر سے — کہ مجھ سے کہان جائیگی تو نکل کر

گلستان نہین ہے یہ بزم سخن ہے — کہو شاعرون سے کہ پھولین نہ پھل کر

غضب اوج پر ہے مری بیقراری — زمین آسمان بن گئی ہے اوچھل کر

پڑا اتنیسر دل پر جو منھ تو نے پھیرا — نشانہ اوڑایا ہے کیا رخ بدل کر

نہ آئینگے وہ آج کی شب بھی شاید — کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر

چلو وحشیو بزم گلزار مہکے — گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر

چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی — شفق بنگیا خون میرا اوچھل کر

کمر بال سی ہے نہ چھپکے یہ ڈر ہے — جوانی پر آے ترک آشنا نہ بل کر

حضور اوسکے باتین جو کین ڈرتے ڈرتے — کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر

چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے — ہوئی پردہ ہر بات مین تہ نکل کر

وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت میکش — کہ مے ہو گئی داغ ساغر مین جل کر

کہے شعر امیر اوس کمر کے ہزارون
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہے تو محشر مین جلکر — جہنم اوگل دیگا محکو نگل کر

پڑی مجھپہ اوچھی وہ تلوار چل کر — گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب — نہ گھٹ کر ہون قطرہ نہ دریا اوبل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک افگن
گرہی میرے دل مین زبان سے نکل کر

جو شام سب ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پہ آئی ہے صورت بدلکر

جہان مین نہ کی قدر غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دل سے نکل کر

رخ اوس بت کا شاید نکلتا ہے پھر
کہ قدمون پہ گرتی ہین نظرین پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا
کہا اپنے بھی شمع داونکو جل کر

جلانے کو دل داغ سینہ ہے حاضر
مگر تو ہی اے داغ پہلو بدل کر

جو کھینچیگا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اوٹھین آتی دیکھا تو دوڑین نگاہین
گئی آنکھین اونکے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پانون محفل مین کیسے
ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز ایسی قدر نقد جان کیون ہے یدل
خدا دے جو ہمت تو نذر اجل کر

بشر کیون نہو بیوطن ہوکے مضطر
تڑپتی ہے دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہون جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پر مرے گر پڑی تیغ اوگل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن ہے
دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے در دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اظہار تقوے
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہے خود اونسے پوچھون مین چلکر
یہ خط تمنے پھاڑا کہ قاصد نے جلکر

جو برسات مین تا در یار پہونچے
بہانہ کیا خود گرے ہم پھسل کر

توقع ہے دھوکے مین اگر وہ پڑ لین
کہ لکھا ہے نامہ اونھین خط بدل کر

کہین محتسب چونک اوٹھے نہ غش سے
نہ جاؤ گے میکدے سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر

زمین پر نہین پاؤن رکھتا ہے قاتل
کہو خون دامن پکڑلے اوچھل کر

وہ نیرنگ پرداز ہے عمر انسان
دکھاتی ہے یہ تین شکلین بدل کر

نکالا جو پیر مغان نے تو کیا غم
بلا لیگی پھر دختر رز مچل کر

کھنچے دل نہ کیونکر حسینونکی جانب
جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر

دم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا
کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھلکر

پڑا ہے جو بے آب چاہ زنخدان
ہوا کیا عرق تیرے رخ سے نکل کر

نفس دار کی ایک جا آمد و شد
کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چلکر

حسین کیون نہ جوش جوانی کو روئین
کہ جوبن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر

وہ مقتل ہے تیرا کہ آتے ہین قاتل
جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چلکر

نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی
جگر دب رہے روک لے دل دہلکر

یہ خواہان ہر مثل نگین بے نشانی
نہ جائے کہین نام ہمسے نکل کر

مرے قتل سے وہ کمر کب ہے منکر
خطر کیا ہے بیٹھی ہے کیون ٹال کر

یہی سوز غم ہے تو اشکون کی صورت
کسی روز بہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک ساقی سے جلکر

نہ جاتا تھا اوس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا روغن قاز مل کر

تھکے مدتون راہ مین جنکے چل کر
وہ در تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شب تار ہو جائیگا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت
تو یوسف جوان بھیڑیون مین ہو پلکر

ضعیفون کو ہے باعث زیست بستر
کہ مٹتا ہے عکس آئینے سے نکل کر

ذرا گرم نظرون سے دیکھے جو ساقی
لگا رہنے دو در سے بیتاب دل کو
گرین گرم آنسو جو دریا مین میرے
عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہی ہو دی
مے گرم نے کر دیا گرم ساقی
یقین ہے کہ پھر جان ہی لین یہ خوہی
جو وہ اُٹھ چلے اہل محفل تو کیسے
رقیبون سے کیا راہ ہے ڈاکیون کو
وہ مجنون ہون شب کو جو صحرا مین بھٹکون
ابھی جان دیدون جو دی مجکو مٹی
اوٹھا ایدل آنکھونسے اتنا نہ طوفان
نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے
جھنکائی لحد گلرخون کو فلک نے
مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا
کہو میر امرتا نہ اوس گلبدن سے
وہ لاغر تھا مین ہفت قلزم مین ڈوبا

ابھی سے مے سے پتلا ہو شیشہ گھل کر
کہان جاے بازو سے مچھلی نکل کر
صدف مین گہر بچپر ہو قطرہ گھل کر
کہ بے غم ہے بچون کو اپنے نگل کر
صراحی پلا کوئی شور سے نکل کر
جو بیٹھین کبھی مثل چیچک نکل کر
پکڑ لے سینہ اسکا دامن اوچھل کر
کہ دیتے ہین مجکو خط اوسکا بدل کر
چراغ سر راہ ہو گھائن جل کر
غبار اوس ستمگر کے دل سے نکل کر
کنوئین بیٹھ جاتے ہین اکثر اُبل کر
جلایا جو پردون کو آنکھون نے جلکر
پری کس شکنجے مین نازون سے پل کر
بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر
مٹا دے نہ رنگ حنا ہاتھ مل کر
گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر
ڈر سے آسکتے نہین میرے سینے سے جاتے ہین
داغ الفت مرے دلمین کوئی چھپ سکتا ہی

مین یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر
ماہ و خورشید چلے جاتے ہین باہر باہر
شمع فانوس کا نور ایک ہی اندر باہر

غیر قاتل سے جدا ہو نہیں آتا ہے یقین　　ہوگا سنگ کوچۂ قصاب کیونکر باہر

کیا ہوا خط کا جو اوس چاہ ذقن پر ہے ہجوم　　مور روزن سے نکلتے ہین برابر باہر

شوق ہوتا جو نہ اوس چاہ ذقن کا ہمیں　　کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر

ایک گھر مین نہین رہ سکتے ہین یان دو انسان　　حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے ستر باہر

ہون وہ دیوانہ جو رکھتا ہو نہیں زندان میں قدم　　غل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر

مجمر چشم سے کیون دانۂ اشک آئے نہ تند　　کہ سپند آگ سے آتا ہے چٹک کر باہر

ہون وہ جانباز مین آیا تو لی استقبال　　تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر

چاہتا ہے کہ وہ بے پردہ ہو آنکھوں کی حضور　　اتنا جامے سے نہو اے دل مضطر باہر

قاصدی کیا جو خط اوس تیر فگن کو مین لکھون　　چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر

شیخ صاحب نے جو رندونکی سنی ہے آمد　　کیسے گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اندر باہر

بھون چڑھاتا ہے عبث جان گئی ہین بھی دیا　　کب ہوا تجھ سے ہین اے ترک ستمگر باہر

بادہ خوار ونکا زمانے سے جدا ہے عالم　　بھٹیان ہوتی ہین آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہے اس پیکر خاکی کی امیر
کیا حقیقت ہے صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزارونکو پنہائی زنجیر　　رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر

ہے ہمارے دل چاک کا حصہ وہ زلف　　شانہ ہے کون جو چھوتا ہے پرائی زنجیر

آج منت ہوئی پوری ترے دیوانے کی　　ملک الموت نے پاؤنکی بڑھائی زنجیر

اے جنون ہان خدا کو نہ کر [illegible]　　عرش ہل جائیگا مینے جو ہلائی زنجیر

ہے خوشی مجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ　　تنگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر

ترے پالو تھے یہ بیری نہین نالان ہین فقط　　کھینچتی ہے مرے پالون کی دہائی زنجیر

قید خاکی کی طرح وادی وحشت مین ہون قید　　ہوگئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

یاد گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اوتر آئی زنجیر

کس پری کے گل عارض کا مین دیوانہ تھا
کہ مرے پاؤن مین پھولی نہ سمائی زنجیر

قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
موج گل آئی تو سمجھا کہ ہین آئی زنجیر

ای پری دست حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پانو تیرا و نکلے گری ہوکے پریشان کاکل
مری وحشت نے پری کو بھی پنھائی زنجیر

اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجکو
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر

لیچلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہتکڑی ہاتھون مین پاؤن مین پنھائی زنجیر

اک حسین کا ہو نہین دیوانہ تکلف ہی ضرور
نقرئی طوق ہے زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانب صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنھائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو ای آہنگر
آہن برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

اے جنون پاؤن ہین مجروح تو گردمین خراش
طوق گلرنگ لہو سے ہے حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جائے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
وائے بیرحمی کہ پانی بند ہے بیمار پر

جابجا سبزہ نہین ای دل یہ قصر یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سر دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا در دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکے سر دیوار پر

جور ہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہی اسی دیوار پر

یہ مرے بیت الحزن پر چھائی ہی بوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہی قدم دیوار پر

کہنگی گل کرکے میری شمع بالین کو صبا
کوئی او نادان روتا ہی سر بیمار پر

بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہاتھ رکھدے بڑھ کے چشم نرگس بیمار پر

ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نغمون نین مست
دست گلچین پڑگیا اکثر بہک کر خار پر

وار کر سکی نہ قاتل کو بلی گلشن مین بار
دوڑ کر خود رکھدیا مینے گلا تلوار پر

باغ سی پہونچا مین جشی بے تکلف سوے دشت
پانون بھی رکھا نہ مثل بوے گل دیوار پر

جم سے کپڑے زاہدانِ خشک کے کیا تر گئے
جلکے ہمنے آگ رکھدی جبہ و دستار پر

وہ حسین ہی تو ہوا زندانمین جسدم جلوہ گر
کھنچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر پر ہوا بال ہما
جو کبوتر اوڑ کے آبیٹھا تری دیوار پر

گرد گل کانٹے نہین ہی تو یہ گلشن مین نمود
انگلیان اوٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مینے آہ
وار رو کے سیکڑون تلوار کے تلوار پر

زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اوٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھہ اگر آئینہ وحدت نما سے ہو دوچار
ہے پر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر
اڑ کے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہی قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہین عشاق کیا کیا ابروی خمدار پر
روز یارونکے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر

جلوہ گر ہے خود وہ اپنے طالب دیدار پر
دھوکے کی ٹٹی ہی پردہ یار کے رخسار پر

دیکھکر چھالے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیونکے ہار پر

شان اونکی ہی کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار
چھت جو بنتی ہے تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

سمجھے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اوس آنکھہ کی
باڑھ دیکھی رکھکے اونکی ترک نے تلوار پر

بند آنکھونکی دکانین ہوگئین ہنگام مرگ
آخر شب کیا اوداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
لالہ داغی کبک دیکھیے خندہ زن کہسار پر

ہونہین وہ محروم راحت گر نہ پاؤن فرش خواب
گر پڑے دیوار پھٹ کر سایۂ دیوار پر

ہی بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہے چال یکسان راہ ناہموار پر

ہون وہ طائرِ لذتِ غم کب ہوئی پوری نصیب
ہو ہنسے مین رہ گئے صیاد کے دو چار پر

اسلیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہون سست
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

کرکے گلگشتِ چمن گھر کو چلا جبدم وہ گل
ابر کے بدلے اوداسی چھا گئی گلزار پر

ہے یہی باعث جو ہے رنگِ بدن طوطی کا سبز
زہر کھایا ہے تمھارے سبزۂ رخسار پر

نیزۂ قاتل سرِ بسمل پہ خندان زخمِ تن
کیا اوگا ہے نخلِ ماتم قہقہہ دیوار پر

ای پری آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر
سورۂ جن پڑھ کے دم کرتے تری بیمار پر

تیز پڑتی ہے نظر اوس ترک کی مجھ پر امیر
تل رہا ہے باز کیا کنجشک کے آزار پر

ہوا اگر ناز سے وہ بزم مین رقصان جھک کر
چوم لے پانون ہر گوشۂ دامان جھک کر

مرتبہ پیشِ خدا ہوتا ہے اوتنا ہی بلند
جسقدر چلتا ہے انسان سے انسان جھک کر

خاکساران زمین کا ہے یہ شوقِ پابوس
رہ گئی ہے کمرِ گنبدِ گردان جھک کر

رفعتِ قصر تواضع سے اگر واقف ہون
آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر

مین وہ عاشق ہون صفا کیش پریرویون کا
ہوتے ہین مجھ سے بغلگیر سلیمان جھک کر

دیکھ پائے جو ابھی ٹھاٹھ سے تجکو اے ترک
لے قدم دوڑ کے رستم سرِ میدان جھک کر

تم وہ لیلےٰ ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بید مجنون ہوے شمشاد گلستان جھک کر

بیڑیان بھی جو کٹین ہون وہ اسیر لاغر
پانون مین میرے پہنے طوق گریبان جھک کر

سرکشی اہل تواضع سے کوئی چلتی ہے
پست دروازے سے آتا ہے خود انسان جھک کر

تو وہ گل ہے اگر باغ مین رکھتا ہے قدم
چوم لیتی ہے قدم شاخِ گلستان جھک کر

قد خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین اہلِ
سب سمجھتے ہین کہ گر جاتے ہین ایوان جھک کر

آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیر حیات
چار دیوار عناصر ہوے ویران جھک کر

ہے یہ ایمان کہ چلا چاہتے ہین زیر زمین
چلتے ہین موسم پیری مین جو انسان جھک کر

کہدو صیاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہے کام
خود نہ یاد آئیگی مجھے شاخ گلستان جھک کر

یاد رکھ مصرعِ استاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہے جو یادِ روئے جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کی طرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یادِ زلفِ یار مین جمعیتِ خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

اندنون ہوتی ہے یون اپنی بسر لیل و نہار
یادِ رخ دن بھر خیالِ زلفِ پیچان رات بھر

کچھ شبِ فرقت نہ پوچھو حالِ اشک و آہ کا
برق چمکی صبح تک برسا ہے باران رات بھر

بندھ گیا ہے شام سے کس تربت کی فشان کا دھیان
جگنوؤن سے ہے مرے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان ہوتا ہے مجھ گریان سے کیون چین بر جبین
مثلِ شبنم ہو نمین اس گلشن مین مہمان رات بھر

نیتِ بد ہے تو کارِ نیک سے حاصل ہے کیا
جاگتے ہین دزد بھی مثلِ نگہبان رات بھر

عالمِ افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج
ہے چراغِ خانہ اپنا ماہِ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہے شریکِ درد کون
شمع رہتی ہے مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا
پھونکتے ہین مشعلین غولِ بیابان رات بھر

آتشِ شوق اور میرے قصہ خوان کی تیزی
کیون سنایا ذکرِ بلقیس و سلیمان رات بھر

کی عبادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام
حکمِ حیدر تھی جو آواز نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شبِ فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھون سے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

قطرہ قطرہ دانہ آسا گردشِ ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشورون مین لکھ کے خط احباب کو بھیجے امیر
کیسے کیسے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچہ سان بیٹھ ذرا سر بگریبان ہوکر
رخِ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہوکر

رو میں کشتون کی گلے ملتی ہین شادان ہوکر
عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہوکر

پتلیاں کتب کی آنکھوں میں ہیں ای غیرت حور
دیکھنے آئی ہیں پریاں تجھے انسان ہوکر

عشق عارض میں مرے تار نظر جاتے ہیں
رہیں قرآن میں شیرازہ قرآن ہوکر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشم مردم میں کھٹکتا ہوں میں انسان ہوکر

ہوکے محمود میں ہوں بندۂ فرمان ایاز
ناز پریوں کے اوٹھاتا ہوں سلیمان ہوکر

ابھی اتنا ہی حجاب انکو جو کچھ کہتا ہوں
نیچے کر لیتے ہیں آنکھیں وہ پشیمان ہوکر

جلگیا اگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہوکر

ہو جدا تمسے تو کیا خاک رہے عاشق میں
جسم پیوند زمین ہوتا ہے بیجان ہوکر

ہوں وہ وحشی نہ مجھے نظروں سے گرائے جو جہان
چشم عالم میں پھروں خواب پریشان ہوکر

دل ملا خاک میں ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑوں داغ ہوگے خاک میں پنہان ہوکر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سے آئی
جمع پھر دل نہیں ہوتا ہی پریشان ہوکر

کچھ اوٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
جل دیا زخموں پہ قاتل نمک افشان ہوکر

خون دل کوچہ گیسو نے سیہ میں جو بہے
جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہوکر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن میں چمکیں
جل اوٹھیں شہپر طاؤس چراغان ہوکر

چاہتے ہیں تری تلوار کے جوہر اوترک
دہن زخم میں جم بیٹھتے دندان ہوکر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھیں
رہ گئیں رخنۂ دیوار گلستان ہوکر

موسم گل میں تقاضا ہی جنون کا یہ امیر
چاک ہو پیرہن زیست گریبان ہوکر

زار ایسا میں ہوا بادیہ پیما ہوکر
ذرہ چاہے تو تھکا دے مجھے صحرا ہوکر

استقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہوکر
کف پا اوٹھہ نہ سکے نقش کف پا ہوکر

ہم مریضوں سے یہ اغماض مسیحا ہوکر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

لذت درد سے جلنے کا مزہ ملتا ہے
چھیڑتا کیوں ہے مجھے زخم دل اچھا ہوکر

بعد مرنیکے بندھی ہی مرے نالون کی ہوا
گنبد قبر اڑے کیون نہ بگولا ہوکر

سرو وگل سے ہمتھاین تشبیہ مین کب بیتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہوکر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر
رنگیا دیدۂ بسمل کیطرح وا ہوکر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھیلا
آرہا کان مین اوس مہر کے بالا ہوکر

اونچے اوڑتے ہین کبوتر تری ٹکری کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہوکر

حسرت دست حنائی مین ہم ایسا روئے
بہگیا آنکھ سے دل خون تمنا ہوکر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہی رہتے
غرق کردے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہوکر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور ہر دانہ انگور ہو مینا ہوکر

لیجیے مال امیرون سے فقیرون کیلیے
لوٹیے دولت دین طالب دنیا ہوکر

آکے وحشت مین جو کہتا ہون مین سنا جاتا ہی
ناز مجنون کے اوٹھاتا ہی وہ لیلیٰ ہوکر

بید مین بنتے ہو تا قم سے جلانا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مردونکو مسیحا ہوکر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہوکر

لیکے وہ تیر وکمان جاتے ہین جب بہر شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوئ صحرا ہوکر

خرمن جان وجگر مزرع امید امیر
دل نے پھونکا شرر آتش سودا ہوکر

کبھی تو پھول کے رکھدے قدم مرے سر پر
پڑا ہون صورت نقش قدم تری در پر

جو ذبح بھی ہو تو احسان نہ رکھ ستمگر پر
یہ ذکر خیر رہے گا زبان خنجر پر

وہ مست ہون کہ رگڑتا ہون سینہ خنجر پر
وہ شیشہ ہون کہ ٹپکتا ہون سر کو پتھر پر

وہ مست جب کبھی گذرا ہے میکدہ کیطرف
بہک کے دست سبو جا پڑا ہے ساغر پر

دل شکستہ نے اوس بت کے دل کو نرم کیا
کیا ہے ٹوٹے کے شیشے نے زور پتھر پر

برنگ سایہ رہا پایمال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگِ یار کو سلام نیاز
ہما نے سایہ پرون سے کیا کبوتر پر

ہوا ہے بوسۂ لب ہے یہی تو مرگ کے بعد
حباب بنکے رہونگا مین آب کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک مینے شیر مادر پر

پھڑک رہا ہے مرا مرغ روح اے قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہی جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شکت ہوتا ہے
پڑا ہوا ہے فقط رخت خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آینے تن تر کے
چھری کو کرتے ہین در پردہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گرد یتیمی ہے روے گوہر پر

ضعف مژہ کو بھی ہی تاک چشم ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہی نامہ مرا لیکے نامہ بر یارب
ترے حبیب کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہی یہ نفرت نہ ہاتھ اوٹھاؤن امیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربت تو انگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہے چادر پر

پھرینگے حشر مین کھولے ہوی وہ زلف دراز
بڑی بلا تو پڑیگی یہ اہل محشر پر

کچھ اسمین شان نکلتی ہی تیرے نشتر کی
نثار سو رگ جان ایک نوک نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوش جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزا ہے ابھی تک زبان خنجر پر

ہوا تلون اہل دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آب گوہر پر

مین سخت جان ہون وہ کرتا ہی سنگسار مجھے
خطر ہے ضرب نہ آجاے اوسکی پتھر پر

ملے جو خدمت آئینہ داری خوبان
مرے گناہونکی گٹھری ہی غیر کے سر پر

لیے ہین دفتر عصیان کو کاتب اعمال
مرے گناہونکی گٹھری ہی غیر کے سر پر

یہ مجکو حسرت دیدار یار تھی دم قتل
پس فنا نہ چڑھا خون بھی مرا سر پر

جو ایکدم کو بھی غش میں آپ آ بیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اوٹھ گئی در پر

وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے یار مجھے
چلون وہ چال کہ پہونچون تو حشر تک در پر

ہجوم اشک سے دانتونکے عشق مین پھیلا
بندھا ہی موتیون کا پل یہ آب گوہر پر

وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھوکا
تو اوڑ کے مثل پر کاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمت عصیان سے رہگیا پردہ
عجب نقاب پڑی روے اہل محشر پر

سنا کسی سے جو نام دوائے درد جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہای درد جگر

رضا جو عشق کی ہو ہر طرح ہو مین راضی
گھٹائے درد جگر یا بڑھائے درد جگر

نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہی طبیب
کہان سے آئے الٰہی دوائے درد جگر

زبان رک نہین سکتی ہے رنگ چہرہ ہی زرد
کہان تلک کوئی یارب چھپائی درد جگر

تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہی اب مجھے ثابت
کہ جان جائے یہ ہے انتہائے درد جگر

دیا ہی قسمت بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہی سوائے درد جگر

ہوئی دوا بھی لکھے عاملون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے درد جگر

اٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے درد جگر

ہمارے دل کا وہی درد امیر کچھ نہ بجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے درد جگر

جلتا ہی دل فراق مین کیونکر خوش آئے ابر
پر کالے آگ کے ہین مجھے لکہ ہاے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پر جو آئے ابر
رو رو کے چادر آب رواں کی چڑھائے ابر

ہین کسکے غم مین نالۂ درد آشنا سے رعد
ہے کسکے غم مین گریۂ بے انتہاے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہے ٹھیک انکے بدن پر قبا ہے ابر

ساقی ہین بادہ خوار ترسے بادشاہ وقت
سر پر ہے انکے سایۂ بال ہماے ابر

سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون
بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعاے ابر

مین ہجر یار مین نکرون نالے اے فلک
بلبل تو ہاے گل کہے طاؤس ہاے ابر

آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان
چھائی ہے کیا چمن مین اوداسی بجاے ابر

اک برقوش کی یاد مین رو رو کے مر گیا
کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری رداے ابر

دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین
پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہاے ابر

ہر دامن مژہ مین سمندر بھرے ہون جب
پھر کسطرح نظر مین ہماری سماے ابر

خط اسطرح ہی روے کتابی یار پر
کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اوڑھاے ابر

بیجا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کہدو کہ آبرو کو نہ اپنے مٹائے ابر

مجھ مست سے بپھری ہوئی ہی یہ ہواے باغ
شیشہ بھرون جو مے سے تو پتھر گراے ابر

برسات مین ہی ہے اگر میکشی کا لطف
دامن زاہدون کے نہ دھبا لگاے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے امیر
ہان نیلگون ہے دوش ہوا پر رداے ابر

اے بتو لازم ہی چشم لطف دولتخواہ پر
بوسہ یا دشنام کچھ تو دو خدا کی راہ پر

جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندون کے مطیع
سایہ کرتا ہے ہما شہپر سے فرق شاہ پر

پھنس گیا ہون دام مین صیاد کا ہی چھتیا
اب گلا میرا دبائے خواہ اوڑائے خواہ پر

بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض شتاب
شک اگر ہو مہر ہم کر دین کلام اللہ پر

چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین
جھائیان ہمکو نظر آتی ہین روی ماہ پر

کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہے عبث
چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر

کی مشقت ہو گئے ہم خاک جسکی راہ مین
آہ فلک وہ آج تک آیا نہین ہی راہ پر

اوٹھ سکیگا کس طرح مجھ ناتوان سے کوہ ہجر
ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھ برگ کاہ پر

شکر ہے اتنا تو الفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اوٹھتا ہے وہ بیدار ہو میری آہ پر

ہے وہ شاہ حسن ہین افلاک بھی زیر نگین
سکہ بٹھلاؤ زر خورشید و سیم ماہ پر

دیکھئے کیا ہو دلِ نالان کو دیکھو رعد کو
کیا بڑی آواز ہے اس قامتِ کوتاہ پر

ہون وہ بیمار محبت مین جو چاہو گا علاج
چرخ سے اوترینگے عیسے سقف بیت اللہ پر

ہے تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پر

شکر ہے آئے بھی میرے گھر مین مہمان بھی ہوے
یہ عنایت یہ عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین مٹ جائینگے یہ مثل حباب اے امیر
ہین عبث مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہوا سلسلہ جنبان چلکر
آ رہا جو مرے دامن مین گریبان چلکر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
رہ گیا چار قدم سوے بیابان چلکر

جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاش پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سرِ میدان چلکر

ابر آیا ہے بہت بیٹھ چکے مسجد مین
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر

قصد اوس بزم کا کیجے کہ ملے بوسۂ لب
لیجیے مول کوئی لعل بدخشان چلکر

جانتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال
چال مجھ سے نہ کر اے کبک خرامان چلکر

باغ باغ اوسکی گلی مین ہے مرا غنچۂ دل
کیا کرون مین طرف روضۂ رضوان چلکر

سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
پانی پانی ہے ترا خنجر بران چلکر

تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے
کبک و طاؤس نہ کیونکر ہون پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت مین امیر
روئیے خوب سرِ گور غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلف رسا ہے سر پر
توشہ حسن ہے یہ ظل ہما ہے سر پر

سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی اُس کی جا
پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہے سر پر

واقعی کتنی ہے معشوقہ دنیا بے شرم
رخ پہ اسکے ہے نہ برقع نہ ردا ہے سر پر

شمع سان سوزش غم سے نہین دنیا کو نجات
کیا تکلف ہی اگر تاج طلا ہے سر پر

دھوپ مین چلکے دکھایا ہی تیا تمنے قرینہ
آفتابی ہے کہ دامان قبا ہی سر پر

روبرو اوسکے جھپکتی ہی مہ و مہر کی آنکھ
چاند سورج کی وہ چوٹی مین ضیا ہی سر پر

کہکشان چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر
ترک کھینچے ہوے شمشیر جفا ہے سر پر

سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہین وبال
سایۂ بال ہما ابر بلا ہے سر پر

سرخ ٹوپی نہین پہنی ہے مرے قاتل نے
خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہی سر پر

حسب ارشاد نبی فقر حقیقت مین ہی فخر
ابر رحمت کہ گلیم فقرا ہے سر پر

دشت مین گرمی رفتار و بخار دل سے
بجلیان پانون کے نیچے ہین گھٹا ہی سر پر

حائل کوہ غم ہجر ہون کیا راہ چلون
پانون اوٹھ سکتے نہین بوجھ بڑا ہی سر پر

کوے جانان مین گرایا نہ مجھے اے لغزش پا
بارک اللہ یہ احسان ترا ہے سر پر

میکشو پانون اوٹھائے ہوے گلشن کو چلو
ساتھ چلتی ہے ہوا سر دگھٹا ہے سر پر

محتسب دشمن لیے ہی شیشے کی پری کا دشمن
سخت دیوانہ ہی جن اسکے چڑھا ہی سر پر

واعظ شہر بھی رکھتا ہے کنہیا کا مکٹ
واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہے سر پر

اہل دنیا ہین غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہے سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دو جائے
ساتھ پیکان کے نکل جاتے ہین ارمان دو جائے

ذکر اوس مصحف عارض کا بھی ہو تا ہی ضرور
جمع ہوتے ہین جہان حافظ قرآن دو جائے

ساکنان حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے
رخ کے حیران ہین تو گیسو کے پریشان دو جائے

جب نکلتے ہین مکان سے وہ بدلکر کپڑے
چاک ہو جاتے ہین رستے مین گریبان دو جائے

مجلس گور غریبان نہین رہتی خالی
روز آ رہتے ہین اسمین نئے مہمان دو جائے

جھانک کر روزن دیوار سے دیکھو تو ذرا
مدرسہ ہین خاک نشین بستر و سامان دو جائے

عاشق عارض و لب قید سے چھوٹے جس دم
گئے دس میں حلب کو تو بدخشاں دوچار

ہوں وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہیں دل روز مرا
جب تلک طے نہیں کرتا ہوں بیاباں دوچار

رخ کے عشاق سے وابستہ گیسو ہیں سوا
لاکھوں ہندو نظر آتے ہیں مسلماں دوچار

ہوں وہ بسمل مرے زخموں کو غرہ درد کا ہے
نہ بھرے جی جو نہ خالی ہوں نمکداں دوچار

امتحان مردم دنیا کا کیا ہمنے امیر
دیو خصلت جو ہزاروں ہیں تو انساں دوچار

تمھیں کو جانا تمھیں کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہو کر
دوئی کا وحدت میں دخل کیسا ہے ہمیشہ الگ الگ ہو کر

ادا تو دیکھو کہ وقت بیعت ہر ایک رو یاں بدنگاہ ہو کے
چبھا رگ جاں میں مثل نشتر جگر میں بیٹھا خدنگ ہو کر

ٹھہر گیا ہے ہمارے دل میں ہزار منت سے درد الفت
مگر یہ ڈر ہے کہ اٹھ نہ جائے مکاں کی تنگی سے تنگ ہو کر

قدم جو اوسکے مکاں میں رکھوں نہیں ہے ممکن کہ ہوں نہ زخمی
لگائے ذروں نے مجکو چھرے ہر ایک ذرہ زن تفنگ ہو کر

جو سخت دل گر دشمنوں سے چھوٹے تو پھوٹے اور انکو ہوس ایذا
ہمنکو زخمی کرے مقرر جدا فلاخن سے سنگ ہو کر

عبور دریا میں ساتھ ہے میری تقدیر کی برائی
بچا ہی کشتی ہے یہ دانت ہیں جو آرہ پشت نہنگ ہو کر

نہاں تھا آنا کہ ہو ظاہر عیاں تھا جانا کہ ہو ن ما ہر
وہ دل میں آئے امنگ ہو کر گئے تو چہرے کا رنگ ہو کر

بہت فرنگی بچوں کی صحبت کا شوق اب ہے جا جیو ہے ہمکو
حرم کو تم سیدھی راہ جاؤ ہم آرہینگے فرنگ ہو کر

کہاں طریق جنوں میں ہمسایہ ہے کوئی آماجگاہ آفت
چھپا جو تلووں میں اپنے کانٹا وہ دل میں بیٹھا خدنگ ہو کر

عجب ہے انسان دم مصیبت کرے جو لب سے بیوفائی
کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے بہم ہیں گردش میں سنگ ہو کر

ہوئے تھے ہندو بچوں کے عاشق شہید ہونے کی کیا خبر تھی
نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اڑیگا ہولی کا رنگ ہو کر

اثر نہ جائے کسیطرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا
فلک جو قصر وسیع بھی دے وہ قبر بنجائے تنگ ہو کر

گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا پا میں گل
وہ فصل ہے اب اگر میں سونگھوں تو پھول غنچہ ہو تنگ ہو کر

جواب خط وہ ادھر سے آیا کہ دل کیا اے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھر اوہاں سے خدنگ ہو کر

نہ کور باطن ہو اے برہمن ذرا تو چشم تمیز وا کر
خدا کا بندہ بتوں کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جو اوڑھنی ڈھلکے پہلو سی انجمن مین دو زانو بیٹھے ہین جبین جھکا کر
تڑپنے درد جگر کے دلکو ٹپک پڑا ہی اٹھا اٹھا کر

شرر سے کہدو کہ پست فطرت بھبھکتا ہے کیون سخن تیز ہو کر
یہ کیا سمجھ پہ پڑے ہین پتھر ارادۂ منزل فنا کر

قدم کو لغزش زبان کو لکنت ہے رعشہ ہاتھونکو سر کو جنبش
کدھر گئی ہای نوجوانی ان آفتون مین ہمین پھنسا کر

جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب سرا تھی
ہوا نہ ہمراہ یون ہی اتنا کہ ساتھ لیتے تجھے جگا کر

نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہین ہے کچھ اعتبار اسکا
کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر

بپا ہے طوفان بے ثباتی رواروی مین ہین غنچہ گلچین
ہوا مین ناحق بھرا ہوا ہی حباب دریا مین گھر بنا کر

چمن ہے کشتوں کا تیرے مدفن ہے لالہ و گل نہین شگفتہ
صبا نے گویا کہ تربتون پر چراغ روشن کیے ہین لا کر

نہین ہے کوئی جہان مین باقی چلیگی اب تیغ ناز کس پر
مگر ترے قتل گہ مین لاشین مسیح مردے جلا جلا کر

اوسیکا ہے رنگ یاسمن مین اوسیکی بو باس نسترن مین
جو کھٹکے بیٹھا بھی اس چمن مین خیال آوارہ آشنا کر

بلا ہے حرص و ہوائے دنیا کہ سب جکڑ مین ہین اسکے انسان
کیا پریشان آندھیون نے تمام ذرون کو خاک اڑا کر

جو آئینہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے
خدا نہ منہ غیر کا دکھائی فروغ عارض ترا دکھا کر

سخنورون سے معاملے مین سوائے ذلت حصول کیا ہے
چمن مین سمجھے جو ہمسے تو ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر

یہ کسکی تیغ جفا کا یارب ہر ایک لب پر ہے [illegible]
ہلال کی ہے خمیدہ گردن سپہر چلتا ہے سر جھکا کر

شبیہ نظر ہے کسکی کہ کوئی پوری نہین اوترتی
مٹا دیے صانع ازل نے ہزارون نقشے بنا بنا کر

زمانہ ہے دل جلون کی محفل سپند سے کم نہین تپش لے
کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل اس انجمن مین کبھی بپا کر

ہو بزم جانان حشر برپا غضب کا دل کے یہ تھا تقاضا
مگر پڑی ہی مشکلون سے روکا ادب نے زانو دبا دبا کر

جو اب کھلتی نہین ہین اپنا فسونگر مجلس بھٹا کے آنکھین
فریب ہی ہین اک جہان کو نئے نئے شعبدے دکھا کر

ذرا اسیر کھٹکے نے نیند اڑا دی کہ چوٹ پتھر پہ جب لگائی
صدا یہ گوش شرر مین آئی کہ خواب سنگین سے چشم وا کر

امیر میری رگ گلو کو یہ تیغ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آ کر جو بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

ہوا سوا ہمکو جوش وحشت چمن مین روز بہار جاکر
گلون نے ہنس ہنس کے مارڈالا ملایا غنچون نے مسکرا کر

نہ پست ہین ہم کہ پانون اپنے نکلے ہین عرش تین جاکر
کبھی جو چوکھٹ پہ سیکڑے گرے ہین نشہ مین ٹکر کھا کر

عبث ہے مغرور تجکو نخوت نہین غریبونکو تیری پروا
خدا ہی ہے مور ناتوان کا جو تو سلیمان ہے تو ہوا کر

یہ ظلم سارے ہین چند روزہ ہے اکدن انتقام کا بھی
امیر حمام گرم کرلین فقیر کا جھونپڑا جلا کر

خیال گیسو مین دل ہمارا جو آج کی شب الجھ رہا ہے
کہان سے لایا ہے یا الٰہی یہ گھر مین کالی بلا لگا کر

شب جدائی ہوئی یہ حالت رہی تپ درد غم کی شدت
جو ہوش آیا تو ہمنے ٹیکا زمین پہ تکیے سے سر اوٹھا کر

خدا ہی باندھے ہوا کچھ ایسی کہ دل ہو وسعت گریز غم کا یا نی
کیا ہے لوگون نے آگ اوسکو لگا لگا کر بجھا بجھا کر

عیان جو سرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہوا یہ ہوکا
ترے شہیدون مین ترک گردون ہوا ہے شامل لہو لگا کر

نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ بھولینگے بے تامل
ہماری تربت پہ اقربا نے کیا ہے اندھیر خاک اوڑا کر

نبی نے چھوڑا ہے ہمین قرآن سمجھے کوئی تو خود ہی جاہل
قصور رہبر نہی ہو جو اندھے گئے خضر رستہ بتا کر

طبیب سے کوئی جاکے کہدے دوا کی ہے فکر تجکو بیجا
یہ درد دل ہے علاج کیسا خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کر

بجا ہی چاہ ذقن کو تیرے کہے اگر خلق چاہ زمزم
مریض اچھے ہوئے ہین آکر اسی کنوئین مین نہا نہا کر

عدد ہے پہلو ہی کسکا پہلو کہ سارے اعضا ہمو ہین دشمن
فشار دیتے ہین زندگی مین ہمارے پہلو ہمین دبا کر

رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا
زمین پہ آئے جنان سے آدم فریب شیطان سے داغ اوٹھا کر

بہار آئی چمن مین ساقی ہمین بھی کردو رجام سے خوش
نسیم گلشن لٹا رہی ہے گلون کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیر قسمت مین جو لکھا ہے ادسیکا ہر روز سامنا ہے
خدا ہے مالک خدا ہے رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف راے ثقیلہ

منھہ پھیر نہ کر وطن کیطرف یون وطن کو چھوڑ
چھوڑی جو بو نے گل کیطرح سے وطن کو چھوڑ

اے روح کیا بدن مین پڑی ہے بدن کو چھوڑ
میلا بہت ہوا ہے اب اس پیرہن کو چھوڑ

کیا لطف اگر لچی پہ فلک ہم بھی آگئے
سیدھی طرح سے راہ پر آ اس چلن کو چھوڑ

ہے شمع کو ہوس کہ نہ چھوڑے بدن کا ساتھ — غربت پکارتی ہے کہ غافل وطن کو چھوڑ

کھینچی ہے بوے گل سے صبا آکے صبحدم — اب کچھ ادھر ادھر کی ہوا کھا چمن کو چھوڑ

تلوار چل رہی ہے کہ یہ تیری چال ہے — اے بت خدا کے واسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش نکر یار کا رخ کھینچ زلف کھینچ — کھینچا نہ جائیگا کبھی اوسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑ کر — اے بت امید خیر نہ رکھ برہمن کو چھوڑ

عریان محض مجکو نہ کر کچھ خدا سے ڈر — چادر تو اے فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سواے حق ہے کسیکا کہان وجود — باتین خودی کی خوب نہین ما و من کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے پھرتا ہے چوکڑی — اے وحشت اب تھکا کے غزال ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہے کیا جدا — دولھا سے کہہ رہی ہے قضا اس دلھن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھ کوچۂ محنت سے ہاتھ اوٹھا — اے دل ہواے زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر مین راحت کہان امیر
آرام چاہتا ہے تو مشق سخن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا ہوش ربا ہین تری تلوار کے انداز — سیکھی ہے یہ شاید تری رفتار کے انداز

اک جلوے سے مین غش کر گئے ای حضرت موسیٰ — ہوتے ہین یہی طالب دیدار کے انداز

ہنگام غضب منھ مین زبان کرتی ہے لغزش — ہین محتسب شہر مین مے خوار کے انداز

طوبیٰ کے تلے برسون ہی فردوس مین بیٹھے — پائے نہ ترے سایۂ دیوار کے انداز

کیا ناز مین صاحب تحسین یکتاے جہان ہو — دیکھو تو ذرا اور بھی دو چار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہین کہتے ہین ہنسکر — انکار مین بھی صاف ہین اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجر قاتل — ظالم کی کھنچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز

جب چوکڑیان بھرتے ہوے جاتے ہین آہو — یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز

انصاف تو فرمائیے کیونکر میں دکھاؤں
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھیں تہ خنجر بھی ہیں دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز

ہر موج سے اک لغزش مستانہ ہے پیدا
ہیں آب رواں میں تری رفتار کے انداز

کن آنکھوں سے دیکھوں میں نزاکت رگ گل کی
پھرتے ہیں نظر میں کمر یار کے انداز

عیسے میں تری چال ترے ناز کہاں ہیں
ہاں باتوں میں البتہ ہیں گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا ہو چلا ہے سوے گلشن
اچھے نہیں کچھ نرگس بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اوس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہیں عیسے ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچاں دراز
عمر خضر ایسی کہاں جاناں دراز

ہر مصیبت میں رہی میرے شریک
یا خدا عمر شب ہجراں دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئے
کر کے دست ظلم وہ مژگاں دراز

کیوں نہ دعوی تیرے قامت سے کرے
قد صنوبر کا ہے اے جاناں دراز

اہل دنیا کی ہوس ہے اے امیر
مثل موے قید ہی زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہوں اس لیے صنم بیوفا کے پاس
پہونچا جو اوسکے پاس تو پہونچا خدا کے پاس

یوں دل مرا ہے اوس صنم بیوفا کے پاس
جس طرح آشنا کسی نا آشنا کے پاس

پہلو میں دل کے جا ہے تصویر یار کی
بتخانہ بھی ہے حرم کبریا کے پاس

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
فریاد کو ہمارے چلے ہو خدا کے پاس

ثابت ہوا یہ گر ہم گلے ہی سے یار کے
نکلی نہیں ہے ہو کے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے وار
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا
کیا بو سے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس میں خدا
حاجت نہ لیکے جاؤں کبھی اغنیا کے پاس

انصاف کر کہ ہجر میں کیونکر میں جان دوں
قاتل کہاں ہیں تیری ادائیں قضا کے پاس

مجروح لاکھوں جنبش مژگان سے ہو گئے
کیا کیا کٹاریاں ہیں تمھاری ادا کے پاس

مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقوں کو اب
جب پوچھیے قضا کو ہے اونکی ادا کے پاس

رہتے ہیں ہاتھ باندھے ہوے گلرخان دہر
یارب ہے کس غضب کا فسون دست حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہیں ہم حسن و عشق کا
آئینہ دیکھتے ہیں وہ مجھکو بٹھا کے پاس

آئی قضا جو حسرت پابوس میں تو خیر
بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترے
لٹکا عجب یہ ہے تری زلف رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہے اتنی گیسو کے دل امیر
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئیں پہن پہن کے نئے گلبدن لباس
یارب ہزار رنگ سے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرایش بدن
اک روز فرش خاک ہے مسند کفن لباس

کیا کیا بتوں کو دہر میں آراستہ کرے
اوترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس

پھاڑوں میں اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن
پہنائے یوں حیا مجھے چرخ کہن لباس

کہدو قریب آئی سواری بہار کی
پہنے نیا اوتارے پرانا چمن لباس

دزد کفن کا گور کی منزل میں خوف ہے
اس راہ میں بھی لوٹتے ہیں راہزن لباس

نافے لٹائیں قیمت مشک ختن ٹپکے
پائیں ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر
پہنیں کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہے عید گاہ میں بھی تماشائے بوستان
کیا لعل لعل پہنے ہیں گل پیرہن لباس

عریان تنوں پہ تیرے ہے اللہ کا کرم | گذرین ہیں مدتیں نہیں ہوتا کہن لباس

ٹکڑے ٹکڑے یار وطن میں دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجر یار میں اپنا جگر ہے دل کے پاس | بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس
تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جا بیٹھینگے بزم غیر میں | دیکھا زحل کو خواب میں ہمنے مہ کامل کے پاس
لیلی حسین تم ناز میں وقت سفر ای مہ جبین | ناقہ ہونا تھے کے قرین محمل رہے محمل کے پاس
ہوں وہ گدا ہے مجتمع گھر میں مرے خلق خدا | گویا کہ نقش بوریا ہی نقش حب عامل کے پاس
کیونکر ہوا اوس رخ پہ خط چاہ ذقن ہی خوشنما | سرسبز رہتا ہے بہت جو کھیت ہو ساحل کے پاس
پیری میں باقی ہیں کہاں ہوش و خرد تاب و توان | لٹا گیا یہ کاروان پہونچے جو ہم منزل کے پاس
زاہد جو تنہائی میں تھا کچھ مجکو باتوں کا مزہ | لازم تھا کنج انزوا ایخواروں کی منزل کے پاس
نزدیک وصل دلربا دل کو تسلی ہی بجا | لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس
یہ فوج غم آ کر گری اک دم میں ساری لٹ گئی | جتنی متاع صبر تھی مجھ خستہ جا نکی دل کے پاس
حیمین سما جائیں گہر اس چشم تر کے سربسر | دامن دریا نای چشم تر ایسا کہاں ساحل کے پاس
بیمار ہجر یار ہوں علیلی سے میں بیزار ہوں | دیوانہ ہشیار ہوں جاتا ہوں کب عامل کے پاس
ناوک فگن شکر خدا سینہ ہدف تو نے کیا | پیکان تیر وہ بیٹھا رشل جگر سینے دل کے پاس
جبتک کہ ہی سر دوش پر جائیگا کیونکر دردسر | صحت کہاں لیلے گئے گھر جیسے کسی قاتل کے پاس
آنکھیں تری سفاک ہیں خونریز ہیں چالاک ہیں | دو ساحر بیباک ہیں بیٹھے ہیں دونوں ملکر پاس
کیا ذکر اہل سیم و زر سلطان گدا ہوں بے تیر | وہ بھیک دینے کو اگر آئیں کبھی سائل کے پاس
دنیا سے راحت دور ہے سرکش بہت مغرور ہے | تاج سر فغفور ہے کاسہ نہیں سائل کے پاس
محفل میں وہ زہرہ جبین گردا سکے سازندے ہیں | گویا کہ ہیں محفل نشین انجم کامل کے پاس
کیا حسن فرخ فال ہے جادو کی وہ تمثال ہے | چاہ ذقن پر خال ہے زہرہ چہ بابل کے پاس

مرتا ہون خواب عیش پہ بھولون میں قتل اگر
پہونچے مقر لوٹ کر سر زانوی قاتل کے پاس

سن جو امیر ایدل کہے تا پہر نہ تو صدمے سہی
ناقص پہر ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یونہی مرے پیک آہ کی گردش
ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش

کسیکا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہے
دہائی دیگی رسالت پناہ کی گردش

جو گردباد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
کہ سارے خلق کو ہے ایک راہ کی گردش

بجا ہے تیغ نگہ ہے جو آمد ادائے ترک
پہر ابھی سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

ہزار بار ادہر کی اودہر کرے دنیا
اسی طریق سے ہے چتر شاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہے اوسکے شہر بشہر
کہ سان ہے تری چشم سیاہ کی گردش

پھنسینگے حشر مین فریادرس جو غافل ہین
فلک نپائیگا تیری نگاہ کی گردش

صفت ذرہ کو وہ دیتا ہے جنبشین ہردم
کہین فقیر سے افزون ہی شاہ کی گردش

تمہاری گرمی رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

اوٹھاؤ پردہ رخ کب سے دوڑتی ہین غیب
پسند شاہ کو ہے خود سیاہ کی گردش

دہوئین اوڑائے زحل سے مقابلہ کرکے
بنی ہی شعلہ جوالہ راہ کی گردش

فلک بنے جب کوئی چکر پڑا دیا مجکو
کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

بنینگے نہ ورق چرخ پر دو اثر داغ
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

رہی جو یونہی مرے کلک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جاکے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائیگی طلب عز و جاہ کی گردش
بنیگی حلقۂ زنجیر راہ کی گردش

نہین ہی جنچ یہ بیوجہ ماہ کی گردش
جو آئی حشر مین یاد اوس نگاہ کی گردش
مکان یار مین تب دخل مہر نے پایا
کسیکے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کجرفتار
لگا کے سرمہ نظر اوسنے پھیر لی ہمسے
کسیکے کوچۂ گیسو مین دل ہی سرگردان
جو کچھ نصیب مین ہی اے ہوس وہ ملتا ہی
خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہے
یوہین زمانہ ہے اندھیر میری آنکھون مین
تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
برنگ جادۂ صحرا ازل سے ہی وحشت

پھرا رہی ہے کیسکی نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی داد خواہ کی گردش
جب اوسکے کوچے مین دوجا ماہ کی گردش
زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش
اثر دکھا گئی بخت سیاہ کی گردش
گدا کے پانون ہین اور کوہی شاہ کی گردش
پھرا ہی سر جو اوٹھاؤن مین راہ کی گردش
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش
فلک بناتی ہی کیون دود آہ کی گردش
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش
مرے نصیب مین لکھی ہے راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ تنگ ہو گئی ہی امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہی راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہی وصل کی اوقات کی تلاش
یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہی
بوسے کی آرزو ہی ہمین مفلسی مین یون
پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
جز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین
کب بھولتی ہے یاد خط و زلف یار انھین
حضرت کو گر نہین عمر ہی پروا تو غم نہین
ہی میکشی کا دھیان عبادت کے وقت مین

طاؤس کو ہمیشہ ہے برسات کی تلاش
نادان ہی دیکھے دل جو کرے ذات کی تلاش
جیسے گدا کو ہوتی ہی خیرات کی تلاش
بے عقل ہے جو دن کو کرے رات کی تلاش
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش
دن رات عاشقونکو ہی آفات کی تلاش
بندے کو کب ہے قبلۂ حاجات کی تلاش
مسجد مین بیٹھکر ہے خرابات کی تلاش

شہرے سے حسن کے ہوئے مشتاق یار ہم
ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ

سنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش
کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

ای شیخ ہی **امیر** تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زلف سیہ فام کی حرص
ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص

ہیری آنکھون کو مرے کانون کو
ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل ست مجھے رکھتا ہے
جم نہین ہون جو کرون جام کی حرص

باغ عالم مین ہے عنقا کی طرح
بے نشانی مین مجھے نام کی حرص

ہے عجب درد محبت مین مزا
اس مرض مین نہین آرام کی حرص

نام محبوب رہے ورد زبان
کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص

نظر آجاے جو وہ مصحف رخ
ہندؤن کو بھی ہو اسلام کی حرص

عاشق خانہ خرابی ہین ہم
کسکو ہے زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہے وہان سے پر زے
اسپہ قاصد کو ہے پیغام کی حرص

ابھی پختہ نہین وہ سیب ذقن
کیجیے کیا طمع خام کی حرص

لب شیرین پہ ترے خط نکلا
اب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص

عشق نے سب سے کیا بے پروا
ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص

ہجر جانان مین نہانا کیسا
خاک مردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہین ہم جامۂ عریانی مین
کسکو ہے جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہین جو چوٹی مین ترے
عندلیبون کو ہے گلدام کی حرص

ہجو مینکش ہی لب واعظ پر
دل مین پوشیدہ مے و جام کی حرص

لیگئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اوس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص
وہ سب ہین خاک روضۂ شبیر کے خواص

حیرت مجھے ملی ہے جو تمکو ملا ہی حسن
دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص

دنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاک پا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہی یہ بھی اوسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص

اوترے نہ مر کے بھی تری عاشق کے پانو سے
زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص

آتی ہی خاک گور غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھہ مین شور رستخیز کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اوٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

شکل تری حضور کو گھر رات کاٹ ح
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہی شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ
کچھہ میرزا کے مجھہ مین ہین کچھہ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہین ہے کوئی امیر
آجاتے ہین مرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہی نہ کچھہ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور ہین ہمکو ہے وہان سے غرض

تمھارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
زمین سے کام نہ کچھہ ہمکو آسمان ہی غرض

تمھاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا مین
نہ کچھہ یہان سے غرض ہی نہ کچھہ وہان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہی رنگ
بہار سے ہی نہ مطلب نہ کچھہ خزان سے غرض

خیال ہی کہ جو برق آئے منفعل تو پھرے
نہیں کچھ وحشی و خار آشیان سے غرض

بتا مکان کا پوچھا تو اوسنے ہنسکے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہی مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شب وصال مین ہی کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس مین کہان وہ کمسن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچۂ جانان مین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہی تو اتنی ہے آسمان سے غرض

ہجوم اشک سے جانِ عزیز کہتی ہے
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہے دیر سے ہمکو
سر نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جلائے دل عاشقون نے کیونکر نہ وقت نظارہ تاب عارض
وہ رُوے روشن ہے مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہمسے ایمان کی بات پوچھو کہان ہے جواب عارض
اگر وہ عارض ہی مصحف رب غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہی اعجاز حسن بیشک پر ہو نہ زمانہ مطیع کیونکر
جمال اوسکا ہی وہ پیمبر ہے جسپہ نازل کتاب عارض

بیان توصیف خال و خط مین جو کوئی لکھی تو بس یہ لکھیے
یہ خط گلزار صفحۂ رخ وہ نقطۂ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا کیے ہین پر نور دونون عالم
فلک پہ ہی آفتاب خالق و زمین پہ ہی آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہی ایسا کہ ہون مثنا سب تمام اعضا
اوسیکا گیسو جواب گیسو اوسی کا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتائے وہ چہرے سے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق کو بھی نہ آئے کبھی الٹ کر نقاب گیسو

کہون جو جنت برین مین گلبن تو نامناسب نہین کہنا یہ
ہزار و ہفتاد و یک عدد ہین کیا ہی مینے حساب عارض

شراب پی کر وہ مہر طلعت گزک کا ہستی مین ہو جو طالب لب
کباب ہے تاب کی مچھلیونکو کرے وہین التہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہی یہ رشحہ ہی آب باران
غلط نہین اب خط سیہ پر جو ہو گمانِ سحاب عارض

ہوئی ہین ہم محو حسن ایسے کہ علم ہی اور طاق نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتاب عارض

نہیں ہی ممکین میان فانوس ہو جو پوشیدہ شمع روشن
اگر پڑینگے ہزار پردے نہونگی وجہ حجاب عارض

برنگ وردہ لبان شبنم ہزار دیدار کے ہین طالب
دکھائیے آفتاب عارض دکھائیے آفتاب عارض

کمو دخط سیہ اگر ہے تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہی تمکو صدقہ دینا گہن مین ہے آفتاب عارض

کہیں ہے چاردہ اگر ہم تو ہو یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہر نصف النہار سے ہے سنا ہی ہمنے خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہمنے وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف خطی

آیا ہے بندھ کے تیر مین مجکو اودہر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خون جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا ادہر سے خط

مضمون اسمین ہین کمر یار کے رقم
آتا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کس طرح نہ پریشان ہون غریب
اک عمر ہو گئی نہین آیا ہی گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چڑھیے نہ ماہتابی پہ اوٹھے ہوے نقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہل وطن کے بھلا دیے
بھیجون کسے مین لکھ کے الٰہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت ہے یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرط سرور مین
ایدل نہ شاد ہوکے لگا چشم تر سے خط

اونکو غرور حسن ہو مجکو غرور عشق
آئے کبھی اودھر سے نجائے ادھر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا اودھر سے خط

آنسو روان نہین دم تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہجوم شوق مین آیا اودہر سے خط

لکھتا ہون فرط شوق مین مین بار بار خط
لکھتا نہین ہی ایک مجھے وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہی وہ
لکھے ہین ایک روز مین مینے ہزار خط

کیا شوق ہی بنا کے کبوتر کو نامہ بر
ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال
خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسیکو کرے نامہ وہ رقم
جب تک نکالتا نہین اوسکا عذار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا یہ کیا ہوا
ڈوبا کہ جل گیا مرے پروردگار خط

لکھا ہے اپنے ہاتھ سے اوسنے یہ نامہ پر
آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

یسین کے بدلے اوسکو پڑھو میرے سامنے
آجاے یار کا جو دم احتضار خط

وہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزار ہا
پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اوسنے مجکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظاے معجمہ

جان بزم ہے معشوق غنیمت واعظ
خلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کرلونگا کچھ انکار نہین
مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستون کا ہی رویان رویان
کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور
کہین انکو بھی نہ آجاے حرارت واعظ

حق بجانب ہی جو زہاد کی تعریف کرے
تو نے رندون کی اوٹھائی نہین صحبت واعظ

درد دل کون سنے ذکر جو مین کرتا ہون
اور اولٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان ہوتے ہین
در میخانہ نہین ہے در جنت واعظ

ہمسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان
کہین آجاے تجھی پر نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ
رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام مے دیکھ کے جامے سے ہوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری حرمت واعظ

بات کیا سیدھی قطرے سے نہیں لیتا ہے سلام
گھر میں اللہ کے رکھ یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
سر پہ مستوں کے ہے اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ میں ہے باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہیں وہ حوروں کا امیر
کبھی سمجھیگا نہ رندوں کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہے تجھے کیوں آئی ہے شامت واعظ

فصل گل میں بھی ہے محروم مے گلگون سے
دن تو اچھے ہیں بری ہے تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اوٹھے
تا کجا تذکرہ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہیں
کچھ تو ملتی ہے زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اوٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہے موقوف عذاب اور ثواب
ہے یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ میں تیرے بھی کچھ ملتی ہے لذت واعظ

قبر پہ سنگ کی جا چاہیے خشت سر خم
کر اوٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایک دم ذکر سے اوسکی نہیں تھمتی ہے زبان
دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانہ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہے زیارت واعظ

دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے کہ مے ہے کیا چیز
نہ بصیرت ہے تجھے ہے نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جائے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

چپ بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ
مغز رندوں کا کھا گیا واعظ

ترے کہنے سے رند جائیں گے
یہ تو ہے خانۂ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیا خدا اکا ہے دوسرا واعظ

بے خطا میکشوں پہ چشم غضب
حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہیں قحط شراب سے بیمار
کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے میں ساری عمر
کبھی میخانے میں بھی آ واعظ

سجدے کر رہا تھا منبر پر
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دخت رز کو برا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ

آج کرتا ہوں وصف مے میں امیر
دیکھوں کہتا ہے اس میں کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیش رخ پر نور ہے ہر دم سحری شمع
کیوں شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہے وہ روشن ہے شب بھر
پائے ترے کانوں کی کہاں جلوہ گری شمع

کس مہر درخشاں کی طرف دیکھ رہی ہے
بے وجہ نہیں ہے تری آنکھوں کی تری شمع

پروانوں سے ہوتا ہے جو رخصت تجھے ہولے
آتی ہے کوئی دم میں نسیم سحری شمع

ظاہر میں ہے معشوق تو باطن میں ہے عاشق
سیرت میں ہے دیوانہ تو صورت میں پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہیں تجھ کو
پروانے سے اچھی نہیں یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگوں کے پروبال جو پھونکے
یہ بھی ہے کوئی شیوۂ بیدادگری شمع

سبزہ ترے کانوں کا اگر عکس فگن ہو
شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہے عاشق
زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھوں میں تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گل کر گئی محفل میں نسیم سحری شمع

پروانے کریں کس سے بیان حال دل اپنا
سنتی ہے نہیں شکوۂ بے بال و پری شمع

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق
پروانہ جلے خود تو خطا سے ہے بری شمع
محفل میں کھلے بالون حسین کیا کوئی آیا
ہے وجہ نہیں تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہین امیر اشک جو اسکے تو اثر کیا
ہے سوز و گداز غم الفت سے بری شمع

میرے دل مین نہین ہین ارمان جمع
گھر مین اللہ کے ہین مہمان جمع
سیکڑون عیش کے ہین سامان جمع
پر نہین خاطر پریشان جمع
جوش سودا خیال خط غم زلف
ہین پریشانیون کے سامان جمع
آرزو و داغ بیکسی حسرت
کیسے کیسے ہین دل مین مہمان جمع
ہم کوئی روکنے سے رکتے ہین
در جانان پہ کیون ہین مہمان جمع
ایک دل کے ہزار دل ہو جائین
اس لیے کر رہا ہون پیکان جمع
جنس ٹپڑو تم ہمارے رونے پر
لطف دین ہون جو برق باران جمع
آرزوئین تری ہین دل مین بھری
یا پری خانے مین ہین پریان جمع
ای جنون کب سے دونون ہین مشتاق
آج ہو جائین جیب و دامان جمع
آج اوٹھینگے زخمیون کو مزے
ہو رہے ہین وہان نمکدان جمع
گرہی طبع کی روانی ہے
چار دن مین ہے اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل مین ہین سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہے جو چمکاتی ہے تیغ
یا پری کہسار سے کھینچے ہوے آتی ہے تیغ
جب گنہگارون پہ تیرے رحم فرماتی ہے تیغ
ابر رحمت بنکے مقتل مین برس جاتی ہے تیغ
واہ رے شوق شہادت ایک گرتا ہے ایک
عمر گذری ہے کہ دم لینے نہین پاتی ہے تیغ

چین پیشانی پر ابرو پر شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہے تیغ

رو چین قالب سے نکل آتی ہین ہارے شوق کے
میان سے اوسکے نکلنے بھی نہین پاتی ہے تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلین یہ بانکپن
قہر کی چالین تجھے ای ترک سکھلاتی ہے تیغ

سخت جانی نے خجل کس کس کو مقتل مین کیا
اوس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے شرماتی ہے تیغ

بسملون کا جذبۂ شوق شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہو کر خود نکل آتی ہے تیغ

آبرو یہ الفت دندان قاتل مین ملی
اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہے تیغ

چاہتی ہے بے مشقت سرخرو ہو جایئے
قتل ہو جانے کا بیڑا مجھ سے اوٹھواتی ہے تیغ

ہے یہ بازار جزا لے تیغ زن اپنی جنس
دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوئے آتی ہے تیغ

سخت عاجز ہے ہماری سخت جانی دیکھکر
پیستی ہے دانت سر پتھر سے ٹکراتی ہے تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھل جائے گا
تشنہ مرے زخمون کا کیون رک رک کے کھلواتی ہے تیغ

کیا عروس مرگ کا دولہا بنائیگی اسے
سرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہے تیغ

ہے پری آنے مین بجلی سے سوا جانے مین ہے
ناز سے آتی ہے اور انداز سے جاتی ہے تیغ

خضر رہ بھی ہے فقط رہزن نہ اسکو جانیے
جان لیتی ہے تو منزل پر بھی پہونچاتی ہے تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آتا ہے رحم
حلق مین دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہے تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجکو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہے تیغ

مجرمان عشق کو کوئی دم مین بیڑا پار ہے
آج کل دریاے رحمت بنکے لہراتی ہے تیغ

بسملون کے خون سے قاتل اسے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبان خشک دکھلاتی ہے تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہے سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجکو دکھلاتی ہے تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا چلے مہ رو چراغ
ہاتھ سے اپنے جلائے تو جلے اے گلرو چراغ

انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر پھولونکی ہی خوشبو چراغ

وقت گریہ یادگیسو بخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھو نمین آنسو ہین ضرور
نور تب دیتا جب روغن سے مملو ہو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہی طعنہ زن
اے مہ تابان ہو گردون پر نکلکر تو چراغ

فرقتِ محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہے نظر مثلِ گلِ شبو چراغ

جوشِ وحشت مین بیابان مرگ قسمت ہو گیا
قبر پر راتون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

ل کے منہدی پانؤنمین جب وہ ہوے گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہوگئی ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

چھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہوگئے روشن میانِ کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شب کو تصور کسکے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اوس پہلو چراغ

ایک سے ہی ایک کو اس محفلِ عالم مین فیض
شب کو ہی آنکھون کے حق مین قوتِ بازو چراغ

کسکی زلف مشک سا کی لائی ہی خوشبو صبا
مشکبو شمعین سر محفل ہین عنبر بو چراغ

صاف محراب حرم ہے ابروے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو تہ ابرو چراغ

روشنی اوسکی ہی شب بھر یہ روشن آمدن
کیا چراغِ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہی پر داغ اشکون مین ہین لختِ دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنارِ جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجاے چراغ

گلہ نہین ہے اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوون نے مری قبر پر جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئی ہین وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیاے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا غضب کی چلی یک قلم بجھائے چراغ

موے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہد پیری مین — نسیم صبح سے جس طرح جھلملائے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے — خدا کی شان کہ پروانہ آشنائے چراغ

جہان کو فیض ہے مجسے مین قید کلفت مین — مکان مین نور اندھیرا ہے زیر پائے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ و روغن — جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنائے چراغ

عبث ہے سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا — وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھائے چراغ

عبوں رہا ہی تا صبح یاد عارض مین — کبھی جلائے کبھی رات کو بجھائے چراغ

خدا ہے دل جو بچے حادثونکے جھونکون سے — کہان تلک تہ دامن کوئی چھپائے چراغ

رہے نہ داغ جوانی امیر پیری مین — جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

ردیف فا

زلفیں آئی ہین لٹک کر جو رخ جانان کیطرف — پانوں پھیلائے ہین اس کافر نے قرآن کیطرف

گھر سے اُٹھے تھے کہ جائینگے گلستان کیطرف — وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف

پھول مرجھا جائین شاخون پر شجر ہو جائین خشک — مین جگر تفتہ جو جانکلون گلستان کیطرف

دل سے اک اک گور سے ہم دیر تک رو یا کیے — لیگئی عبرت جو کل گور غریبان کیطرف

رہگیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے — تو ہی اب آہ پاس ہو جا میرے ارمان کیطرف

ہون وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہے یہ مزہ — دیکھتے ہین زخم حسرت سے نمکدان کیطرف

ہو چکین وہ وحشت کی جو تھین چالاکیان — ہاتھ اب برسون نہین اوٹھتا گریبان کیطرف

حشر ہے شہر خموشان مین جو برپا دیکھتا — کسکی میت آئی ہے گور غریبان کیطرف

کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیرون کا خیال — روز آنکلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف

زاہدا تسبیح مین زنار کا ڈورا نہ ڈال — یا برہمن کیطرف ہو یا مسلمان کیطرف

آپ سے جاتا نہین ہر بار مین مجبور ہون — دل کھنچا جاتا ہے میرا کوے جانان کیطرف

چاہتا ہون وصل اوس سے جو دو عالم مین نہین
اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین

مجکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کیطرف
شوق دل لے چل مجھے گور غریبان کیطرف

جا کے اب یارونکی تنہائی مین دیکھون کا امیر
لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کی طرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اوسکی چتون کیطرف
چتونین کہتی ہین ہم ہین چشم پرفن کیطرف

سیر دیکھو دل بھی ہے اوس شوخ پرفن کیطرف
دوست ہوکر بولتا ہے میرے دشمن کیطرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو
وہ چلے تلوار تیری میری گردن کیطرف

اوس رخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہے خلق
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کی طرف

ہاتھ جب اوسپر اوٹھاتا ہے مرا دست جنون
بڑھکے کہتا ہے گریبان مین ہون دامن کیطرف

عارض گلگون سے اولٹی ہے جو اوس گل نے نقاب
بلبلین اب رخ نہین کرتی ہین گلشن کیطرف

گر پڑا کیا کوئی لخت دل کا لعل اے چشم تر
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جو دامن کیطرف

کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف

کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بلبل کو ذبح
اے صبا ہنگامہ کیسا ہے یہ گلشن کیطرف

دونون آنکھون سے ہے میری آبرو برسات کی
ایک بھادون کیطرف ہے ایک ساون کیطرف

ناقبول خلق سمجھا کوئی عالم مین نہین
برق بھی آتی نہین ہے میرے خرمن کیطرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے اللہ رے شوق
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف

میرے گھر آتے نہین اچھا نہ آؤ خوش رہو
خاک اوڑاتے آؤگے اک روز مدفن کیطرف

بھولکر جا جاؤن تو مجھ سے نکرنا کچھ گلہ
اے صبا چلنے کو مین چلتا ہون گلشن کیطرف

آج تک خورشید کا منھ اس طرف ہوتا نہین
دیکھنا آسان نہین اوس روے روشن کیطرف

جب مین کہتا ہون دم آخر کوئی اپنا نہین
تیغ کہتی ہے کہ مین ہون تیری گردن کیطرف

جب بہت تعریف سنتا ہون مین چشم حور کی
دیکھ لیتا ہون ترے گھر کے روزن کیطرف

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مرے
ایک سینے کیطرف ہی ایک گردن کیطرف

لاابالی جب نکل چلتے ہین پھر رستے نہین
بوے گل کب دیکھتی ہے پھر کے گلشن کیطرف

لاکھ او بھارے وحشت دل کوے جانان نے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کیطرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف
رشتہ جو دام کا ہو وہ ایک ایک تار زلف

افسون پڑھو ہزار اوترتا نہین یہ زہر
ہے اوسکی موت ہی جسے ڈس جاے مار زلف

چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے
دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف

کرتا ہے پھنس کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد
مصروف ذکر مین ہے یہ شب زندہ دار زلف

حاضر ہے میری آنکھون سے لو دامن مژہ
منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف

جاؤگے تم جو کھولے ہوے بال سوے دشت
آہو کرینگے مشک کے نافے نثار زلف

سوداگر اپنا دل ہے ٹھکانے ہین اسکے دو
یا سبزوار خط ہے وطن یا تتار زلف

گلزار روے یار کی کیا بڑھ گئی ہے زیب
آیا ہے گھر کے اوسپہ جو ابر بہار زلف

چھٹ جائین دل غریبون کے اے شانہ کر کمک
گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف

جاتا نہین ہے رہرو دل اب کسی طرف
آیا پسند جبسے سواد دیار زلف

بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی
دیتا ذرا جو گل جو ہر عنبار زلف

ایدل سمجھ کے کوچہ الفت مین رکھ قدم
ڈر ہے نہ کاٹ کھاے کہین اوڑکے مار زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہے امیر
ہون پاے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق
ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق

تیرے معشوق خدا کے معشوق
تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے حوروں کے اوٹھاتے ہیں کوئی — آپ کے ناز و ادا کے عاشق

منھ دکھاؤ نہ سناؤ آواز — کان اپنے ہیں صدا کے عاشق

پاؤں رکھتے نہیں بالاے زمین — تیرے نقش کف پا کے عاشق

ان جفاؤں پہ وہی ذوق وفا — ہم تو ہیں اپنی وفا کے عاشق

تجھ سے روٹھے نہیں اے تیغ قضا — ناز کرتے ہیں ادا کے عاشق

شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم — گڑے جاتے ہیں حیا کے عاشق

مہندی ملواؤ نہ تم غیروں سے — رنگ لائینگے حنا کے عاشق

دیکھیے حشر میں کیا ہوتا ہے — ہم ہیں محبوب خدا کے عاشق

رغبت اب دل کو ہے یوں جانب غم — جیسے معشوق کو تا کے عاشق

رات دن ہوتے ہیں اوس بت پہ امیر
سیکڑوں بندے خدا کے عاشق

ہیں نہ زندوں میں نہ مردوں میں کمر کے عاشق — نہ اودھر کے ہیں الٰہی نہ اودھر کے عاشق

ہو وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو — کان وہ ہیں جو رہیں تیری خبر کے عاشق

جتنے ناوک ہیں کماندار ترے ترکش میں — کچھ مرے دل کے ہیں کچھ میرے جگر کے عاشق

برہمن دیر سے کعبے سے پھر آئے حاجی — تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سرکے عاشق

آنکھ دکھلاؤ اونھیں مرتے ہوں جو آنکھوں پہ — ہم تو ہیں یار محبت کی نظر کے عاشق

چھپ رہے ہونگے نظر سے کہیں عنقا کی طرح — تو یہ کہیے کہیں مرتے ہیں کمر کے عاشق

بے جگر معرکہ عشق میں کیا ٹھہرینگے — کھاتے ہیں خنجر معشوق کے جگر کے عاشق

تجکو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمکو — ہم ہیں ناہد ابھی اجڑے ہوے گھر کے عاشق

کیا ہوا ایسی ہیں پریاں جو بلائیں تیری — کہ پریزاد بھی ہوتے ہیں بشر کے عاشق

بیکسی درد و الم داغ تمنا حسرت — چھوڑے جاتے ہیں پس مرگ یہ ترکے عاشق

بے سبب سیر شب ماہ نہیں ہے یہ امیر
ہو گئے تم بھی کسی رشک قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم ہے رہ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہیں دربان درخانۂ عشق

مرکز خاک ہے دردِ تہِ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی میں نہیں عرش سے کاشانۂ عشق
دونوں عالم ہیں دو مصراع درخانۂ عشق

ہر جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس ہے قندیل درخانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہے آنکھیں مری پیمانۂ عشق
جسم یا جوش محبت سے ہے پیمانۂ عشق

ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانے میں نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا میں یہ دو عالم ہو جائیں
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نئی صورت سے پہاڑ
حسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ میں نہیں گرمی کے سوا مثل سپند
برگ و بر دود و شرر ہوں جو اُگے دانۂ عشق

عین مستی میں ملے ہیں مجھے گوش شنوا
سن رہا ہوں میں صدائے لب پیمانۂ عشق

آ رہے باغ جنان سے جو زمیں پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانۂ عشق

معتقد کون نہیں کون نہیں اسکا مرید
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہے دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یکدانۂ عشق

زلف معشوق نہ گھٹ جائے ادب کا ہے مقام
بڑھ چلیں اتنے نہ مولی سر دیوانۂ عشق

سننے والوں کے یہ ڈر ہے نہ جلیں پردۂ گوش
کیا سناؤں کہ بہت گرم ہے افسانۂ عشق

خاک درکار ہے وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اگتا ہے کوئی دانۂ عشق

کہتے ہیں مرگ جوانی جسے سب اہل جہان
اپنے نزدیک ہے وہ بازی طفلانۂ عشق

آہ عاشق سے ہوئی غفلت معشوق نہ کم
خواب تھا حسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بخت برگشتہ ہوں تب بھی نہیں جاتا یہ غرہ
نہ کرے یاد وہ جو واژون بھی ہو پیمانۂ عشق

طور پر کہتی ہے یہ شمع تجلی کی زبان
سرمۂ حسن ہے خاکستر پروانۂ عشق

طالب درد ہے اس درجہ مرا طائر دل
ٹوٹ پڑتا ہے یہ جس دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ قدمون سے لگا ہے مرے حسن
ہے مرے پانون مین زنجیر پریخانۂ عشق

مرکے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس بن بن کے چگے گوہر یکدانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہے نسبت ترے دیوانے سے
آشنا ہے یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جس روز نہ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہین گور کنارے مشتاق
دم مین آجائین نہ حورون کے تمھارے مشتاق

دل صد چاک بھی چلین ہے کسی کمرے کی
سر جھکاتے ہین تو گرتے ہین نظارے مشتاق

مست ہونیکا انھین حکم ہے ای نرگس یار
خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون
گل زمین پر ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

استخوا نو کہین جلدی ہو بدن سے باہر
ہین ہما و سگ محبوب تمھارے مشتاق

بیخودی تا بکجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمھارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف رسا سر سے پاؤن تک
لینے لگی بلائین ادا سر سے پانون تک

لاغر ہون اس قدر مجھے پہچانتی نہین
رہ رہکے دیکھتی ہے قضا سر سے پانون تک

رخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اے صنم ہے نور خدا سر سے پانون تک

کھائے ہین ہمنے گل ترے چھلون کے اس قدر
خالی نہین ہے جسم مین جا سر سے پانون تک

گندم نظر گذر کا پھنسائیگی آپ کو
قد ناپتی زلف رسا سر سے پانون تک

دلکش ہے مجھ ضعیف کا ہر عضو جسم یار
ہین کاہ ہون وہ کاہ ربا سر سے پانون تک

دوران سر کے ساتھہ ہی چکر بھی پانون مین
ہون مبتلاے رنج و بلا سر سے پانون تک

موقوف شمع پر نہین کچھہ سوزش درون
جسپر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک

اوبی یہ خار وادی وحشت کی ہی خلش
ایک آبلہ ہے جسم مرا سر سے پانون تک

میرے نگاہِ شوق کی اللہ رے گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھہ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہی خبر
زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسیکی آنکھہ کسیکی نگاہ ہے
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی سے حسن کے وہ ہوا ہی عرق عرق
دیکھو ٹپک رہی ہے ادا سر سے پانون تک

زلفِ دوتا سے آپ ہی اوجھن مین اونکا دل
گھیرے ہی دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اگر مین نہر لبن سے گذر گیا
فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک

تڑپے شبِ وصال نہ کیونکر نگاہ شوق
گھیرے ہوے ہے اونکو ادا سر سے پانون تک

جب مینے فکر کی ترے دانتونکے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچا دے کربلا مین جو بخت رسا امیر
ملیے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

گردن ضبطِ نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اوٹھا ہی ایسا
اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک

کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمھارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر اونکا قاصد
گئے کیونکر پیمبر لامکان تک

غش آیا ہے مجھے مسجد مین لے می
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہی مجھہ پہ صیاد
خبر پہونچے نہ اوسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

مرے ہر عضو کو ہے اوس بت خونخوار سے لاگ
دل کو ہے تیر سے گردن کو ہے تلوار سے لاگ

اوس دلآرام کو ہے میرے دل زار سے لاگ
مژدہ اے مرگ مسیحا کو ہے بیمار سے لاگ

روبھی لین کھول کے دل تو بھی کچھ آنسو تھم جائین
ضبط غم تجکو ہے کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کند تلوار سے کرتا ہے جو عاشق کو حلال
دل مین رکھتا ہے وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی
ہے جو در پردہ اونھین طالب دیدار سے لاگ

پھولنے پھلنے کی نوبت نہین آنے پاتی
کیا خزان کو ہے آہی مرے گلزار سے لاگ

شانے کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہے
جیسے ہے دل کو ترے گیسوے خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
فتنۂ حشر کو ہے یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن
یار سے ہمکو لگاوٹ ہے نہ اغیار سے لاگ

مدد اے پیر مغان المدد اے پیر مغان
بڑھ گئی ہے بہت اب چرخ ستمگار سے لاگ

تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتا ہون
کیا کرون خواب کو ہے دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اونکو نکلنے نہین دیتی باہر
حسن یوسف کو ہے کیون گرمی بازار سے لاگ

بندۂ عشق ہون مین ایک سے دونون ہین مجھے
کچھ نہ کافر سے محبت ہے نہ اغیار سے لاگ

بیطرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون امیر
ہوگئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سنتا نہین وہ دل سے کبھی داستان دل
کس سے بیان کرے کوئی دردِ نہان دل

کرتا ہے آپ آپ جگر کو بیانِ دل
افسانے کی طرح سنو داستان دل

اے شاہ کشور دل و جان جہان دل
قربان ہر ادا پہ دل و جان و جان دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا
سینے مین نام کو نہین باقی نشان دل

ہمراہ دوڑتا ہون مین اوس شہسوار کے
ہے دست اختیار سے باہر عنان دل

جب سے کہ تیر یار کی سینے مین ہے جگہ
خالی نہین ہمارے مرا آشیان دل

حوّا کا عشق قسمت آدم مین جو لکھا
پہلا تھا نقطۂ قلم امتحان دل

بے شبہ اس زمین سے جدا ہی زمین عشق
اس آسمان سے ہے الگ آسمان دل

پھنک جائے صور حشر جو ہونا ہو جلد ہو
کب تک کرون مین ہجر مین ضبط فغان دل

پھولے ہین کیسے لالہ و گل فیض عشق کے
قابل ہے تیری سیر کے یہ بوستان دل

جیسے کہ دھیان ہے رخ تابان یار کا
ہے آفتاب چشمہ چراغ مکان دل

جائیگا کیا تصور خال سیاہ یار
آنکھون مین مردمک ہے سویدا میان دل

حسرت وہی فروغ وہی ہے جلا وہی
کچھ کچھ تو آئینے سے ہے آئینہ شان دل

تو ہے وہ ماہ مصر کہ جاتا ہے جس طرف
رہتا ہے ساتھ تیرے کاروان دل

غصے مین آکے ہاتھ سے پھینکا پٹک دیا
آئینے پر ہوا اونھین شاید گمان دل

ممنون ضعف عالم پیری ہون ای امیر
جھکتا چلا ہے سر طرف آستان دل

داغون سے گل خون کے دوبالا ہے شان دل
بے ماہ و آفتاب نہین آسمان دل

عنقا سے ہے بلند کہین آشیان دل
سنتے ہین نام پر نہین ملتا نشان دل

فیض قدم سے تیرے بڑھی ہے یہ شان دل
ہین ساتون آسمان تہ آسمان دل

دوزخ شرار نالۂ آتش فشان دل
فردوس برگ ریز گل بوستان دل

کعبہ ادب سے آتا ہے میرے طواف کو
جب سے ہوا ہین گوشہ نشین مکان دل

غنچے کے توڑنے کو سمجھتا ہون معصیت
سونگھی ہے جسنے بوے گل بیخزان دل

اتنے لیے پسند ہے مجکو چمن کی سیر
گل شکل داغ دل ہے صنوبر بسان دل

رہتے مین وقت فکر سکندر سے کم نہین
کرتا ہون سر جھکا کے مین سیر جہان دل

آئے نظر نہ عالم عنصر ہو اگر مکین — خالق نے کیا وسیع بنایا مکان دل
معنی نہین ہے اہل صفا کے خمیر مین — دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوان دل
کیا آنسوؤن نے پردۂ الفت کیا ہی فاش — آنکھون سے آشکار ہے راز نہان دل
کرلینگے یاد وسمہ دردندان یار کو — اس طرح موتیون سے بھرینگے دہان دل
ممکن نہین کہ وہم کسیکا پہونچ سکے — کوسون ہی لامکان سے بلند آستان دل
مانند شمع نطق کی طاقت نہین مگر — روشن مری زبان سے ہی میرا بیان دل

دو ٹکڑے ہوا بھی جگر بوالہوس **امیر**
کھینچون جو معرکے مین مین تیغ زبان دل

گل وہ رخ نازک ہے پسینا عرق گل — شبنم سے ہی لبریز یہ گھر یا طبق گل
بلبل کا قفس چھائی کبھی پھولون سے صیاد — اس چرخ پہ بھی چاہیے پھولے شفق گل
تا زیست تھا مجھ زار کو عشق رخ رنگین — ہو غسل و کفن کو عرق گل ورق گل
اوس روی کتابی کا ہی ذکر اور دہن اپنا — بلبل کو فراموش نہو گا سبق گل
ہی فصل خزان مین بھی وہی رنگ بہاران — گل سینۂ بلبل مین ہے داغ قلق گل
کسکے رخ رنگین کا سُنا ہمنے فسانہ — گل کان ہوے کان کے پردے ورق گل
کب خار او جھہ سکتے ہین دامان صبا سے — گلشن کی قلمرو مین ہی نظم و نسق گل
آہون نے کیے سخت جگر برہم و درہم — کیا تند ہوا ہین ہین پریشان ورق گل
آمد ہے یہ گلزار مین کسکی کہ صبا نے — صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبق گل
وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی — بیکار ہے اب تذکرۂ ماسبق گل
تحریر کرے وصف رخ اوسکا تو ہی لازم — کاتب خط گلزار مین لکھے ورق گل
زیبا ہے کہون مین جو فلک خاک چمن کو — پھولی ہے عجب موسم گل مین شفق گل

پائیگا امیر اوس رخ گلرنگ کا بوسہ

بلبل کے سوا کوئی نہین مستحق گل

بجا ہین بلبل و گلچین خراب خندۂ گل
دو آتشہ ہے چمن مین شراب خندۂ گل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل
تو کیون نہو دل بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہے اوس گل تر کی جواب خندۂ گل
تبسم نمکین انتخاب خندۂ گل

کریگی بلبل نالان جو حشر مین فریاد
صبا سے ہوگا حساب و کتاب خندۂ گل

محال ہے کہ چڑھے عشق حسن کے منھ پر
کہان ہے نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن مین نالہ کشی ہے قبول ای صیاد
پر اس چمن مین نہین مجکو تاب خندۂ گل

ابھی تو صورت شبنم ہون اشک بلبل خشک
چمک دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسۂ سر بلبل ملے وہ منصف ہون
بھرون مین اوسمین لبالب شراب خندۂ گل

شراب نغمۂ بلبل کو پی کے کیون نہو مست
ابھی تو نام خدا ہے شباب خندۂ گل

سمند ہوش ہو بلبل کا کیون نہ برق خرام
جو تازیانہ ہو موج شراب خندۂ گل

دیا ہے وہ مجھے اللہ نے دل نازک
کہ آب آب کرے جسکو تاب خندۂ گل

نچاتی تھی صبا یہ کہ ہو گی غش بلبل
کھلا کے غنچہ اوٹھائے نقاب خندۂ گل

ذرا نہین کسی بلبل کو ہوش صورت مست
غضب کی تند کھنچی ہے شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچون کے مسکرانے سے
کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی ہے شام سے مضمون گریۂ بلبل
سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گریۂ بلبل ہے گریۂ مینا
ہنسی ہے جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن مین جان بلبل کی
کھنچی ہے صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

پرتو رخ سے ترے ہے جو منور محفل
ہے تجلی کدۂ طور سے بڑھکر محفل

جذب دل کھینچ کے گل پیرہنونکو لے آے
عطر مجموعہ سے ہو جاے معطر محفل

رشک پروانہ ہین ہم گم ہو اگر غیرت شمع
امتحان کے لیے ہو جائے مقرر محفل

بت فراہم ہوئے اس درجہ سوہم ہین تیرے
بن گئی غیرت بتخانۂ آذر محفل

ہجر مین جار ادھر جار ادھر آئے دیا ہین
جس طرح ماہ محرم مین ہو گھر گھر محفل

صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے
گھارہی ہے یہ ترے رقص سے چکر محفل

باغ کس کام کا جس مین گل شمشاد نہ ہون
لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کیوقت قیامت ہے تمھاری ٹھوکر
کیون اولٹ جائے نہ مثل صف محشر محفل

لیکے نالون کے علم ہم بھی ضرور آئینگے
ہوگی جس روز محرم مین ترے گھر محفل

جا چکا عہد جوانی کا چلین سوے عدم
شمع سان دیکھ چکے دہر مین شب بھر محفل

شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی اے گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

ہل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذرا دس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو اسیر
کیجیے چودھوین تاریخ مقرر محفل

فرقت یار مین ماتمکدہ ہے ہر محفل
بلکہ ہنگامۂ محشر کے برابر محفل

ہے عجب شمع کی صورت دل قاتل یہ جلے
بسملون کے ہو نہ سایۂ خنجر محفل

چاہیے آئینہ رویون کا بھی ہو جائے
کیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل

ہم بغل تجھسے ہو غیرون کو لگائے رکھو
گھر مین خلوت ہی رہے جمع ہو باہر محفل

کس پریرو کا تصور نہین دل مین اپنے
جمع رہتی ہے اس آئینے کے اندر محفل

سب مکانون سے جدا پیر مغان کا ہے مکان
میکشون کی ہے الگ شہر سے باہر محفل

اے پری حسن سے تیرے ہے جہان کی رونق
جس طرح شمع سے ہوتی ہے منور محفل

تمکو پروا ہے نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل

بہر دل سوختگان روز الم ہے شب عیش
چشم پروانہ مین آتشکدہ ہے ہر محفل

دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم اوداس
شمع محفل میں ہی پروانے ہیں گرد سر شمع
ہم ہیں پروانہ دل سوختۂ بزم خیال
سرفروش آئے ہیں مشتاق شہادت ای ترک

محفل آرا نہو کوئی تو ہو ابتر محفل
کیا تکلف ہی کہ محفل کے ہی اندر محفل
شمعرویون سے یہان گرم ہی شب بھر محفل
جمع کرتا ہے ہمیشہ ترا خنجر محفل

اوسکے خنجر کانے سے برہم ہوئی یہ غیر امیر
شمع کیا ہم پہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل
ہے خوف سے سارے تن میں رعشہ
آئے مجھے دیکھنے اطبا
بولے مرے دل پہ پیکر دانت

تب ہم نہ رہے وفا کے قابل
اب ہاتھ کہان دعا کے قابل
جب میں نہ رہا دوا کے قابل
یہ دانہ ہے آسیا کے قابل

کلفت سے امیر صاف کر دل
یہ آئینہ ہے جلا کے قابل

ایدل مجھے بیش جہلابات سے حاصل
تسکین مجھے دیتے نہیں ای حضرت واعظ
پتھر ہے ترا دل میں کہوں حالت دل کیا
ہے زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذت
روتا ہون لہو بھی تو مجھے مے نہیں ملتی
ظاہر میں دیا بوسہ تو کیا دل ہے مکدر
تقدیر مری تو نہ بدل دیگا دعا سے
قسمت میں جو مے ہے وہ بہر کیف ملیگی

خالی ہی مکان حرف و حکایات سے حاصل
کیا اور مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل
کعبے میں جو بت ہو تو مناجات سے حاصل
جس رات کا وعدہ نہو اوس رات سے حاصل
کیا بندگی پیر خرابات سے حاصل
نیت ہی نہیں ٹھیک تو خیرات سے حاصل
اے شیخ پھر اس کشف و کرامات سے حاصل
پھر قاضی و مفتی کی ملاقات سے حاصل

پہچانتے ہیں اہل سخن خوب سخن کو

خاموش امیر اتنی مباہات ہی حاصل

ردیف میم

کیون نالی کرین بلبل گلشن تو نہین ہم / ای ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم
دلکو جو بچاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین / کیا لوٹ ہی لینگے کوئی رہزن تو نہین ہم
خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم / دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم
خط دیکے تجھے کوچۂ جلاد مین بھیجین / کچھ خیر ہے قاصد ترے دشمن تو نہین ہم
ذلت سے کبھی لینگے نہ ہم بوسۂ گیسو / صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم
کیا ضعف سے حاصل کہ تری گھر مین پہونچے / ذرے ہین مگر ذرۂ روزن تو نہین ہم
دل کھینچے لیے جاتا ہے قاتل کی گلی مین / کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم
رہجائینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے / سایہ ہین غبار سم توسن تو نہین ہم
سو بار کہینگے ارنی طور پہ جا کر / کیا سمجھے ہین موسی ہمین الکن تو نہین ہم
گرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو / کانٹون مین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم
ظاہر مین تو نرگس کیطرح پائی ہین آنکھین / پر قابل نظارۂ گلشن تو نہین ہم
بخیے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم / سلواتے ہو کیون قابل سیون تو نہین ہم
سوئی سے یہ کہدو کہ بہت ٹہ جھکے نہ بولین / کچھ نابلد وادی ایمن تو نہین ہم
کہتا ہے حیا سے وہ دہان مسی آلود / کیا دیکھتے ہین سب گل سوسن تو نہین ہم
غیرون کے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے / اے دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم
کیا نالہ کشی کی ہمین بت دیتے ہین ترغیب / انسان ہین ناقوس برہمن تو نہین ہم
کرتی ہین یہ طنز اونکے خط سبز پہ آنکھین / کچھ پیر ہین خضر مین رہزن تو نہین ہم
کیا حوصلہ اونکا ہے جو زندان مین یہ بھیجین / زندانی تاریکی مدفن تو نہین ہم
بے منت احباب یہان قبر ہے روشن / محتاج چراغ سر مدفن تو نہین ہم

بوے گل فردوس امیر اپنا ہی مردہ
سر کا جو ذرا تختۂ مدفن تو نہین ہم

ہوے چور رنگ وصل یار مین ہم
ہو گئے مردہ ہجر یار مین ہم
اوسکو لائینگے خاک تا بو مین
کون پوچھے گا ہم غریبون کو
فرش سے عرش تک نشان نہین
حضرت دل جو تم ہو پہلو مین
وصل مین بھی شکستہ خاطر ہین
پیش رخسار یار خار ہین گل
قاصد آیا ہے پر نہین پاتا
گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح
زلف و رخسار کے تصور سے

اچھے پھولے پھلے بہار مین ہم
گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم
کہ نہین اپنے اختیار مین ہم
روز محشر ہین کس شمار مین ہم
دور پہونچے ہواے یار مین ہم
مر کے بھی رہ چکے مزار مین ہم
توبہ مست ہین بہار مین ہم
ایک دو کیا کہین ہزار مین ہم
گم ہوے ایسے انتظار مین ہم
ہین ہر اک ملک ہر دیار مین ہم
ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہم پہ وہ کرلین
ہین امیر اونکے اختیار مین ہم

ہوا کہ زندہ رہا تا سحر نہین معلوم
مکان دل مین ہے کسکا گذر نہین معلوم
کیا ہے بیخبری نے جہان سے فارغ
مین جسکو دیتا ہون اوس فتنہ گر کے نام کا خط
تری گلی ہے کہ میدان حشر ہی قاتل
ہوا شہید تبسم جگر کہ دل یارب

کچھ آج تک ہمین اوسکی خبر نہین معلوم
یہ بیخودی ہے کہ گھر کی خبر نہین معلوم
فلک کہان ہے زمین ہی کدھر نہین معلوم
وہ ٹالتا ہے کہ مجکو تو گھر نہین معلوم
یہان کسی کو کسیکی خبر نہین معلوم
گری تڑپ کے یہ بجلی کدھر نہین معلوم

کیا ہی ذوق شہادت نے محو یہ دم قتل
لگے ہین زخم کہان جسم پر نہین معلوم

شب وصال ہون بوس و کنار سے محروم
دہن کہان ہے کدھر ہے کمر نہین معلوم

پڑا ہے تیغ کے نیچے کہ پاے قاتل پر
کدھر کو اوڑ کے گیا تن سے سر نہین معلوم

شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہین
کہ آج کیون نہین ہوتی سحر نہین معلوم

ادھر کو منھ جو نہین پھیرتا کبھی خورشید
یہ کسکا گرم ہے بازار ادھر نہین معلوم

جو کل تھے ساتھ گئے آج کسطرف یارب
کسیکا حال کسیکی خبر نہین معلوم

خضر ہو راہبری ہے ثواب اے زاہد
کہ ہمکو بادہ فروشون کا گھر نہین معلوم

ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہے کیا باعث
یہ نخل کیون نہین لاتا ثمر نہین معلوم

جہان مین اب نظر آتا ہے رات دن اندھیر
فلک سے کیا ہوئے شمس و قمر نہین معلوم

بھٹکتے پھرتے ہین ہم مثل گرد راہ امیر
ہوا ہے قافلہ راہی کدھر نہین معلوم

تیرے جور و ستم اٹھائین ہم
یہ کلیجا کہان سے لائین ہم

جی مین ہے اب وہان نہ جائین ہم
دل کی طاقت بھی آزمائین ہم

نالے کرتے نہین یہ الفت مین
باندھتے ہین تری ہوائین ہم

اے لب یار کیا ترے ہوتے
لب ساغر کو منھ لگائین ہم

دل مین تم دل ہو سینہ سے خود گم
کوئی پوچھے تو کیا بتائین ہم

آب شمشیر یار اگر مل جاے
اپنے دل کی لگی بجھائین ہم

اب جو منھ موڑین بندگی سے ترے
اے بت اپنے خدا سے پائین ہم

زندگی مین ہے موت کا کھٹکا
قصر کیا مقبرہ بنائین ہم

توبہ سے کیا پشیمان ہین
زاہدو دیکھکر گھٹائین ہم

دل مین ہے مثل ہنر مو آتش
جو گھٹائے اوسے بڑھائین ہم

زار سے زار ہین جہان مین امیر
دل ہی بیٹھے جو لطف اوٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہے امیر کے عفو گناہ مین
اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین
تولو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین
مشہور یہ خبر ہے غلط خانقاہ مین

خالی شرارتون سے نہین ظلمت جہان
لپٹی ہوئی ہے برق گلیم سیاہ مین

پیری مین قد نگون جو ہوا دانت بھی چلے
بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین

مدت ہوئی پھرے ہوئے آنکھونکی پتلیان
صورت تمھاری پھرتی ہے اب تک نگاہ مین

نکلا نہین ہے خط ترے عارض پہ حسن نے
کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین

کشتی ضرور ساتھ رہے تیرے اے فقیر
ڈوبے نہ قلزم کرم بادشاہ مین

بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہے کار نیک
شب کو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین

دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو
کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین

اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ چرخ سے
تاثیرین دوڑی آتی ہین آغوش آہ مین

اعلی کو کیون نہ صحبت ادنی سے ہو حذر
دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین

یوسف سے بھی سوا ہے مرے دل کا مرتبہ
ڈوبا ہوا ہے چاہ زنخدان کی چاہ مین

بے داغ عشق ارض سے تا آسمان ہے کون
ماہی مین فلس ہے تو کلف جرم ماہ مین

ہے نقش دل پہ صورت توحید اے امیر
ہون محو ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اس قدر کہ تری جلوہ گاہ مین
چھپ جاونگا مین پردہ گرد نگاہ مین

ہین جلوہ گر شرار مری دود آہ مین
یہ تخم چھپتے ہین کوئی ابر سیاہ مین

وہ توڑ اسے فلک ہی مرے تیر آہ مین
چاہون تو رخنے ہون سپہر مہر و ماہ مین

سمجھے سریر و تاج کو کشکول و بوریا
ہو فقر کا مزہ جو دلِ بادشاہ مین

اہ اوس دہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو
بنجاے ماہ سیم جو ملجاے آہ مین

سایہ پڑا مگر مرے بخت سیاہ کا
یہ تیرگی نہ تھی تری زلفِ سیاہ مین

افعال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو
مے پیجیے تو چل کے کسی خانقاہ مین

آنے نہ دے حیا کو یہ ہے رات وصل کی
کیا کام غیر کا ہے ترے جلوہ گاہ مین

دیوانہ تیرا آتا ہے لرزان ہین اہل شہر
رستم کی دھاک سے ہے تزلزل سپاہ مین

کیون مثل رخ نہ ہمکو خط سبز ہو پسند
پھولون کی ہمکو آتی ہے خوشبو گیاہ مین

اہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد
ہے ماہ کو زوال و کمال ایک ماہ مین

ہم رہروان عشق کو محشر کا خوف کیا
پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین

زلفونکی آڑ مین نہین کرتے وہ چشمگین
بجلی تڑپ رہی ہے یہ ابر سیاہ مین

کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم
دنیا نہین سماتی ہے جسکی نگاہ مین

تونے تو اے سیاہی شبہائے ہجر
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین

اوترے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے
لغزش نہ تا زبان کو ہو عذر گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہے آنکھ ترے جلوہ گاہ مین
کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین

ہین شوخیان یہی جو تمھاری نگاہ مین
بجلی گرے گی چار طرف جلوہ گاہ مین

محراب اوسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز
پہونچا مین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین

فریاد کس سے تیرے سوا اے اجل کرین
ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہے آینہ
قرآن ضرور چاہیے دست گواہ مین

اوس ترک کجکلہ پہ اوٹھین کیون نگاہیان
انداز ماہ نو کا ہے طرف کلاہ مین

دیکھو حباب کے آنکھہ تو دیکھو رقیب کو
چھریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا ادھر ادھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اوٹھگیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہر راہ مین

اعضا تمام صوم مین رہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہے اس بارگاہ مین

ہر راست رو وہی جو ہو دین رسول پر
ہوتی ہے کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
پر تو اگر پڑے ترے دانتو نکا چاہ مین

یون روے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہو جاے جیسے چاک کتان نور ماہ مین

مقراض دونون پانون ہین جنت کے جو ہین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطع راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین امیر
یا چند سرخ پوش سکان سیاہ مین

وہ تو سنتا ہی نہین مین دادخواہی کیا کرون
کہکے آگے جاکے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھہ گدا کو دے نہ تکلیف حکومت اے ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

رشک دیکھو غیر سے اے مضطر خون دیکھکر
سوچتا ہے اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوون سے ہوگئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچائیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھسے تباہی کیا کرون

نزع مین آنکھین ملا کر یار نے مجھہ سے کہا
اب تری آنکھون مین دم ہر کم نگاہی کیا کرون

ترک لذت سے جدائی مین زبان ہے آشنا
بادہ صاف و کباب مرغ و ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہی پہونچ جا بن کعبے مین جلد
راہ مین بتخانہ پڑتا ہے الٰہی کیا کرون

کُھل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہون دلمین آج — خدمت پیر مغان مین عذر خواہی کیا کرون
فرض کر دم آہ رک سکتی ہے تھم سکتے ہین اشک — چھپ نہین سکتا ہے لیکن رنگ کاہی کیا کرون

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہے امیر
پیش خالق ادعاے بیگناہی کیا کرون

گلے مین ہاتھ تھے شب اوس پری کے باہین تھین — سحر ہوئی تو وہ آنکھین نہ وہ نگاہین تھین
نکل کے چہرے پہ میدان صاف خط نے کیا — کبھی وہ کوچہ تھا ایسا کہ بند راہین تھین
فراق مین ترے عاشق کو جا کے کل دیکھا — کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہین تھین
بگولے اب ہین کہ غربت ہے گور شاہان پر — سرون پہ چتر جلو مین کبھی سپاہین تھین
ہزارون لوٹ گئے کل اوٹھی جو وہ چلمین — خدنگ تھے مژہ برچھیان نگاہین تھین
کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوجھا کچھ — وگرنہ ربط کی اوس سے ہزار راہین تھین
یہ ضعف ہے کہ نکلتی نہین ہین اب ونسے — کبھی فلک سے بھی اونچی ہماری آہین تھین
جگر مین ہجر کی چھپ ہی تھین تجھ پہ پھانسین — مگر جو غور سے دیکھا تری نگاہین تھین
پہونچ گئے سر منزل چلے جو چال نئی — اونھین مین پھیر تھا دیکھی ہوئی جو راہین تھین
فلک کے دور سے دنیا بدل گئی ورنہ — جہان بنے ہین یہ میخانے خانقاہین تھین
یہ ضعف اب ہے کہ ہلنا گران ہے قدمون کو — سبکروی مین کبھی انکو دستگاہین تھین
مشاعرے سے حسین کیون نہ چھین لیجاتے — رہا عیان مری جو گوشہ کلاہین تھین

حسین زر کے ہین طالب کہ اب ہین گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہین تھین

جب کبھی اوسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین — دل سے واقف ہے جس ارمان سے ہم دیکھتے ہین
داغ سے بڑھکے نہین دلمین کسیکا جلوہ — گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہین
ہے پری تو نہین پریون کی مگر خو تجھ مین — اُس تجکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہین

ضعف کا پاس کرے دست جنون کے ہوتے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہے اگر طالب مقصود تو مٹ جا اے دل
نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھ سے رضوان کی اوسے بھی ہو نصیب
ذلتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص تجھے حق نے بنایا ہے صنم
شان اوسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

گرد ابرو یہ ہی منہ لال ہی چیتون ہی پھری
آج اوٹھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے
مور کو بڑھکے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہی بدخشان مین شفق پھولی ہی
سرخ جب ہونٹھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پاتے ہین غلطان اوسے حسرت کے سبب
جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہی زلف اوس رخ روشن کیطرف
ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کنہ باری کو پہونچ جاے دلا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر
آئینہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی پھرے مقتل سے
لاشے آئے ہوے ہو میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھ تمھین سے نہین کاوش ہی حسینو نکو امیر
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ چلاو کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اوسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تھے رخ امید کو جس حسرت سے
یاس کو بھی اوسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سنکے حال دل عشاق کو اس کان سے وہ
صاف اوڑا دیتے ہین اوس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اونکی پھری رہتی ہے
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران ہی ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہے جو تو غیر کی دانائی کی
پھیرون منہ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہے ہمیں حیرت نے
دیکھتے ہیں جسے حیران سے ہم دیکھتے ہیں

شک یہ ہوتا ہے کہ حلقے ہیں یہ ناگن کے ہیں
زلف لپٹی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہیں

جان باقی نہیں گو دل میں ہماری لیکن
تجھپہ قربان اُسے سو جان سے ہم دیکھتے ہیں

خط نمایاں کبھی کرتا ہے کبھی خال وہ رخ
روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہیں

بھر گیا جی غم دلدار سے شاید اے دل
کچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہیں

رشک ہوتا ہے کہ شاید ہے تمہارا عاشق
تنگ اسجان جسے جان سے ہم دیکھتے ہیں

ساغر بادہ بھی ہے جام جہاں بیں ساقی
سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہیں

جی میں آتا ہے کریں ہاتھ کلائی سے قلم
جب الگ اسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہیں

ہو گیا میل کچھ آپس میں کہ اب غیروں کو
جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہیں

سخن داؤد سے آہن جو ہوا موم تو کیا
دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہیں

عرش کا حال دل صاف سے آتا ہے نظر
رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہیں

دور بینی کہیں کیا چشم بصیرت کی امیر
صاف سیر قدم امکان سی ہم دیکھتے ہیں

بخت سیہ سے گو کہ گلیم گدا ہوں میں
شاہوں کے سر پہ سایۂ بال ہما ہوں میں

صحرا میں مثل موج ہوا گم نما ہوں میں
دریا میں نقش آب کی صورت فنا ہوں میں

واکردہ چشم دل صفت نقش پا ہوں میں
ہر رہگذر میں راہ تری دیکھتا ہوں میں

مطلب جو اپنے اپنے کہے عاشقوں نے سب
وہ بت بگڑ کے بولے وہ تھا کیا خدا ہوں میں

اے انقلاب دہر مٹاتا ہے کیوں مجھے
نقشے ہزاروں مٹ گئے ہیں تب بنا ہوں میں

وحشت میں گو کہ قیس سے بڑھکر نہیں مگر
اتنا کہونگا ایک وہ تھا دوسرا ہوں میں

افتادگی میں اوس سے نہ سمجھو جدا مجھے
سایہ صفت قدم بقدم زیر پا ہوں میں

محنت یہ کی کہ فکر کا ناخن بھی گھس گیا
عقدہ وہ آج تک نہ کھلا عجیب کیا ہوں میں

اوس دل کا مبتلا ہون جو رکھتا ہو داغ عشق
پروانہ چراغ حریم خدا ہون مین

کشتہ کیا ہے مجکو محبت کے جوش نے
مذبوح خنجر نگہ آشنا ہون مین

اعضاے تن کو بسکہ ہو زخمونکا اشتیاق
آہن ہو تیغ یار تو آہن ربا ہون مین

کہتی ہے ہر بلا تری زلف دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے نچانا بلا ہو نہین

رسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بیخطا ہون مین

زندہ کیے ہین سینے دلِ مردہ سیکڑون
فیض سخن سے عیسی معجزنما ہون مین

مقتل ہے میری جان کو وہ جلوہ گاہ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہے تیری قضا ہو نہین

لذت ہے آب تیغ مین آب حیات کی
زندہ بسان خضر ہون گو مرچکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمن دہر مین امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اوسکے اکثر لگے ہوئے ہین
کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوئے ہین

کیونکر نہ ہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی
تیلے کی سان پر یہ خنجر لگے ہوئے ہین

نکلینگے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبرونکے منہ پہ بھاری پتھر لگے ہوئے ہین

کیا دیکھے عاشقونکے وہ داغدار سینے
پھولونکی کشتیون مین زیور لگے ہوئے ہین

یارب ہو کسکی ہے کسکی آمد جو شہر مین ہو دشاہی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوئے ہین

چاہی جو مینے عجلت بولا بگڑ کے قاصد
اڑجاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوئے ہین

کیا حال دل چھپاؤن جاسوس اوس پری کے
اندر لگے ہوئے ہین باہر لگے ہوئے ہین

نامے وہ باری باری عشاق کے پڑھینگے
عجلت سے کچھ نہ ہوگا نمبر لگے ہوئے ہین

مین جانتا ہون بلبل جو ہے تری حقیقت
اک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوئے ہین

کیا کیا اذیتین ہین مژگان کی یاد مین بھی
ایک ایک رگ مین سو سو نشتر لگے ہوئے ہین

بڑھتا ہے آبرو مین کیا آنسوؤن سے میرے
کون ایسے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوئے ہین

ہر حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے
یہ اشتہار اب تو گھر گھر لگے ہوئے ہین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے **امیر** وہ کیا
شاہو نکے اوس گلی مین بستر لگے ہوئے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین
کہتا ہی حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

بے قصد لکھہ دیا ہے گلا اضطراب مین
دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین

بجلی چمک رہی ہی فلک پر سحاب مین
اب دخت رز کو چین کہان ہی حجاب مین

اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین
گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین

مہمان کے ساتھہ کھانیکا ہوتا نہین حساب
ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین

ملنے کا وعدہ منھہ سے تو اونکے نکل گیا
پوچھی جگہ جو مینے کہا ہنسکے خواب مین

دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہک کے چار
تھے نیند مین پڑا انھین دھو کا حساب مین

قاصد ہے قول و فعل کا کیا اونکے اعتبار
پیغام کچھہ کہا ہے لکھا کچھہ جواب مین

ترغیب میرے قتل کی دو اونکو ہمدمو
ہے کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین

کیا آہ کی ہوا سے ہوا ال گئے جو وہ
اوٹھتا مزہ جو بند نہوتے نقاب مین

سمجھے ہین دل مین کیا جو یہ گلرو ہوا مین ہین
مہمان چار دن کا ہے جوبن حساب مین

سمجھا ہے تو جو غیبت پیر مغان حلال
واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین

خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ
قیمہ مرے جگر کا ملاو کباب مین

کام آگئی کیسی ظلمت عصیان بروز حشر
سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین

دیکھا کیا جو دفتر آفاق بعد جمع
ہم پہلے ہو گئے نظری انتخاب مین

منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے
ہے یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اونکے خون کی چھینٹین پڑین **امیر**

بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

قاضی بھی اب تو آئے ہین بزم شراب مین
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

جا پائی خط نے اوسکے رخ بے نقاب مین
سورج گہن پڑا شرف آفتاب مین

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن ٹھہائے گئے آفتاب مین

رکھا یہ تمنے پاے حنائی رکاب مین
یا پھول بھر دیے طبق آفتاب مین

تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین

وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ مجھے
گردے جو کوئی بند مکان حباب مین

حاجت نہین تو دولت دنیا سے کام کیا
پھنستا ہے تشنہ دام فریب سراب مین

مثل نفس نہ آمد و شد سے ملا فراغ
جب تک رہی حیات رہے اضطراب مین

سرکش کا ہے جہان مین دوران سر مآل
کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین

چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہین برگ شجر آفتاب مین

دل کو جلا تصور حسن ملیح سے
ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب مین

ڈالی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان
موذی کو پال کہ مین پڑا کس عذاب مین

اللہ رے تیز دستی مژگان رخنہ گر
بیکار بند ہو گئے اونکی نقاب مین

چلتا نہین ہے ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہے پردہ در کہ ہین مہدی حجاب مین

کچھ ربط حسن و عشق سے جائے عجب نہین
بلبل ہے جو بلبلہ اوٹھے گلاب مین

چومے جو اسکا مصحف رخ زلف مین پھنسے
مار عذاب بھی ہے طریق ثواب مین

ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش ہین بند
اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین

فرقت مین میرے دل کے ڈرانیکے واسطے
مشعل ہے برق کی کف دیو سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو اے امیر
اوسنے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہے اوسکو جو ہے پیچ و تاب مین
دیکھا نہ پاے موج کو کفش حباب مین

ساقی مسیح وقت ہے بزم شراب مین
دیتا ہے بھر کے مے قدح آفتاب مین

دریا سے حل یہ مسئلہ ہے فہم چاہیے
دیکھو بلا صفت مین خلا ہے حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے
شعلہ ہے کب بھوئین کیطرح پیچ و تاب مین

دنیا بھی دین ہے جو ہو لذت بشر سے ترک
کیون ہے حرام نشہ نہو جس شراب مین

مردہ جو اہل دل ہون تو زندہ اونھین سمجھ
عارف کی آنکھہ رہتی ہے بیدار خواب مین

دریا مین ہو گیا ہے نہانے سے اونکو عشق
شاید ہے نقش حب کا اثر نقش آب مین

خطا اوسکے رو سے صاف یہ نکلا غضب ہوا
مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھہ دیکھہ بعد مرگ بھی میرے گلے پہ تیغ
طاقت ہے جذب آب کی مردہ سحاب مین

دکھلاتی ہین وہ وقت گزک معجزہ مسیح
ہونٹون سے جان پڑتی ہے مرغ کباب مین

پروا نہین ہے ہمکو اگر ہین قفس مین بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکون کا حال ہے
دیوارین جیسے خم ہون مکان خراب مین

لکھا ہے مینے دیدۂ گریان کا اپنے حال
جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

میخانے مین جو آئے تو ناصح رہے خموش
دم مارنے کی جا نہین لقمان کو آب مین

یا سونکو خاک سیر کرے گا یہ آسمان
چشمہ تو ہے پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا امیر
عالم کبھی نہ رہ سکے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین
دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہین

درماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے
صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کرلین خالق سے لو لگاکے
کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوق نظارہ دیکھو بٹی ہوئی ہے عینک
پروا نہین جو آنے پاتی ہمین ہین شب بھر
کیون مقصد بنا رہے ہو بوسے کے مانگنے پر
لیلےٰ کو دیکھ کر جو بیخود نہین ہوئے ہین

آنکھین ہین بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہین
ہم خواب مین تمھاری محفل کو دیکھتے ہین
خوش ہوتی ہین آنکھین جب سا حل کو دیکھتے ہین
ناقے کو دیکھتے ہین محمل کو دیکھتے ہین

دنیا امیر ساری ہے محفل مشایخ
دیتا ہے جان او سپر جس دل کو دیکھتے ہین

شمشیر ہے سنان ہے کسے دون کسے نہ دون
مہمان ادھر بنا ہے اودھر ہے سگ حبیب
دربان ہزار او گئے یہان ایک ٹکڑا نان
بلبل کو بھی ہے پھولونکی گلچین کو بھی طلب
سب چاہتے ہین اوس سے جو وعدہ وصال کا
شہزادے دخت رز کے ہزارون ہین خواستگار
یارونکو بھی ہے بوسے کی غیرونکو بھی طلب

اک جان ناتوان ہے کسے دون کسے نہ دون
اک مشت استخوان ہے کسے دون کسے نہ دون
نالِ سقدر کمان ہے کسے دون کسے نہ دون
حیران باغبان ہے کسے دون کسے نہ دون
کہتا ہے اک زبان ہے کسے دون کسے نہ دون
حیرت شدہ مغان ہے کسے دون کسے نہ دون
ششدر وہ جان جان ہے کسے دون کسے نہ دون

دل مجھسے مانگتے ہین ہزارون حسین امیر
کتنا یہ ارمغان ہے کسے دون کسے نہ دون

تصور ایک بحر حسن کا یون ہے مرے دل مین
ہوائے زلف جانان نے نہ چھوڑا مرکے بھی پیچھا
شراب سرخ شیشے مین نہین بے یار ایساقی
تمنائے شہادت مین نہ مرکر بھی ہوئی رخصت
ترا خالِ ذقن دیکھا تو ہمکو چینا ال آیا
کیا جوہر مجھے جب دم نکھر کر روبرو آیا

روان ہے تا ہے دریا جس طرح آغوش ساحل مین
قیامت مین بھی ہم جکڑے ہوئے آئے سلاسل مین
بھرا ہے خون بسمل یہ گلوے مرغ بسمل مین
تڑپ کر جلد سے پھر آرہا مین کوئی قاتل مین
فرشتونکی جگہ ہے قید زہرہ چاہِ بابل مین
بجائے تیغ آئینہ ہے لازم دستِ قاتل مین

نہ صحراے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹیگا
تری تلوار کا دم آگیا ہی تیرے بسمل مین

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملی بعد فنا مجھکو
فلک میرا بھی حق ہی کچھ زمین کوے قاتل مین

یہ کیسے نوک مژگان کا تصور آنے والا ہی
کھٹک جاتا ہے اک کانٹا سا جو ہر دم مرے دل مین

سنبھالے رنگ کو جاہل نہین ہر قابل صحبت
طلسم ہوتا ہی کب طاؤس بھر رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوق قتل مین یہ رقص کرتی ہین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہی کوے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب کھلتا نہین کھلتے
کبھی آجاتے ہین آنکھون مین کبھی آتی ہین وہ دل مین

چھری کو تیرے اے جیّاد ابتک بیقراری ہے
کوئی رگ رہگئی ہی کیا گلوے مرغ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہی ایذا نہو اسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھدے دست قاتل مین

ہزارون قیس مشہر سا تجھے پھرتے ہین بیابان مین
مرے دل مین خیال یار کیا لیلےٰ ہی محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
تو پلکون کی چبھوجاتی ہین وہ نشتر مرے دل مین

جہان ظلمت تھی میرے گھر شب فرقت سمٹ آئی
دھوئین کا نام اب باقی نہین ہی چاہ بابل مین

بمشکل ضعف مین پہونچا ہون میں ان دشت پیما تک
جما دوے قدم ای درد پہلو کوے قاتل مین

عروس مرگ تیری تیغ کا منھہ چوم لیتی ہے
نکلتی ہے لگاکر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نکل جائے ترا تیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی اے ترک اتنی جان باقی ہی مرے دل مین

امیر اب تک نہین کھلتے جو وہ سکتے تیغ کے جوہر
توقف کیون ہے کیا مہندی لگی ہی دست قاتل مین

کسی مہرو شمائل کا تصور ہے مرے دل مین
منجم یا قمر کا ہے گذر خورشید منزل مین

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی رہنے نپائیگا
نکل جائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

رہیگی خوب اے قاتل غضب کا رنگ لائیگی
لگائی ہی جو مہندی پیس اسکو خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پروا جنت اے گل خوبی
نہایت پائی ہمنے بے نیازی تیرے سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہے تو نظارہ کہان ممکن
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلی ہی محمل مین

دوئی اوٹھہ جاے تو جھگڑا کہاں شیخ و برہمن کا — بت آئین سمجہہ کے کرتے شوق ہے اس کعبۂ دل مین
تڑپتا ہے دل صیاد بھی اسکے تڑپنے پر — قیامت کا اثر ہے اضطراب مرغ بسمل مین
یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہی ایدل — جہان آیا مسیحا درد دونا ہو گیا دل مین
دہان زخم نے کس کس مزے سے اسکو چوسا ہی — لب شیرین کی لذت ہی زبان تیغ قاتل مین
جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل زور کرتا ہے — زبان تیغ نے لذت یہ پائی خون بسمل مین
ذرا محمل سے ہٹ کر خاک اوڑا او بے ادب مجنون — خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہی کون محمل مین
کرامت ہی کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون ہے — چھکایا ایک پیمانے سے تو نے سب کو محفل مین
لگا کر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اوسطرف ہمنے — تمنا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوے بسمل مین
اجازت چاہتی ہی کس سے پروانونکی آنے کی — کھڑی ہی عرض بجلی کیطرح جو شمع محفل مین
نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اوسکا شوخی پر — الہی خیر بجلی سی چمکتی ہو مرے دل مین

امیر اوسکی تجلی گاہ ہے دنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہے گلستان مین وہی ہی شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لب آب آتے ہین — شوق دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین
اشک آنکھونمین مرے گرم شتاب آتے ہین — شہسواران عدم پا برکاب آتے ہین
یاد وہ ولولۂ عہد شباب آتے ہین — جوش کیا کیا ہمین ہنگام خضاب آتے ہین
پی کے مجذوب یہ مجھہ رند کا بڑھ جاتا ہے — اڑ کے منھہ تک صفت مرغ کباب آتے ہین
اس طرح مجلس زہاد مین جاتا ہون مین رند — متقی جیسے سوے بزم شراب آتے ہین
بیخبر دیکھہ کے مردون کو یہ کہتی ہی زمین — جو یہان آتے ہین مست مے خواب آتے ہین
جو تہ گنبد تسلیم و رضا بیٹھہ رہے — غیب سے اونکے سوالونکے جواب آتے ہین
سم رہوار سے روندینگے وہی خاک مزار — تا در گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین
صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہین دور — موت کے اونکو پسینے دم خواب آتے ہین

موت آتی ہی کہ آتی ہے سواری اونکی
لئی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہین

مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم اوٹھین یا
جن حسینون کے تصور دم خواب آتے ہین

غیر منھہ پر نہ چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے
کہو ابلیس ہٹے تیر شہاب آتے ہین

سوزش دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین
اشک منھہ پر صفت اشک کباب آتے ہین

ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر
ہر طلے مرے حقّے مین کباب آتے ہین

راحتین وصل کی یاد آتی ہین اوڑ جاتی ہین ہوش
غش یہ غش ہجر کی شب مین دم خواب آتے ہین

یہ قضا ہی کہ ادا آپ کی سبحان اللہ
صف اولٹتی ہے جو مسجد مین جناب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال
صبحکو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی
تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عمل بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین
گور مین بنکے وہی مار عذاب آتے ہین

کیون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آہی گیا
خوب چھینٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین

دھیان بیجا ہے بط مے کی ہم آوازی کا
ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین

پاؤن ٹکتے ہین کوئی بحر جہان مین اوسکے
سر اوٹھائے ہوے جو مثل حباب آتے ہین

جوش وحشت مجھے ہر سال بناتا ہی جوان
جب بہار آتی ہی ایام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ
لوگ کعبے مین پے کسب ثواب آتے ہین

حال افلاک دل صاف مین آئینہ ہے
ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دھیان بندھتا ہی جو اوس عارض و گیسو کا امیر
متصل نسخۂ مشک و گلاب آتے ہین

علینک ہون خواہ آئینہ ای رشک ماہ ہون
جیسا ہون پیش چشم ہون پیش نگاہ ہون

یا وصف بخت تیرہ مین روشن نگاہ ہون
سرمہ وہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون

منکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر
بولی زبان تیغ کہے مین گواہ ہون

گردینگے اشک گرم مرے مجکو روسپید
گو رو سیاہ ہون مگر ابر سیاہ ہون

حرص و ہوا کو صد جہان سے نکال دون
دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون

ہفتے مین ایکدن تو مرے گھر مین آیئے
امیدوار رحمتِ گاہ گاہ ہون

رہتا ہے صبح و شام گناہون کا سامنا
فارغ جو اسنے ہون تو کبھی عذر خواہ ہون

غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس
تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون

تاب و توان نہ مجھ مین نہ عقل و حواس و ہوش
شکل آدمی کی صورت مردم گیاہ ہون

کہتا ہے روے یار یہ خطِ سیاہ سے
تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون

لاغر یہ عشق موے کمر نے کیا مجھے
پنہان نگاہ خلق سے مین مثل آہ ہون

دستِ کشادہ ہے سبب تنگی معاش
دریا دلی سے اپنے مین محبوس چاہ ہون

اس قلزم جہان مین سفینہ ہے میری ذات
سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون

رکھتا نہین ہے فرق سرِ مو مرا سخن
گویا زبان خامۂ صنعِ اله ہون

مد نظر ہے صاحب جوہر کا مجکو حفظ
مثل نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسول کا ہے اگر بارگاہِ حق
مین بھی امیر خاک در بارگاہ ہون

خیال لب مین ابر دیدہ ہاے تر برستے ہین
یہ بادل جب برستے ہین لب کوثر برستے ہین

خدا کے ہاتھ ہمچشمون مین ہے اب آبرو اپنی
بھرے بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کسپر برستے ہین

ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین
بھلا یہ مین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین

کبھی آہین کبھی ہین سختی ایام سے نالے
ہو چلتی ہے بجلی گرتی ہے پتھر برستے ہین

جہان ان ابروؤن پر میل آیا کٹ گئے لاکھون
یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین

لب شیرین سے ایسی سخت باتین میرے تیشے سے
گویا کوہکن کی قبر پر پتھر برستے ہین

چھلکے رہتے ہین مے جوش سے پر رحمت ساقی
ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین

جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی — زہے باران رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین

غضب کا ابر خون افشان ہوا ہے تیغ قاتل بھی — روان ہی خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین

سمائی ابر نیسان خاک مجھ گریبان کی آنکھو نہین — کہ پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین

وہان ہین سخت باتین یان امیر آنسو پر آنسو ہین — تماشا ہے ادھر موتی اودھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پر جو دل نثار کرتے ہین — لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین

وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین — لباس زیست مرا تار تار کرتے ہین

جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین — ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین

جو راہ چلتے ہین وہ مل کے پانون مین مہندی — زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین

موے یہ بھی بحد اپنی ہی تختۂ نرگس — ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین

ہزار شکر گئین بدگمانیان اونکی — وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین

مزے بتو نکے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل — خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین

دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے — تڑپ تڑپ کے مجھے بے قرار کرتے ہین

ہین مر کے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد — وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین

نہ شاخ گل ہے مرا دل نہ دامن می خوار — بہار مین اسے کیون داغدار کرتے ہین

ہین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ ہنسیجے ساقی — لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین

خدا نے ان حسینون کو دی ہی اور ہی کیا — بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین

وہ صاف دل ہین رقابت کا کچھ خیال نہین — جو تمکو پیار کرے اوسکو پیار کرتے ہین

طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمکو — وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین

کبھی بتون سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش — خدا کے فضل کا امید وار کرتے ہین

گلہ نہین جو اوڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے — یہ ترک ایک سے مجکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قصر سے ہے اور کیا ہمین حاصل
فقط نظارہ نقش و نگار کرتے ہین

چلو امیر چلو تا کجا اقامت دہر
مسافران عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسی کو خطر ہو شوق برق طور مین
مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجاب نور مین

روز حشر ایسی جلن ہوگی دل محرور مین
بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین

خاکسارونکی ہے ذلت دیدۂ مغرور مین
مال کیا ظرف لگی ہے مجلس فغفور مین

ہم ہون یا موسی ہون کوئی دیکھ سکتا ہے اوسے
پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہ طور مین

کیا تماشا ہے اسے سمجھے ہین غافل جلترنگ
جام چینی رو رہے ہین ماتم فغفور مین

حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے
دار بھی ہے شاخ سدرہ دیدۂ منصور مین

گور مین چونکا کے یہ عبرت پکاری بار بار
ہوشیاری شرط ہے غافل شب دیجور مین

نزع کے وقت آدمی ہے ل سکین کیا ہاتھ پانون
شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین

بت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر
چھپ رہے تھے بت خدا سے ڈر کے سنگ طور مین

گھر بنایا ہے یہ کسکا قصر تن ہے بے ثبات
جھونکتی ہے خاک عبرت دیدۂ مزدور مین

شیخ کو تھوڑا انجالو یہ بڑا مکار ہے
ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہے تلاش حور مین

منزل مقصود کی مستون کو دکھلاتی ہے راہ
خضر بن بیٹھی ہے سبزی دانہ انگور مین

اوسنے کھینچی ہے حیا اتنا جو میرا پاس تھا
نور بنکر چھپ رہی ہوتی نگاہ حور مین

محتسب کے لاکھ احسان کہ خوشے کی طرح
کاٹکر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہے اگر دو دون مخالف غم نہین مجھکو امیر
ہون مین ظل دامن شاہ ابو المنصور مین

پھنکتے ہین اعضا یہ گرمی ہے تن محرور مین
جائے ہیزم استخوان جلتے ہین اس تنور مین

رنگ پریون کا جدا لطف اور ہے اوس حور مین
ہے زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہے خیالِ عارضِ پرنور مین — ڈوبتی ہے میری کشتی چشمۂ کافور مین

چاہتا ہے ایک دم مین طے کرے ہستی کی رہ — آج ایسی آگئی طاقت ترے رنجور مین

اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سے بشر — پہلے محنت سے اجورہ دے کفِ مزدور مین

جمع مال انسان تو کیا حیوان کو کرتا ہے تباہ — شہد دلواتا ہے آتش خانۂ زنبور مین

فرشِ استبرق کی کچھ حاجت نہین اے باغبان — بادہ کش ہین ٹھیر رہینگے سایۂ انگور مین

مین اگر چھولون خلش سے آسمان پیدا کرے — خار ہر غنچے مین جیسے نیش ہے زنبور مین

سچ ہے اہلِ درد سے ہوتا نہین رونیکا ضبط — اشک بہتے ہین لبالب دیدۂ ناسور مین

کشتگان عشق سے کہتی ہے تیغ حسنِ یار — شربتِ دیدار کا چشمہ ہے کوہِ طور مین

ساقیا کیون دمبدم یہ خشک و شاداب ہے — خون تن مستون کا شاید بھر دیا انگور مین

سچ ہے انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہے یاد — موت کا دھیان اکثر آتا ہے دلِ رنجور مین

میری بزم عیش مین رویا ہے یہ جی کھول کر — ایک قطرہ خون نہین باقی تنِ طنبور مین

داغ سے ہے سینۂ پرسوزِ عاشق کا فروغ — گردۂ نان آئینہ ہے خانۂ تنور مین

داغِ الفت کھائیے جاتی جوانی ہے تو کیا — چاہیے شب بھر چراغ اے دل شبِ دیجور مین

رات دن مین لاکھ بار اوٹھہ اوٹھہ کر رہجاتا ہے جی — درد شاید قید ہے میرے دلِ رنجور مین

عیبِ سلطان کیا ضرورت ہے رعیت مین بھی ہو — لنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشورِ تیمور مین

ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت — شہد آتش سے سوا ہے خانۂ زنبور مین

سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا — کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین

سینۂ پر درد مین کیا روح کو آرام ہو — کون سویا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسی موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی **امیر**
حسن کے نیرنگ تھے خلوت سرائے طور مین

ہٹاؤ آئینہ امیدوار ہم بھی ہین — تمھارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپ کے روح یہ کہتی ہے ہجر جانان مین — کہ تیرے ساتھ دل بیقرار ہم بھی ہین
رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہیں — کہ تیرے کوچے مین مست غبار ہم بھی ہین
کہو کہ نخل چمن ہمسے سرکشی نکرین — اونھین کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہین
ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زمزمہ سنج — کہ ایک نغمہ سرا اے ہزار ہم بھی ہین
کہان تک آئینے مین دیکھہ بحال ادھر دیکھو — کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہین
شراب ہتھہ سے لگاتے نہین ہین ای زاہد — فراق یار مین پر ہیزگار ہم بھی ہین
ہمارا نام بھی لکھہ لو جو ہے قلم جاری — قدیم آپ کے خدمتگار ہم بھی ہین
ہما ہین گرد مری ہڈیون کے آٹھہ پہر — سگ آپکے کہتے ہین امیدوار ہم بھی ہین

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امیر مست نہین ہوشیار ہم بھی ہین

چار ابرو ہین ترے حسن مین بہتر چارون — کیا رباعی ہے کہ مصرع ہین برابر چارون
کس گل تر کا ہین کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے — بنگئے چار چمن گوشۂ چادر چارون
ایکدم حکم خدا مجکو فراموش نہین — دل پہ لکھی ہین سماوی ہین جو دفتر چارون
کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہوے آج — دم مین ہو جائینگے اک جا دم محشر کا غذ
ہاتھون پانو نکا بھروسا تھا سو وہ بھی تھے خاک — ہو گئے مجھ سے جدا واے مقدر چارون
ابر مژگان کی شب ہجر جو بارش ہے یہی — گھر کی دیوارین گرائیگا مقرر چارون
زہرۂ و مشتری و شمس و قمر وقت نثار — گرد پھرتے ہین ترے باندھ کے چکر چارون
تندرستی کی کہان فرقت جانان مین امید — حد اصلاح سے اخلاط ہین باہر چارون
حق تو یہ ہے کہ ہین تیرے در دولت کے گدا — خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون
خاک ہین لعل و زمرد ہون کہ یاقوت و عقیق — ہون غنی میری نظر مین ہین یہ پتھر چارون
بطن مادر بغل گور مکان باغ بہشت — اپنے بندون کو خدا نے یہ دیئے گھر چارون

اے امیر احمد مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یاری ہون مجھے ہین یہ برابر چارون

سہواً کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طول شب فراق کا قصہ نہ پوچھیے
قاصد یہ کوے یار سے کہتا ہوا پھرا
اے اہل دیر و کعبہ مین غماز کچھ نہین
سنتے ہین آپ سارے زمانیکا درد دل
شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
حاصل صفاے قلب ہے آئینے کی طرح
وقفہ بہت قلیل ہے حسن شباب کا
تشبیہ سامنے کی ہے اہی فکر چاہیے
محروم ہون مین لذت بوس و کنار سے

طاقت جواب دے کہ نہ باؤ دگر کہون
محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون
اپنی خبر نہین مجھے کسکی خبر نہین
جو اس طرف کی سنکے کسی سے اودھر کہون
کہیے تو مین بھی قصۂ سوز جگر کہون
سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون
کیون منھ پہ صاف صاف نہ عیب و ہنر کہون
بڑھکر کہون تو جلوۂ برق و شرر کہون
گیسو کو شام چہرے کو اوسکے سحر کہون
کیونکر نہ اونکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات مین امیر
اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

سخت دل لپٹا ہے ناحق آہ بے تاثیر مین
ہو کے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
پھر تو ہے اے دل کنارا مرگ کا زیر قدم
بہتے بہتے ایکدن شیرین کو پہونچیگا ضرور
عشق ابروے بتان مین دل نے کی ایسی تلاش
جب پری کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون
آئے جب نخچیر ہونے پر کمی تر کون کی کیا

کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین
آنگے آگے دیکھیے کیا ہے مری تقدیر مین
پیر تے دو ہاتھ اگر آب دم شمشیر مین
نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوے شیر مین
زلزلہ آیا زمین کو جیسے شمشیر مین
لو مبارک اور اک حلقہ بڑھا زنجیر مین
پر نہین سرخاب کا اے ترک تیرے تیر مین

سوی ابروے بتان مین تل نہین اے مرغ روح
دانہ چھپکا ہے یہ دام جوہر شمشیر مین

عشق گیسو مین ملی دنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پاؤن سوئے خانۂ زنجیر مین

روز رسوائی سے نادم ہو کے قاتل بعد قتل
وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین

کشت و خون ایسا ہی رہتا دور تک نمین اگر
روند عزرائیل پھرتے کوچۂ شمشیر مین

نیند میرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین
رتجگا رہتا ہے شب بھر خانۂ زنجیر مین

باندھتا ہی گر ہوا ظالم مجھکو شکار
جب کھٹکنے لگے پر مرے تب پر لگے تیر مین

عشق ابرو مین جو جاتا ہون کہتا ہے وہ ترک
کون دیتا ہے روانی کوچۂ شمشیر مین

منحصر ہے مجرمون پر شان رحمت کا ظہور
ہے خطا سے فاش اگر تقصیر تقصیر مین

تیر پر تیر اوس ستمگر نے لگائے اس قدر
رہ گئی حسرت تڑپنے کی دل نخچیر مین

کج نہادون سے حذر کیا راستبازونکو امیر
خم نہین آتا ہے صحبت سے کمان کے تیر مین

ہے یہ پیری کا چرچا دور شیخ پیر مین
خون مادر طفل پیتے ہین ملا کر شیر مین

قصہ غیرون سے تمھارے عشق ابرو مین ہوا
چل گیا ہتھیار ہم سے کوچۂ شمشیر مین

ضبط غم سے آ بنتی ہے مرے دل مین گرہ
تیر ہو جاتا ہے پیکان سینۂ نخچیر مین

سرنوشت اتنی ہے کج کچھ اثر کون طالع کی ہے
شاید اولٹا قط لگا تھا خامۂ تقدیر مین

صبح پیری کا بھی اے مانی نشان باقی رہے
چھوڑ دینا کچھ سفیدی ابھی سے تصویر مین

کھینچیے دنیا کی ساری لذتون کو انتخاب
لیجیے شیراز سے مے پیجیے کشمیر مین

زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمان یار
چوکڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین

آئے ہین کس بادشاہ ملک وحشت کے قدم
ہوتی ہے نالون کی شلک خانۂ زنجیر مین

دیر سے سوئے حرم پیری مین جا کر کیا کرون
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین

اے جنون تو جذب کو کچھ کام فرمائے اگر
چشم لیلے کے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین

ذوق رحمت کھینچتا ہی سوے رحمت اے کریم
جانتا ہے تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھین ابروے جانان سی جب رُوئے ہین ہم
بھر دیے ہین ہمنے موتی دامن شمشیر مین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین
قلقل مینا کا عالم ہے تری تقریر مین

نقل سے کوئی نکلتا ہی جہان مین کار اصل
پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین

بیقراری سے مجھے الفت مین حاصل ہی سکون
پاے دل موج پریشانی سے ہے زنجیر مین

دور گردون مین کہان ہی جاے آسایش امیر
سیر کو آتی ہی ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہی ترقی حسن کی تنویر مین
جنکے رخ سے رنگ اڑا آیا تری تصویر مین

قتل مجکو یاد ابرو مین اون آنکھون نے کیا
ان ٹھگون نے ملکے مارا کوچۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے دل حیران مین میرے دخل غیر
عکس پڑتا ہے کہان آئینہ تصویر مین

قتل عاشق قاتلون کیواسطے ہی قوت روح
جب لہو چاٹا مرا دم آگیا شمشیر مین

بیخبر میرے مآل مرگ سے ہے وہ حسین
ہوکے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر مین

عشق ابرو مین جوان و پیر سب ہوتے ہین قتل
راتدن چلتا ہے رستہ کوچۂ شمشیر مین

اپنی وحشت سی ہی روشن خانہ زندان غم
مردمک ہے پالون اپنا دیدۂ زنجیر مین

گرمی خورشید محشر سے اونھین کیا کام ہی
ہین ترے کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین

کام آتی ہے جوانون کے بہت تدبیر پیر
طاقت پرواز ہے زور کمان سے تیر مین

دھیان اوس ابرو کا آیا عارض پُر وشن کے بعد
دھوپ سے ہم اوٹھکے بیٹھے سایۂ شمشیر مین

جمع زر ممسک جو کرتا ہے ہوا ثابت ہمین
اسکی قسمت مین نہین ہی غیر کی تقدیر مین

زخمیون کا کام نکلے کچھ تو اے ناوک فگن
ہی مناسب ہون پر طاوس تیرے تیر مین

کیا عجب ہو اوس رخ پر نور پر نکلا جو خط
جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر مین

کب خزانہ غیب کا ملتا ہے بے قسمت امیر

اچھا تھا ہی خاک ناحق خواہش اکسیر مین

وطن کی یاد ہے بلبل و بہار غربت مین
یہی ہے ایک بڑی غمگسار غربت مین

شگفتگی کے ہون سامان ہزار غربت مین
پر ایک سی ہے خزان و بہار غربت مین

گل وطن کی جو بو پھیلی اوڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت مین

عجب نہین ہے جو ہو موجزن نسیم کرم
دکھائین خار گلون کی بہار غربت مین

امید و بیم و غم بیکسی و درد فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوے نافہ آہو کہ نکہت گل ہون
وطن مین صبر نہ مجکو قرار غربت مین

بچھا کے سینے مصلا پڑھا دوگانہ شکر
اگر ملا شجر سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا زمین مین دفن
پڑا جو اڑ کے بدن پر غبار غربت مین

چراغ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہے کیون
وہی وطن مین وہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہل وطن
کہ بڑھ گئے موت سے ہے انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفت ابر یہ دل مضطر
برس پڑا اگر ابر بہار غربت مین

کبھی نہ بھول کے اہل وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت مین

جو دوستان وطن نے دیے ہین داغ امیر
مین جانتا ہون اوسے لالہ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھون کو پسند آگئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو بجلی کی کٹاری تھی کہ چمکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئین آنکھین

اوروں سے تو بیباک سر بزم لڑا گئین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہونچے تھے کہ پتھرا گئیں آنکھیں

ہوں لاکھہ زبانیں دہے پر مشق خموشی
پلکوں نے اشارے میں یہ سمجھا گئیں آنکھیں

معشوق کا جلوہ مجھے دل میں نظر آیا
صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھیں پا گئیں آنکھیں

تیغیں تھیں کہ یارب مرے قاتل کی نگاہیں
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گئیں آنکھیں

ادس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش
چکر کبھی آیا کبھی تیورا گئیں آنکھیں

اس ناز سے دیکھا کہ بہم کٹ گئے عاشق
ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوا گئیں آنکھیں

ہے سوز غم عشق سے یہ سوز حرارت
رونے نہ دیا دل اُمڈا تو مری آ گئیں آنکھیں

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
دل سیر سے اوکتا گیا پتھرا گئیں آنکھیں

گم گشتہ دل کی تا بکجا جستجو کریں
ہاں اور دل ملے تو تری آرزو کریں

فرقت میں سیر باغ کی کیا آرزو کریں
دل خون ہو اگر کسی غنچے کو بو کریں

یارب وہ ذوق دے کہ تری مست معرفت
مستی بغیر بادۂ جام و سبو کریں

دنیا سے ہاتھ دھو کے چلیں کوی یار میں
جائز نہیں کہ طوف حرم بے وضو کریں

مغرب سے اوٹھہ کے تم سوے مشرق جو آ رہو
مردوں کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کریں

بوسہ جو چار ابروے محبوب کا ملے
کعبے میں سجدہ آٹھہ پہر چار سو کریں

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائیں ہم
نالے کو موتیوں کے وہ زیب گلو کریں

ملتے ہیں ہاتھ دیکھہ کے صبح شب وصال
یہ چاک وہ نہیں ہے کہ جسکو رفو کریں

گلزار کو جو آپ سے اذن ثنا ملے
تیے بنیں زبان شجر گفتگو کریں

دامن ہے چاک چاک گریبان ہے تار تار
کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کریں

میں بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہوں
سونگھیں نہ گل حسین مری مٹی کو بو کریں

ہمسے جو بے خطا ہیں تو نامہربان خدا
کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کریں

مین دست روزگار مین تیغ اصیل ہون
جوہر شناس ہون تو مری آبرو کرین

نیچی نظر حیا سے کرین کیا وہ جنگجو
جو اک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

پلکون سے وہ امیر لیا کرتے ہین سلام
جس طرح گنگ انگلیون سے گفتگو کرین

مجروحون پر جو چشم کرم جنگجو کرین
سوز خم ایک تار نظر سے رفو کرین

منھ پر جو گرد آہ پڑے شست شو کرین
اتنی تو میرے اشک مری آبرو کرین

جو ٹوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین
مبہکین نہ ہم جو نوش سبو کے سبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ طاعت مین بھی نہ جائے
پہلے پڑھین نماز تو پیچھے وضو کرین

تار نگاہ دیدۂ یعقوب اگر ملے
ہم چل کے چاک دامن یوسف رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہی دماغ مے
غمزے نہ میرے سامنے جام و سبو کرین

انسان ہو کے ہم رہین محروم ای فلک
سبزے کی سیر سرو لب آب جو کرین

ہم میکشون کو کام شراب و گزک سے ہی
قرآن پڑھین تو ورد کلوا و اشربو کرین

ملنے نہ ملنے سے ہمین کیا کام سے ہی کام
جب تک کہ دم مین دم ہی تری جستجو کرین

زاہد ترے فرشتون کو یہ دن نہین نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مہر و ماہ
برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

مرنیکے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جب تک کہ دل ہی چاہیے ہمکو تری تلاش
جب تک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب ابروون کو مسئلہ عشق کا ہی فہم
نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین لگے سحاب کے
کہدو کہ جام لالہ و گل شست و شو کرین

چوری ہی کب ثبت مرے نقد ہوش کی
مفتی شہر قطع نہ دست سبو کرین

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر
آب بقا سے خضر و سکندر وضو کرین

ہے غنچہ ساں بہار خموشی مین اے امیر
بلبل کی طرح باغ مین کیا ہاو ہو کرون

جیتے جی جان سے گذرتے ہین — مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین
کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہے — ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہین
دل ٹھہر جاے یہ امید نہین — ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین
کس سے چوری اگر خدا سے نہین — ہیچ ہے زاہد بتون پہ مرتے ہین
لکھتے ہین خط رقیبون کو آپ — روز پرچے ہمین گذرتے ہین
مل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا — اب کوئی دم مین پار اترتے ہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر
مہر ذرے کو بھی وہ کرتے ہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان — خدا جانے کل تم کہان ہم کہان
جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم — ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان
حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین — مگر ان حسینون کا عالم کہان
الٰہی ہے دل جاے آرام غم — نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہان
کہون اوسکے گیسو کو سنبل مین کیا — کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان
وہ زخمی ہوئین زخم ہین بے نشان — الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی روئی یہ چشم پرنم کہان

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین — دہشت کے ہوش اوڑے ہوے نہ آسمان کے ہین
ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین — پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین
یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملینگے ہم — آخر تو پیچھے پیچھے اسی کاروان کے ہین

گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعاے وصل
آئی صدا ابھی تو مقام امتحان کے ہین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا
اے تیر آہ بس اب ارادے کہان نکلے ہین

ٹکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مرے آستان کے ہین

مر کر بھی مو سے ہمکو تعلق وہی رہا
تحفے سجد مین پیر مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سیکھے ہوے مرے مژہ خون فشان کے ہین

شکوہ شب وصال مین تا چند چپ بھی ہو
ایدل نکالے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن جھک یہ ترے عارض نگی ہے
دو آئینے لگے ہوے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
پیچھا کرین تو آگے ہی عمر روان کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہمین عقبے مین بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہان کے ہین

روشن چراغ برق سے رہتا ہے رات بھر
پر جلے ہوے نصیب مرے آشیان کے ہین

خنجر کو جوش جوش کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوے تجھ مین کہان کے ہین

اے ہمت بلند ابھی تو تھکے مگر
جلوے جو خاص ہین وہ ادھر لامکان کے ہین

یان جان پر بنی ہے تجھے سب ہین رکاوٹین
اے تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اونھین کی زبان کے ہین

اوس مہر وش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
اے کلک کل یہ سات ورق آسمان کے ہین

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گل کھلائے ہوے باغبان کے ہین

ان ابروون سے حضرت دل روز سامنا
کہیے تو ایسے آپ بہادر کہان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خلد مین حور آگئی نظر
شاید ابھی مقام مین ہم امتحان کے ہین

اوس طفل تند خو سے جو ملتا ہون اے امیر
کہتے ہین لوگ ڈھنگ برے اب جوان کے ہین

دل و جگر دونون جلگئے ہین انکا ہین جہان ملی ہین
تمھارے سر مے مین اہی تو کیا پتلی جوئی بجلیان ہین

مجال میری نہیں اتنی اگر مانگون تو لب و دہن کا
ہمیں تو نغمہ پسند آیا ہی نغمہ سنجان بوستان کا
زمین مین گڑ کر جو لطف اوٹھایا ادا ہو سطح خاک راہ کا
خدا نے وہ سلطنت عطا کی کہ شش جہت مین ہے جسکا شہرہ
اسیر گیسو ہے ہو ہین جب سے ہو ہین آزاد قید غم سے

ہزار و نعمتین ہین ہمین جب سے دعاء تب اونسے کچھ گدایان ملی ہین
بنے نہ دیکھے یہ خلق تا لو صد اینہی نعمتان ملی ہین
کبھی نہ پائین تھین زندگی مین رتھین جو یہان ملی ہین
وسیع ملک سخن ہی اپنا حدین کہانسے کہان ملی ہین
نہ کیون ہون اپنے جنون کے صدقے کہ ہمکو یہ بیڑیان ملی ہین

امیر رہتا تھا جس جگہ پر وہان کل اک ڈھیر راکھہ کا تھا
وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ جلی سی کچھ ہڈیان ملی ہین

نہان رہتا ہی آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون
رہی ای گل کسی گروہوں کو تیری جستجو برسون
فلک دیتا ہی شل زخم کسکو فرصت راحت
دل شفاف مین دیکھا ہی جلوہ روے جیران کا
کہان ہمسا ہی کوئی مرد میدان دشت غربت مین
سراپا جرم ہون لیکن وہ رند پاک طینت ہون
خدا کے گھر سے اونا شاد کوئی جا کی پھرتا ہے
فراق یار مین شب دوستون نے مجھہ سے منہ موڑا
مری حالت یہ ہجر یار مین مر مر گئی حسرت
جھکاتے ہم کہان سر شیاہی جم پر ادیباتی
جنون مین یہ نئی بخیہ گری کی دشت وحشت نے
تمھاری اک نگاہ ناز نے توڑا اشارے مین
ہلائے جسنے لب اک ہاتھہ مارا اوڑ گئی گردن
ہوا ہون آتش رنگ حنا سے خاک مین جلکر

حیا دیکھو نہیں آتا ہے اپنے روبرو برسون
پھرا کی کو بکو پیراہن یوسف کی بو برسون
جو کچھہ ہنستا ہی ہنس لے پھر تو رویگا لہو برسون
رہے ہین ای سکندر یوان ہم اپنے روبرو برسون
کیا ہمنے خموشی کی زبان سے ذکر ہو برسون
کیا زاہد نے میری آب خجلت سے وضو برسون
عجب کیا گر نہ نکلے تیرے دل سے آرزو برسون
شریک رنج تنہائی رہا ہی درد تو برسون
دل مایوس سے روئی لپٹ کر آرزو برسون
حمایل اپنی گردن مین رہا دست سبو برسون
کیا ہی پھاڑ کر دامن گریبان کو رفو برسون
بنایا چشم دل نے جو طلسم آرزو برسون
زبان مت تیغ سے اوس ترک نے کی گفتگو برسون
مری مٹی سے آئیگی گل عشرت کی بو برسون

کہان ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
رہیگا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

کریگا یاد اہی غم ہمکو بعد مرگ تو برسون
کھلایا ہی جگر برسون پلایا ہی لہو برسون

تڑپ کر دل نے میری مدتون رسوا کیا مجکو
بہا کر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گداز عشق مثل شمع ہر مو سے ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ ذبح مین پایا کہ کرتا ہے دعا بسمل
ہے یون ہی الٰہی ربط شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبط الفت کو
نہین آتا زبان تک دل سے حرف آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
مگر اہی بیکسی رویا کریگی مجکو تو برسون

چھپائے منھ اگر وہ یوسف گل پیرہن دو دن
چمن کا منھ نہ دیکھے گا ردان رنگ و بو برسون

نہین اہی بیکسی بعد فنا کچھ خوف تنہائی
رہیگا میری تربت پر ہجوم آرزو برسون

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
موئے پر بھی نہ اوتریگا مرا طوق گلو برسون

نچھوڑا پاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین
رہ شوق بتان مین بھی چلے ہم قبلہ رو برسون

مزا لے لے کے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے
برنگ زخم ہم ہنس ہنس کے روئے ہین لہو برسون

نہ آیا ساقی پیمان شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنار آب جو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے ہی میرا بہلایا
لگا یا ڈھیر پھولون کا قفس کے روبرو برسون

نہ کرا ہی یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر مین جلایا ہی چراغ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی تا ہی درد دعوی ضبط الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آکر تا گلو برسون

امیر اُس بے نشان تک سعی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پانؤن ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویر حیرانی ہم اُنکے روبرو برسون
لب خاموش سے کی درد دل کی گفتگو برسون

نہین مٹتی ہی دل سے مرکے آنکی آرزو برسون
یہ وہ گل ہی کہ مرجھانے پہ بھی دیتا ہی بو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو اپنے چار سو برسون

نہ ہوگا بادہ فا میخوار اے پیرِ مغان ہم سا
گھٹا کر خون بڑھائی دختِ رز کی آبرو برسون

رہے ہم مر کے بھی یارب میکدے مین دوستون کا
بنائے جائین اُنکی خاک سے جام و سبو برسون

یہ کس تیغِ نگاہِ ناز نے زخمی کیا مجھکو
کہ آئی سیر زخمون سے بھی بوے نازبو برسون

چلے تھے ایکدن ٹھکرا کے ساغر کو سبوتون نے
کیے سر زاہدون کے کاٹ کر نذرِ سبو برسون

رہین کیونکر نہ توصیفِ دہن مین گم سخن و شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

پسیجا دل نہ ہو سکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ دردِ گلو برسون

صدف سے نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتون سے
گرہ مین باندھ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغِ یار روئی چشمِ جوہر سے لہو برسون

زبان اظہارِ حق سے کافر و مومن کوئی رکھتی ہے
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگا یا دخترِ رز کو نہ منہ سے ہجرِ ساقی مین
بہت طاقون پہ سر ٹپکا کیے جام و سبو برسون

ہوا یہ قحطِ آب آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا در در دعا ے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور کب گیا دل سے مری مژگانِ جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین وہ ایک ایک مو برسون

امیر اک مصرعِ تر بت کہین صورت دکھاتا ہے
بدن مین خشک جب ہوتا ہے شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر درِ دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہے اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برقِ تجلی کے اڑا جاتے ہین

دم کے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
ن لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہین

پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو دمِ نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایما ہے کہ غصہ نہین اوترا اب تک
جاے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

کہتی ہے تیغِ قضا ڈھونڈ کے اُنکو جو رنگ
جوششِ شمشیرِ ادا کی جو بچا جاتے ہین

یاد آتا ہے جو ہنس ہنس کے رولانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک
یار ساقی مین پلا نوش چڑھا جاتے ہین

کیا سمنی ہین عدم آباد کے جانے والے
نقد جان پہلی ہی منزل مین گنا جاتے ہین

جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھکر
جا دو ملک عدم مجکو بتا جاتے ہین

اور یہیا کے کرین کیا ادھر انے والے
مارے غیرت کے زمین مین تو سما جاتے ہین

کسکے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کی جھونکے
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین

جو ترے دل مین ہے وہ دیکھنے والے تیرے
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین

کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
سرمہ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین

گل سے مطلب ہمین گلشن مین نہ بلبل سے غرض
سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین

گو نکل جاتے ہین آ آ کے گھٹا کے لکے
ساقیا دل تو یہ مستون کی بڑھا جاتے ہین

سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل
کینے مطلب کی تو یہ صاف اوڑا جاتے ہین

ہیزم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو
راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین

بے ہے آندھی ہین مٹانے کو حسین دل کے لیے
جو گھروندا یہ بناتا ہے مٹا جاتے ہین

ہین خریدار اگر ہون تو نگہ کا اون کی
تیغ کیون میرے گلے سے وہ لگا جاتی ہین

حسن کی شان کو ہے بوقلمونی لازم
کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین

ملک الموت کبھی جنکے سُلا دیتے ہین
فتنہ حشر کبھی جنکے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہو کے وہ گیسو مجھے لپٹے ہین امیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

مین الفت کے وہ حسن کے جوش مین
نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

لٹک کر وہ زلف آئی ہے تا کمر
کہ لیلی ہے مجنون کے آغوش مین

نہ اوٹھا ابھی بزم سے مے کشو
ہمین بھی تو آلینے دو مدہوش مین

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا — ٹھہر ہو کبھی اُس بناگوش مین
کہین لعل ہم کیا لب یار کو — کہ ہے فرق گویا و خاموش مین
قدم پر جو گرنے لگا غش مین مین — کہا بیت سے کے آؤ ذرا ہوش مین
بہت دختر رز سے گرمی نہ کر — کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین
نہ کر سامنا اب تو قحط شراب — نہین جان زند قدح نوش مین

بلا وصل مین مے نہ اونکو امیر
مزہ کیا رہے جب نہ وہ ہوش مین

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہین
عالم مین اوسکے حسن کا جلوہ کہان نہین
موجود گو وحشت غم ہجر اگر نہ دبان نہین
کرتے ہو انکسار کی باتین ہمین آج کیا
مردہ جو مجھ غریب کا بے گور رہگیا
اک حور وش کی خانۂ زندان مین ہے جو یاد
کیا کیا کرینگے قتل نکہرنے تو دو اوجنین
کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائر اثر
چشم سیاہ یار کے اتنے کیے ہین وصف
طوطی ہے آجکل سگ جانان کا بولنا
مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی
بالیدہ اوسکے آنے سے ایسا ہوا چمن
زندان چمن ہے وحشی نازک مزاج ہو لنہ
آنکھون لگے ہم تو ساعد جانان سے گرد ہین

شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہے زبان نہین
فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین
اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہین
میرا بیان ہے یہ تمھارا بیان نہین
دو گز بھی کیا زمین تہ آسمان نہین
ہو جبین نسیم خار کی بینا بیڑیان نہین
پنہان ہے تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین
جز شاخ نالہ اور کہین آشیان نہین
ہے میل سرمہ منہ مین ہمارے زبان نہین
لذت مین نیشکر ہین ہمارے استخوان نہین
سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین
ساقی وہ کون شیشہ ہے جو آسمان نہین
پھولونکی چھڑیان ہین مری بیڑیان نہین
حلقے ہمارے آنکھونکے ہین چھڑیان نہین

ہون اس چمن مین طایر کم پر تو کیا ہوا | صیاد ابھی ہی دور بلند آشیان نہین
لذت جو آبلے نے اوٹھائی ہی خار کی | کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین
پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب | اُتُّو تباے تن پہ ہی یہ جھُریان نہین
ادنی یہ فیض ہی سخن آبدار کا | موتی صدف مین ہین مرے منھ مین زبان نہین

ایذا کا خوف صاحب تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگِ سنگِ گران نہین

مرتبہ تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھین | زیست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھین
قاتلون سے کہو سر کاٹ کے معذور ہون | اپنے سر کو بھی تہ خنجر قاتل سمجھین
اے پری اونکے لیے فکر سلاسل ہے عبث | جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھین
اک تجلی مین جو موسی سے ہو طالب کا یہ رنگ | اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین
جان جان جسکو کہے جان اُسے ہم جانین جان | دلربا جسکو کہے دل اوسے ہم دل سمجھین
لاکھ دولاکھ مین شاید کہ اوٹھے ایک کا پانون | عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھین
زندگی یار کی اور موت ہی اللہ کے ہاتھ | کسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین
آشنا درد سے کچھ ہون جو بتانِ بیدرد | میری ہر آہ کو اک مصرع بیدل سمجھین
کیا کسی دل کے تڑپنے پہ اونھین رحم آئے | رقص بسمل کو جو آرایش محفل سمجھین
بت مین بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ | واعظو حق کسے جانین کسے باطل سمجھین
اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون | کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھین
رحم کا ذکر تو کیا ضد ہی یہان تک جسے | زہر دین بوسۂ خط کا جو وہ سایل سمجھین
آپ پیری وجوانی پہ بنی ہین صاحب | دل عاشق کو بدستور وہی دل سمجھین
گھر کرین دل مین وہ شرماتے ہین کیون آنکھون سے | اُسکو محمل تو اونھین پردہ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچۂ گل شکل صنوبر ہے امیر

جسمیں کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھیں

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھیں
تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھیں

آبلے دیکھیں کریں سر سے تحیر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھیں

پیچ قسمت نے دیئے ہیں یہ اسیروں کو ترے
موج گل بھی اگر آ جائے سلاسل سمجھیں

کھینچ کر تیغ ہی آئیں وہ کہیں آئیں تو
نہ جلائیں نہ سہی قتل کے قابل سمجھیں

جلد لے لیں کہیں اسکو بھی فراغت ہو جائے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھیں

حوریں بن بنکے ہیں روحیں شہدا کی نکلیں
خلد سمجھیں کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھیں

ہے مزہ عفو گنہ کا وہ نہیں کچھ دور نہیں
بیگناہوں کو جو تعزیر کے قابل سمجھیں

دور ساقی میں ہے یہ ربط شکستہ دل میں
ٹوٹ کر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھیں

دل جو انگاروں پہ لوٹے تو وہ کیوں شاد نہوں
شمع و پروانے جو گرمی محفل سمجھیں

پانی ٹپکائیں دم نزع نہ منھ میں احباب
تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھیں

بسمل ناز و ادا ہم سے کہاں ہوتے ہیں
رک گئے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھیں

اتنے خود بین ہوں یارب کہیں تو ہیں اسکے
آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھیں

ہمہ تن داغ میں لالے کا تختہ ہے بدن
لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھیں

ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے سایہ پہ نظر
ہم وہ بسمل ہیں کہ گردن میں حمائل سمجھیں

سردی کچھ کم نہیں رندوں کو زمیں کے نیچے
فانوسوں سے کم محفل تہ محفل سمجھیں

لے اڑے گر طرف باغ فنا ہمکو امیر
نالۂ دل کو یہ طائر بسمل سمجھیں

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ میں
پھول ہو جائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ میں

گل ترے چھیتوں کے ہیں اے گل جو سارے ہاتھ میں
باغ الفت کا ہے گلدستہ ہمارے ہاتھ میں

پوچھتے ہو کس سے جو چاہو کرو مختار ہو
دل تمھارے ہاتھ میں ہے یا ہمارے ہاتھ میں

اے پری افشان چھڑکنے کا جو تجکو شوق ہو
لطف اوٹھے سیر محل کا شب مہتاب مین

ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو حسن خانہ ہوا
ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی

اونگلیان شوخی سے جھمکاتا ہنین وہ رقص مین
جام کیسا جام چلو کو تبا سکتے نہنین

ناز سے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھون پر وہ ہاتھ
آتش رنگ حنا بھی ہے عجب معجز نما

کیا نزاکت ہے جو توڑا شاخ گل سے کوئی پھول

زہرہ دوڑے آسمان سے لیکے تار ہے ہاتھ مین
ہاتھ اوسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ مین

حورین دوڑین لیکے جنت سے ہزارے ہاتھ مین
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین

یہ سمند ناز بھرتا ہے طرارے ہاتھ مین
ہے شہید مستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین

دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین شکارے ہاتھ مین
ہے حنا مثل کف موسیٰ تمھارے ہاتھ مین

آتش گل سے پڑے چھالے تمھارے ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے اسیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت کے مارے ہاتھ مین

کھائی شکست گل نے اوس گل سے یہ چمن مین
ہین چشم و دل ٹھکانے جب تک ہے روح تن مین

ہے چسخ پر یہ ایما ابروے ماہ نو کا
غصے سے یاد اوسنے مجکو کیا ہے شاید

بڑھتی ہے عمر جتنی ہوتی ہے عقل افزون
کمسن قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی

ہے جمع مال آفت دیکھ اے بخیل غافل
کیا جانیے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ

شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہے

ابتک ہے ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہے بدن مین
کیا مصحف آرسی ہے دولھا مین اور دولھن مین

کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہے بانکپن مین
جو ساتھ ہچکیون کے رعشہ بھی ہے بدن مین

ہر دم نیا مزہ ہے اس بادۂ کہن مین
جو شمع ہے لگن مین شمشاد ہے چمن مین

کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین
بلبل پکارتی ہے صیاد کو چمن مین

کعبے سے اوٹھکے بیٹھے پہلوی برہمن مین
ہشیار بھی ہین اکثر مستونکے پیرہن مین

دیبا حریر قاقم تھا رخت خواب جنکا / زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوئے کفن مین

داغ جگر کا پھاہا بھل کر وہین مجھرائین / یہ بھی کنول ہو روشن اوس گل کی انجمن مین

سن لے جو بتکدے مین اُس گل کی آمد آمد / چھپتا پھرے ہر اک بت دامان برہمن مین

کیا کم ہو گر گریبان انگور کا ہے دانہ / رنگ شراب گلگون ہر اوسکے پیرہن مین

مین نفس کے ہون درپے ہر نفس میرے درپے / رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کی چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا / جب جانتے کہ گرتے تیرے چہ زقن مین

یاران رفتہ کا ہے غم اے امیر ناحق / چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائینگے وطن مین

سمجھا یہ مین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین / صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہر باغ باغ بلبل جسطرح تو چمن مین / پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اوس بت نے منھ چھپایا گیسوے پرشکن مین / اے دل خدا خدا کر خورشید ہے گہن مین

آزاد رہ کے جینے ایام عمر کاٹے / دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر پہ جا نہ اسکے ہے پیر زال دنیا / غافل ہے یہ زلیخا یوسف کے پیرہن مین

آواز کن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے / غربت پکارتی ہے بس رہ چکے وطن مین

حال بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے / اک شمع ہے سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین خموشی تیرے گرفتہ خاطر / کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کی دہن مین

یارون سے اُنس کیسا غربت مین عمر گذری / ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے / ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہے جو صورت خط مین لکھون کہانتک / تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی / رو رو کے دل مین خالی کرتا ہون انجمن مین

گھل گھل کے بہ گئے ہین فرقت مین سارے اعضا / مثل حباب باقی ہے سانس پیرہن مین

موے سفید سر پہ تیاری عدم ہے
غربت ہے ناگ اتر آتی جاتی ہیں ہم وطن میں

سنبل نے رونہ فرقت پھانسی گلے میں ڈالی
سولی پہ مجکو کھینچا شمشاد نے چمن میں

عشق دہن میں میرے منہ سے یہ خون ڈالا
اب تک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن میں

چھیڑی صبا نہ اتنا کہدو میں بوے گل ہوں
جا کر چمن سے مجکو آنا نہیں چمن میں

کستے ہوں پشیمان کب ہونٹ چباتا ہوں
عیب دانت تک نہیں ہیں باقی مری دہن میں

وحشت امیر ابہی کچھ آج سے نہیں ہے
مانند گل ازل سے ہر چاک پیرہن میں

ہم جو مست شراب ہوتے ہیں
ذرے سے آفتاب ہوتے ہیں

ہر عزا بات صحبت واعظ
لوگ ناحق خراب ہوتے ہیں

کیا کہیں کیسے روز و شب ہم سے
عمل ناصواب ہوتے ہیں

بادشہ ہیں گدا گدا سلطان
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہیں

ہم جو کرتے ہیں میکدہ میں دعا
اہل مسجد کو عذاب ہوتے ہیں

وہی رہجاتے ہیں زبانوں پر
شعر جو انتخاب ہوتے ہیں

کہتے ہیں مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہیں

آنسوؤں سے امیر ہیں رسوا
ایسے لڑکے عذاب ہوتے ہیں

کچھ خار ہی نہیں مرے دامن کی یار ہیں
گردن میں طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہیں

سینہ ہو کشتگان محبت کا یا گلا
دونوں یہ تیرے خنجر آہن کے یار ہیں

خاطر ہماری کرتا ہے دیر و حرم میں کون
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہیں

کیا پوچھتا ہے مجھسے نشان سیل و برق کا
دونوں قدیم سے مری خرمن کی یار ہیں

کیا گرم ہیں کہ کہتے ہیں خوبان لکھنؤ
لندن کو جائیں وہ جو فرنگن کی یار ہیں

وہ دشمنی کریں تو کریں اختیار ہے
ہم تو عدو کے دوست ہیں دشمن کے یار ہیں

کچھ اس چمن میں سبزۂ بیگانہ ہم نہیں
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہیں

کانٹے ہیں جتنے وادی غربت کے اے جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہیں

گمگشتگی میں راہ بتاتا ہے ہمکو کون
ہے خضر جنکا نام وہ رہزن کے یار ہیں

جیتے ہیں شوق برق تجلی میں کیا ہے خوف
چیتے تمام وادی ایمن کے یار ہیں

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیر
دندان نہیں یہ میرے لڑکپن کے یار ہیں

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن میں نہیں
داغ سے ایک بھی رہا ہے ترے دامن میں نہیں

زار اے مرگ ہوں میں کچھ بھی مری تن میں نہیں
کس سے الجھینگے فرشتے کوئی مدفن میں نہیں

سرو بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن میں نہیں
طوق قمری کی طرح میری بھی گردن میں نہیں

کہ وہ آئیں نہ فرشتے مجھے خجلت ہوگی
ہر جگہ تنگ سمائی مرے مدفن میں نہیں

کیوں نہ خوش ہوں کہ بھرا ہے یہ مرے کینے سے
کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن میں نہیں

مرگ کے بعد بھی ہے تیرگی بخت ایسی
کہ کفن کی بھی سفیدی مری مدفن میں نہیں

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق اے بت
پتلی پتھرائی ہوئی چشم برہمن میں نہیں

آب فوارہ صفت خاک لہو اوچھلیگا
رگ جہندہ کوئی قاتل مری گردن میں نہیں

عمر دوری کی نکالے دل عشاق سے پھانس
نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن میں نہیں

میں وہ رہرو ہوں کہ ہے دست تہی نان سفر
کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن میں نہیں

ہیں زمانے کی جو لذت سے بری عالی قدر
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن میں نہیں

حور و غلمان میں جو ہے حسن بشر میں بھی ہے
کہ یہ تصویر گلی رنگ میں روغن میں نہیں

دوڑتے ہیں دل عاشق سمجھکر کنجشک
ابھی کمسن ہیں او نہیں ہوش لڑکپن میں نہیں

جنت سے مجکو نہ معشوق ملا سادہ مزاج
ہیں جو جالی میں شکن تک کہیں دامن میں نہیں

ہو رہوں خواہان تجھے پڑی ہے بھی پڑ تیغ — لاگ اور اوسکے سوا کچھ سر و گردن مین نہین

دولت حسن کو کیا دولت دنیا سمجھو تجھے — جو چمک رنگ طلائی مین ہر گند نین نہین

ہون وہ لاغر جو ملک آئے پس مرگ امیر — پھر گئے دل مین یہ سمجھے کوئی مدفن مین نہین

چھوٹ کے بھی قید سے ہون قوت جو مرے تن مین نہین — گو نشان طوق کا ہے طوق جو گردن مین نہین

ہونٹ آفات جہان کا دل روشن مین نہین — دخل سیلاب کبھی ہاے کے خرمن مین نہین

چشم نمناک نے اشکون کا یہ مینھ برسایا — کہ کہین گرد کدورت دل دشمن مین نہین

پردہ بیجا ہے غم عشق کو کوئی چھپتا ہے — چشم خونبار رہا ان گوشۂ دامن مین نہین

دل جو صد چاک ہے اوسمین ہے خیال رخ دوست — شاہد پردہ نشین کون سی چلمن مین نہین

اپنے چہرے کی سیاہی سبب وسمہ کو دیتا — کیا کرے بخت مرا تا بود شمن مین نہین

باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا — کوئی گل صبح بھی دروازۂ گلشن مین نہین

فاتحہ پڑھنے مری قبر پر آئے کوئی کیا — طائرونکا بھی گذر گنبد مدفن مین نہین

گرم آنسو تری میخوار کے ہین اے ساقی — رات کو کرمک شب تاب یہ ساون مین نہین

بزم میخانہ ہے کیا انجمن ناز و نیاز — ہاتھ کس مست کے یان شیشے کی گردن مین نہین

دل کھنچے جاتے ہین سب تیری بازو کی طرف — نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن مین نہین

کوچۂ عشق مین جا دیکھ فروغ رخ حسن — طور کس جا ہے اگر وادی ایمن مین نہین

خندہ زن کیا ہے کہ طوق ایک ہے آپس ہو کہ زر — تیری گردن مین نہین یا مری گردن مین نہین

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہین ایک — خال عارض ہے سویدا دل روشن مین نہین

کیا زمانہ ہے نہین صاف کسی سے کوئی — دوست کے دل مین وہ جو دل دشمن مین نہین

اب یہ سنجیدگی طبع سے خالی ہے جہان — مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن مین نہین

سیکڑون شیشۂ دل کی ہے حفاظت لازم — دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

واہ کیا تازہ مضامین ہیں ترے رنگین ہیں امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن میں نہیں

غم دنیا کا گذارہ مرے مسکن میں نہیں
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن میں نہیں

کونسا بل ہے جو زلف بت پرفن میں نہیں
زور سا ایسا کسی اژدر قی ہوئی ناگن میں نہیں

اے جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہے طوق گریبان مری گردن میں نہیں

کسکی آمد ہوئی گھبرا گئے جو کہتا ہے یہ رنگ
رخصت اے گل کہ گذارہ مرا گلشن میں نہیں

اے جنون دست درازی کا تمہی قایل ہون
چاک ہے کون گریبان کا کہ دامن میں نہیں

چاہیے کیا مجھے محشر میں کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبا ترے دامن میں نہیں

کہتے ہیں وہ خط رخ جلد بنا اے حجام
کام اس سبزہ قدم کا مرے گلشن میں نہیں

ڈھونڈھو تو گرمی دل جا کے گر استخوانون میں
یہ شرر سنگ میں ہو گا اگر آہن میں نہیں

ہمہ تن ہو گئے زبان کہتی ہے مقتل میں تیغ
کون سر ہے جو مرے سایۂ دامن میں نہیں

آتش نمے سے جو اٹھتا ہے دھوان کافی ہے
کسکو حیرت ہوا ہے بہوا یہ جو گلشن میں نہیں

جانتا ہی مری خاطر کی کدورت وہ مہ
ذرہ خورشید سے پنہان کسی روزن میں نہیں

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آ نکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون میں نہیں

تیغ قاتل کا لب خشک ہو تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن میں نہیں

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن میں نہیں

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طایر سیماب کا گلشن میں نہیں

کشتۂ تیغ تحیر ہون میں اس محفل میں
جان تصویر کے مانند مرے تن میں نہیں

کیون لگاتے ہین سر گور غریبان لو چین
دفن لاشے ہیں دفینہ کسی مدفن میں نہیں

بزم میں جسکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ اوبھین تاریکی مدفن میں نہیں

تھی کبھی سایۂ دیوار سکان ظل ہما
آشیان چیند کا اب کون سے روزن میں نہیں

قتل کرتی ہی دوبارہ ہمین شرم اونکی امیر
خم شمشیر ہے خم یار کی گردن مین نہین

عالم پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہی خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصل بت ہوتا نہین ہے یا خدا ملتا نہین
ڈھونڈھنے پر آدمی آپ لے تو کیا ملتا نہین

حسن بے پردہ ہے عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

اے امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا نہین
مل گیا جسکو کہین اوسکا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دنیا کے مزے کے واسطے
اے بتو تم سے کوئی بہر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہی تو میرے دست و بازو کھول دے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیرے ہین اس کثرت سے بسمل کو ترے
روح نکلے تن سے اتنا راستہ ملتا نہین

اک مجھی سے رہگیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہے جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

ٹھوکرین کھانا مقدم ہی جو منزل کا ہی قصد
راہرو بہکے نہ جب تک راستا ملتا نہین

ہوشیاری شرط ہی غافل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والونکا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہی اوسی کا فیض اے اہل حرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہین

منکر یکرنگی معشوق و عاشق ہین جو لوگ
دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے مین مرے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون عدم مین حال احوال کس سے کہون
ملک بیگانہ ہے کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہی منظور اے دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہے سرزمین عشق مین
سیکڑون منزل نشان نقش پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھیے سَترہین مُردہ اے امیر
خاک کے نیچے بھی کنج انزوا ملتا نہین

سوے مژگان ہی ترے سیکڑون مرجاتے ہین
یہی نشتر تو رگِ جان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر ہین عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ ادھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہے
جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے
نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہ عشق مین ہے
وہی زندہ ہین یہان آسکے جو مرجاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھاری ہوتے
سب حسینان جہان دل سے اوتر جاتے ہین

زاہد و تمکو جنان ہمکو درِ یار پسند
خیر جاؤ تم ادھر کو ہم ادھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین
زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علی مین ہے کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوے جتنے ہین سنور جاتے ہین

مے پیین کیا کہ کچھ فضا ہی نہین
ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت
اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصف دہن مین سُنکے کہا
ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین اونکی محفل مین
جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد
کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذت عیش وصل کیا جانین
اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص
آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہر ہمین اب تو تیری الفت مین
صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مری مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتی ہین
بڑا ہو نین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن رنگین پہناتے ہین — تماشا ہی کہ کشتے کو تری دولہا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمایش کی — مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

محبت کا برا ہو دل کو روکون یا جگر تھامون — مری قابو سے یہ دونون کے دونون نکلے جاتے ہین

گذرگاہ جہان خالی نہین رہتی ہی کثرت سے — تماشاگاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاع مہر کس شوق سے آ کر لپٹتی ہے — کبھی کوٹھے پہ چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین

طلب شانے کی ہی زلف دوتا کی خیر ہو یارب — خدا حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنابندی کا یہ بھی ایک شوخی ہے — ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہی ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر — ہمین کو اور اُلٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھونمین — لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہی اے قاتل کہ سہل جان دیدیکر — تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینان جہان رکھتے ہین شاید درد کا شیوہ — جگہ دیتا ہی جو دلمین اوسی کا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشت دل ہوشیاری سے — گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آئے تو کہو اوسنے کہتے ہین — کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہین

گلوری وہ نہین کھاتی ہین مسی مل کے ہونٹھونپر — نگین یاقوت کا نیلم کی ٹیری پہ جماتے ہین

وہ مہوش ہین کہ رکھ لیتی ہین سینہ چیر کر دلمین — کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجکو ای زاہد خبر کیا ہے — فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اوٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی — اُٹھو رندو چلو واعظ تو یونہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہی شمشیر قضا پر باڑھ کا ڈورا — مبارک مرگ نو ای دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہی پیار بھی در پردہ اونکا چھیڑ سے خالی — رلا دیتے ہین اتنا وصل کی شب جب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہوکر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو سیر باغ کے جب یاد آتے ہین

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک ہے کر خانۂ کعبہ مین بپا ہو سمجھے
بلا کا بھیس اوسکا فتر ترے گیسو بدلتے ہین

بہار آئی ہی صبح عید کا عالم ہی گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہی دور دور زلف و عارض مین
مسلمانون سے ٹوپیا آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
پہرہ مین جیسے بانکے ہتیرے ہر سو بدلتے ہین

بہا مین کچھہ تو پایا ہی انھین اے چشم تر بہتر
جو اپنے سوتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مے کہنہ ہی یہ آب وضو تیرا انہین زاہد
جو چشمے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کہتی ہین تصویرین
ادب سے بیٹھنے والے کہین زانو بدلتے ہین

امیر اس باغ مین رہکر کرین کیا دم اولجھتا ہے
نہ نخوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین

پہونچے ہم جب شہر مین پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اپنے اس ظالم کو ہی ایسا خیال
چونک اوٹھتا ہی جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابروون سے ہی کس و ناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہی منھہ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکمونکے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہی
پانوؤن سے میرے اوتر جائین نہ زنجیرین کہین

اوسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہیے اگر
بوسلے دربان جا و کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
گرد جو خوب نظر آنسوؤن کا تار ہون مین

بجا ہی سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سی ہزار ہون مین

الٰہی آئے کوئی حور باغ جنت سے
الجھ رہا ہون کہ تنہا تہ مزار ہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گناہگار نہین تو گناہگار ہون مین

ہزار مردون مین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہے کیا خاک ہوشیار ہون مین

بغیر جرم ہون پامال ستم ہمجنسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین

شریک درد نباتات ہون بشر کیسے
پڑین درخت پہ پتھر تو سنگسار ہون مین

کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین

صفائی ہر جہان مین مری کدورت سے
کرے جو آئینون کو صاف وہ غبار ہون مین

فسردگی ہر مری باعث خزان چمن
شگفتگی مین تماشائے نو بہار ہون مین

وہ شعلہ کے پردہ امکان قدم کو کیا دیکھون
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین

وہ تیغ مجھ پہ ہے جب تیغ کا مین ہون کشتہ
نگاہ لطف ہر جب تیر کا شکار ہون مین

بہا لے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلا سکے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریا سے بیکنار ہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
وزیر اعظم سلطان تاجدار ہون مین

حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبی
دم وغا کف حیدر مین ذوالفقار ہون مین

خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عالم نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
زبان بند نہین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا امیدوار ہون مین
ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہون مین

گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین
ہوا اڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین

نگاہ ذائقہ مین آنسوؤن کا تار رہون مین
گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار ہون مین

کسی کی تیغ کھنچے قتل کو فگار رہون مین
کسی کا تیر چلے صید پر شکار رہون مین

لگائے منھ مجھے وہ غنچہ دوست کب دیکھون
برگ گل نے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کہو گے جو مجھے مین بھی وہی کہونگا تمھین
اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار ہون مین

ہوائین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہہ
اڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہون مین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مردہ تہ مزار ہون مین

مرے گناہون سے ہر اونکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گناہگار ہون مین

ہو انکی زلف پریشان عذار پر غازہ
تو ہونگا گرد حسینون کے وہ غبار ہون مین

ہوا جو قصر فریدون مین کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اوجڑا ہوا مزار ہون مین

رقیب پھولون کی بدھی اوسے پنھاتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

امیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہے سر ہر گام پر رفتار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین

لیگیا لخت جگر اپنے جو مین گلزار مین
برگ گل بلبل سمجھ کر لیگئی منقار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر سے مین اندر کا حال
در مین رخنہ ہے نہ روزن یار کی دیوار مین

بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہہ سائی کا امیر
منھ نظر آنے لگا سنگ در دلدار مین

ردیف واو

صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجکو
منھ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجکو

اور تھا کون شب ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجکو

مرگئے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسیٰ سر بالین نہ کہین قم مجھکو

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین
کف افسوس ملی جبسے کیا گم مجھکو

ایک کو ایک سے بڑھکر ترے جلوے کا ہے شوق
آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدم مجھکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہے
لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمم مجھکو

آبرو ہے یہ مری پیر مغان کے آگے
منہ سے ساغر جو نکل جاے تو دے خم مجھکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون مثل نگاہ
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجھکو

روز دکھلاتی ہے دنیا کا سپید اور سیاہ
اوسکی شام مسی و صبح تبسم مجھکو

ہون وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤن
صورت گوہر نایاب کرے گم مجھکو

اثر طالع واژون سے عجب کیا ہے اگر
تیغ بجاے مرا دست تظلم مجھکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت تو مٹے
خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجھکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون
نفخۂ صور ہو آواز ترنم مجھکو

مجلس وعظ مین مین مست اگر جا بیٹھون
مغبچے کھینچ کے لیجائین سر خم مجھکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجھکو

لگئی کل ہوس مے جو سر خم مجھکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجھکو

کعبۂ رخ کی طرف پڑھنے ہی آنکھوں سے نماز
چاہیے گرد نظر بہر تیمم مجھکو

داد اے بیخودی شوق کیا خوب سلوک
اوسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجھکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی بغل سے چھوٹا ہون
کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجھکو

سنئے معلوم وہ مہمان ہوے ہین کسکے
آج گھر گھر لیے پھرتا ہے توہم مجھکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو بھیجا
بال دیے ہو گئے لب وقت تبسم مجھکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا
جام مے بھر کے پلاؤن مین تمھین تم مجھکو

بے ثباتی میں نہیں کون سی جا سیری نمود
ذرے چنتے ہین مجھے گنتے ہین انجم مجکو

خم مے تھا کبھی اک قطرے سے کم اے ساقی
اب وہی ہین ہون کہ ہر قطرۂ مے خم مجکو

ہین تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجکو

دھوکا کھائے ہوئے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہین دیکھ کے ابتک لب گندم مجکو

مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون
دیدہ و دل مین جگہ دیتے ہین مردم مجکو

مین ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی مین
تو نے کیا پھیر لیا منھ کہ کیا گم مجکو

دیکھتا ہون کبھی آئینہ تو روتا ہون امیر
اپنی صورت پہ خود آتا ہے ترحم مجکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجکو
ہر حباب مے پر زور ہوا انجم مجکو

ہون مین نقش قدم اس رہگذر ہستی مین
ایک ظاہر جو کرے چار کرین گم مجکو

مین جو مر جاؤن تو اے پیر مغان کہہ دینا
مغبچے کھینچ کے ڈال آئین پس خم مجکو

ہو مری قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے لے چار قدم تیغ تبسم مجکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون
ضعف سے اٹھ نہ سکونگا نہ کہین قم مجکو

دی صدا دل کو جو اس بزم مین تنہا چھوڑا
ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم مجکو

ہو سر ہجر سے تا مثل گہر سجدہ قبول
چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجکو

لالہ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون
ڈھونڈتا ہے لب تو ڈوبتا نہین قلزم مجکو

لیجلی ہی نو سنبھالے ہوئی بیچل سوئے یار
بیخودی راہ مین کرتا نہ کہین گم مجکو

ہون وہ سرکش جو کرون رخ در توبہ کی طرف
بہکے جاتے ہو کیا رسے دہن خم مجکو

نگہ مہر کمان یار جفا پیشہ کہا ن
ملک الموت سے ہی چشم ترحم مجکو

سوز دل وجد کا باعث ہی بیان مثل سپند
میری فریاد ہی آواز ترنم مجکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفاکی کو
قتل ہونے نہین دیتا یہ توہم مجکو

بجنت کو آئے جو واعظ مجھے آجائے یہ جوش
لب ملین ساغر سے گئے دہن خم مجکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
کن کے کہنے کلمے یہ بھی معنی سے تقدم مجکو

اشک سان جنبش مژگان نے کیا گم مجکو
تجکو قاتل ہی کے لعل لب خندانکی قسم
برسون جھیلی ہی مصیبت شب تنہائی کی
دیکھ لون اونکو ذرا نزع مین آلینے دی
غط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین
شوق طوف حرم عشق مین باندھی ہی کمر
شب کو نکلون جو مین لاغر تو وہین مثل کمند
ہون مین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن نعرہ
شمع سان محفل عالم مین وہ ہون سوختہ بخت
صاف کہد و نہین دیدار دکھاتا ہی اگر
اسنے جنت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا
اسقدر طول خموشی کو ہوا غفلت مین

لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجکو
نیمجان چھوڑ نہ اے تیغ تبسم مجکو
مدتین گذری ہین گنتے ہوئے انجم مجکو
رحم اے بیجگری گرنہ ابھی گم مجکو
کھل گئی وجہ سیہ پوشی مردم مجکو
گرد غربت سے مناسب ہی تیمم مجکو
کھینچ لیجائے شعاع مہ و انجم مجکو
ہاتھ آجائے اگر خشت سر خم مجکو
دل بھر آتا ہی جو آتا ہے تبسم مجکو
کعبہ و دیر مین دوڑاتے ہو کیون تم مجکو
زہر کی گانٹھ ہوا دانہ گندم مجکو
بزم مین بھول گئی طرز تکلم مجکو

وائے قسمت کہ بیان قتل کی حسرت ہی امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوار ترحم مجکو

پہلے تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھسے
اس رخ کی گرمیون سے ہو برق طور ٹھنڈی
پتھرا گئی ہین آنکھین جب جا ملا نگہ کی

پھر جسنے دل دیا ہی اوسکے جگر کو دیکھو
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو
پڑھتے ہین کیسے منھ پر شمس و قمر کو دیکھو
جاکر وہان لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملتا نہیں ہے نالے مدت سے ڈھونڈھتے ہیں
بیٹھا ہے منہ چھپا کر کیا اثر کو دیکھو

لیتا جو قبر میں ہیں منہ سے کفن ہٹا کر
بولا یہ مجھ سے غربت تو اپنے گھر کو دیکھو

عزیزون کی منہ تورے ہین مین تشکل آئینہ ہون
رُخ پھیر و اُسطرف سے صاحب اِدھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جا سنتے ہو
ایک ایک غش کو دیکھو دو دو پہر کو دیکھو

کس مرتبہ پہ پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
اُس آستان کو دیکھو اور میرے سر کو دیکھو

آخر ہے وصل کی شب افسردہ کیون نہون ہم
رنگت اوڑی ہوئی ہے شمع سحر کو دیکھو

رکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا
جاتا ہے کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہیں شام و سحر کو دیکھو

نکلے کہیں گے نہ یون پیرہن بدل کے چلو
چلیگی تیغ سر پہ ذرا سنبھل کے چلو

جنون بہار مین دیتا ہے ہمکو یہ ترغیب
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

برنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین
حنا جو پانون مین میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہے یہ قول
نہ آئے گرمی رفتار لاکھ چل کے چلو

سر مزار غریبان ہین جا بجا پتھر
لگے نہ پانون کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

کفن پہن کے چلین گور کی طرف عاشق
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور
چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل کے چلو

سنا ہے محتسب آتا ہے دو گھڑی کے لیے
قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو

ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو عجلت کیا
ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر
خجل ہون عطر جو تم پیرہن مین مل کے چلو

رجوع کفر مین اسلام ہے سے کہتا ہے
کہ سوئے بتکدہ [illegible] چل کے چلو

اگر تمھین نہین فرصت تو کہدو تیغون سے
کہ خلق جمع ہے [illegible] ان سے آگے نکل کے چلو

لئیق وحشت مین لائے ہین وحشیو تم کو
مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھ دو

ادھر اچھالتے ہوئے سونا اچھل اچھل کے چلو
مشاعرے مین جو آئے ہو تم تو پھل کے چلو

قضا کا گرم ہی ہنگامہ کوے قاتل مین
امیر تیز ہے منھ مین نہ تم اچھل کے چلو

آہ مین کھینچون تو کھینچین آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو

اے خوشا وحدت خوشا کثرت خوشا نیرنگ عشق
دیکھتا ہون ہر مرقع مین تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھیے
دھر رہا ہے کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہے خاک پر نخچیر کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہے مقتل مین تمھارے تیر کو

ڈال دی عشاق کی آنکھون پہ حیرت کی نقاب
واہ کس پردے مین رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلو سے نخچیرون کے آتی ہے صدا
آفرین اس تیغ صد آفرین اس تیر کو

کھینچنے بیٹھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جڑ دے یارب جوہر کھلین
جو کھٹا درکار ہے آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو تری تکلیف کیون ہووے مجھے
آپ رکھ لون چیر کر پہلو مین تیرے تیر کو

صاف کھنچ جاتا ہے شکل حیرانی اگر
آئینے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھون کی بجھائی واہ ری دریا دلی
پانی پی پی کر دعائین دون تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو تجھے بے بال و پر کسنے کیا
یہ بری پرواز پر کسنے دیے ہین تیر کو

خود مین کھنچ جاتا ہون زور ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف مین حلقے بنائے ہین شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہین کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہے منھ نہ موڑے خوف ہے
بسم اللہ دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پر آئی آہ ادھر سے جب اٹھی اسکی نظر
دیکھنا کیا تیر پر رد کا ہے ہمنے تیر کو

تا یہ شاہد ہون وہ دعوی خونفشانی کا کرے
لب دیے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

لوٹتا ہو خاک پر اے ترک مدت سے امیر
ذبح بھی کر ڈال تڑپاتا ہے کیا نخچیر کو

او کمان ابرو سمجھ کر سینہ کر نخچیر کو
سخت جان ہین پر کہین صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہو چکا مین قتل تو اوس سے قضا نے یہ کہا
لو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو

جب نظر اوس ترک کی مجھپر پڑی تیوری چڑھی
مل پڑی شمشیر مین سیدھا کیا جب تیر کو

فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا نخل کہن
کر چکا تھا ان جوانون نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل مین کثرت سے سما جائے اگر
ایک برگ گل سمجھون باغ کی تصویر کو

پھیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ
کیا تماشا ہے کہ بدن لینے چلا ہے تیر کو

مجرم زندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی حسب حال
سوئیون کا چاہیے زرہ مری تعزیر کو

نامۂ گیسو بنکر ہو گناہون پر نہ مجکو ای کریم
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتین رہین سامنے ہی سے اوس زلف کی
خوب سلجھاتا ہے دل اولجھی ہوئی تقریر کو

مصحف رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط
چوم لون ہاتون جو دست کاتب تقدیر کو

کسکو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
ترک ابرو ڈالین گے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے ہو تمنا جو دلمین کرتا ہے مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے قسمت نے تیر کو

دل کی ہوتی ہو درستی جتنی ہوتی ہے شکست
کرتی ہے آباد بربادی اسی تعمیر کو

پہنچی ہے شمع پر پروانون سے تیری داستان
گل سنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریر کو

قالب خاکی سے ہر دم ہے تقاضا شدید اجل
خاک مین اک دن ملا دینگے ہم اس تعمیر کو

پانون اپنا درمیان تھا کھل گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھین یہ گرہین جھیلنی شمشیر کو

دل مین گھر اوسکا ہے گردن تک گذر اسکا امیر
تیغ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہے تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو

ای تیغ یار کیا کوئی قایل ہو برق کا
تیزی سہی او سمین تیزی رفتار بھی تو ہو

دل دردناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو
عیسیٰ سیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو

چھاتی سے مین لگاے رہون کیون نہ داغ کو
ای دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو

گر ہم نہین تو رونق بازار عشق کیا
ای حسن خودفروش خریدار بھی تو ہو

پردے مین چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا
ای آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو

اتنی او داس صحبت مے واہ میکشو
دست سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو

زاہد امید رحمت حق اور ہجو ہے
پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی
آئی بہار رونق گلزار بھی تو ہو

بیجا تری نگاہ کو تیزی پہ ہے گھمنڈ
برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو

سوؤن مین آکے دھوپ سے پاؤن ہان مگر
راضی تمھارا سایۂ دیوار بھی تو ہو

کیونکر ہو درد دل کی ہماری اُسے خبر
پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو

اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہے
آراستہ ہو فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اوداس کیون نہو بزم مے سبو
میخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہے حسن جو خاطر نشین نہو
کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہو

کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہو
پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہو

وہ یاس ہے کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر
ڈرتا ہون مین کہین نگہ واپسین نہو

راحت کی جستجو مین ہین اہل جہان عبث
ہاتھ آئے وہ کسی کو کہان جو کہین نہو

ایذاے خلق پر ہے یہ خوش موذی فلک
بے سانپ چاہتا ہے کوئی آستین نہو

ساحل سے ہون مین تشنہ دہن خود کنارہ کش
کہدو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہو

مانند بوے گل چمن دہر سے نکل
اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہو

نام اُس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئینے پہ گمانِ نگین نہو

ہستی جہان کی ہستی حق پر دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہے آشکار
سجدہ کرے درست تو داغی جبین نہو

ساقی مین نشۂ مُی عرفان سے مست ہون
افلاس مین جو بادہ میسر نہین نہو

تیرا ہو مکان جو مشہور ہے فلک
کہتے ہین جسکو عرش ترا شہ نشین نہو

دل سے جو چشم فیض ہے تجکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہے صاف اگر دوربین نہو

ہم رند مشرب ہونگی معاصی سے ہے نمود
روشن ہو نام کیا جو سیہ رو نگین نہو

مین تنگ اس جہان سے وہان لیچل ای جنون
جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہو

ساجد خدا پرست بھی اُس آستان پہ ہین
کیون لے نیاز وہ صنم نازنین نہو

آتا ہے مجکو گریہ لب کشت زعفران
اتنا بھی جور چرخ سے کوئی حزین نہو

سر آستان دل پہ نہ ہو سجدے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پر قدم اولین نہو

یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو
کس برے وقت مین گھیرا ہے بلانے ہمکو

منھ لگایا ہے بتون نے نہ خدانے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضانے ہمکو

آس کسکو تھی شب غم کی سحر ہونے کی
ای بتو دن یہ دکھایا ہے خدانے ہمکو

ہجر جانان مین کسی روز جو ہچکی آئی
جی اوٹھے ہم کہ کیا یاد قضانے ہمکو

رخصت ای ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہے بلانے ہمکو

کشمکش مین ہین بیتابی دل رکھتی ہے
آنے دیتی ہے نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شب وصل تمھاری آنکھین
اسی پردے مین تو مارا ہے حیانے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے نکالا ہوتا
خوب ہی روک لیا لغزش پانے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی روتے گزری
آگ پانی سے بنایا ہے خدانے ہمکو

دیر مین شیخ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تونے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجر ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون تیرادا نے ہمکو

حوصلہ کون تماشاے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش مین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہی ترا اے شب فرقت ہمنے
روز آتی ہے بلا بنکے ڈرانے ہمکو

آئینہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کہتا ہے
خود نمائی کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین اوسکا
بے ٹھکانے کے بتائے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کڑی آئی ہے
نام لے لے کے پکارا ہے بلانے ہمکو

خار کیا کھائے گل دیکھ کے فرقت مین امیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اوٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اوٹھانے ہمکو
ہاے وہ دن کہ جو اوٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

منھ سے شب ہجر دکھایا نہ قضا نے ہمکو
کون پوچھیگا نہ پوچھا جو خدا نے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلتا کیونکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا نے ہمکو

تیغ جلاد نے جوہر کو کیا ہم سے عزیز
آنکھ اوٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہی یہان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار ہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہے کبھی
موت کے منھ سے چھڑایا ہی قضا نے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی بتخانون مین
ٹھیک ٹھیک اوسنے بتائے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہے یہان روز ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دم نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بلانے ہمکو

اوس ستمگر نے جو پہلو سے اوٹھایا اپنے
درد دل تو بھی ترا او ٹھا نہ بٹھاتے ہمکو

لیبلے داغ ہزارون چمن ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

مدد ای مرگ کہ آفت مین پھنسا رکھا ہے
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سنکے آواز موذن کی شب وصل کی صبح
ہین وہ میکش جو گرے ہین کبھی لغزش کھا کر
امتحان تھا جو ہمارا او سے منظور نظر

صاف سمجھے کہ بلایا ہے خدا نے ہمکو
بدلیان دوڑ کے آئی ہین اوٹھانے ہمکو
ذبح رک رک کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پر کاہ تھے اس گلشن ہستی مین
دوش سے پھینک دیا باد صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلف دوتا نے ہمکو
پر لگائے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو
تو وہ تیر ونکا گیا تیر ادا نے ہمکو
ترے بیمار سے یہ بیخبری کہتی ہے
کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کرکے
کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت یہ نظر
سارے عالم مین یہ شہرت ہے قضا نے مارا
وہ کہین گے نہ اوٹھا صدمۂ فرقت دو دن
دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وائے نصیب
ڈھیرون انگور پڑے کٹتے ہین ساقی لیکن
عیش کرنے کو تو تمکو کیا ہے پیدا
عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
حیرت عارض جلاد سے سکتا جو ہوا

کن بلاؤن مین پھنسایا ہے خدا نے ہمکو
تھک گئی دوڑ کے پایا نہ قضا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو
کہ خبر کو ترے بھیجا ہے قضا نے ہمکو
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو
عبرت آئی ہے وہین گور جھکانے ہمکو
واہ کس پردے مین مارا ہے ادا نے ہمکو
موت کیون آئی ہے یہ داغ لگانے ہمکو
مر گئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو
رنج اوٹھانے کو بنایا ہے خدا نے ہمکو
آب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو
آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لوٹا غضب اوس دزد حنا نے ہمکو

ہون وہ بُلبل گل تلک پہونچون تو گلشن خشک ہو
مثل خار آشیان شاخ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہی سوز فرقت اس محیط حسن کا
تن مین مثل خار ماہی ہر رگ تن خشک ہو

تازگی ہے روی جانان کی زنخدان کی سبب
چاہ حسن گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر سے ٹپکتی ہے امید
مجھ سے تردامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم بھی مین سیراب ہو نہ
حلق مین پانی بسان آب آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی گئی
کیا رہی روشن چراغ ایدل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خون برہمن خشک ہو

آبیاری ہی اگر بلبل کی اشکون کی یہی
ہی یقین فصل خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل ہی گرم اپنی خاک ہر کیا ہے عجب
چادر گل پڑتی ہے بالاے مدفن خشک ہو

اور بھی گردون ستاتا ہی جو پاتا ہے ضعیف
پایمال گاؤ دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرت دیدار مین کھینچون اگر مین آہ سرد
ایک جھونکے مین یقین ہی نخل ایمن خشک ہو

چھین کر رخصت سفر پامال ظالم نے کیا
پانون شل ہو جائین یارب دست رہزن خشک ہو

اوس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبان برگ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہر روز اسے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہی کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرت دیدار ہی ہمکو مکان یار کی
دیدۂ تر کیا برنگ چشم روزن خشک ہو

مین اگر رونے پر آؤن صورت ابر بہار
سبز ہو دم بھر مین برسونکا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثل رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہی مجھ سا کون طائر بےنصیب
پانون رکھون مین جہان شاخ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہی لگاؤن مین اگر منہ سے امیر
جام مثل چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اے بتو حیا کو
کیا منہ نہ دکھاؤ گے خدا کو

اٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
پیچھے نہ لگاؤ اس بلا کو

ظالم تجھے دل دیا خدا کی
بس بس مین پہونچ گیا سزا کو

کانٹون سے کہو سنبھال لینا
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

بلبل کو ملی ہو باغبانی
روکے در باغ پر صبا کو

اے حضرت دل بتون کو سجدہ
اتنا تو نہ بھولیے خدا کو

گل کر گئی میری شمع تربت
کیا موج یہ آ گئی صبا کو

کوچے مین ترے ملا یہ آرام
نیند آ گئی چشم نقش پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ
یون کھولیے قفل مدعا کو

کہتا ہے یہ شوق قتل ہر دم
دم لینے نہ دیجیے قضا کو

کیا کیا تری چشمکین بجا ہین
دھوکے دیے تیر بے خطا کو

دکھلا کے ہم اپنی سخت جانی
غصہ دلواتے ہین قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
کھدوائیے نقش مدعا کو

راضی برضا ہون اے صنم مین
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اوس سے شوخی
اب منھ نہ دکھائیے حیا کو

وصال یار سے جو وصل امتحان کر دیکھو
امیر یون ہی سہی چند روز جی دیکھو

خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھین
نگاہ تنگ نہ کرو تم ادھر ادھر دیکھو

پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر
ابھی تو جان سے آ لیے جو آنکھ اٹھا کر دیکھو

جنازہ ہے کہ نکلا ہے تو نکلنے دو
ہمین کو بیٹھو جو چلمن سے جھانک کر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم کو
بہت رہی مرے دل مین اب اور گھر دیکھو

کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو
ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر بازیاں ہوں غیرون سے
ہمین سے آنکھ چرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر ہی کیا
جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہی سحر عشق کہ جلتے پر ہین بلبل
لگی ہی آتش گل باغ مین جدھر دیکھو

گیا تھا لیکے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر
ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو

اوٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہی خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہین ممکن حصول دولت دہر
نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہے وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو
اب تو سر مین بھی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہے طبیبو مرض عشق ہے یہ
غیر ممکن ہے کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکھے خط اب کسے بھیجون کہ بر آئے مطلب
عجب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے مین تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا مین تو کہا اُس بُت نے
مین نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجاسے جو اُس زلف سیہ کی ناگن
ڈال دون ہاتھ مقرر مین بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہی صحت مشکل
فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان وہ ہون نہ کٹ جاؤن اگر شرم سے مین
شرط بدتا ہون جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہے معما دہن تنگ کا دشوار بہت
حل مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا اے سلطان
عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھین نہ وہ الفت کی نگاہ
حال دل کس سے کہون تم تو خفا سے کچھ ہو

بادۂ سرخ ملے تم سے یہ امید کہان
سنبھلو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع در دولت پہ کھڑے ہین کب سے
اب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

گرے جانان میں کوئی دم تو ٹھہر جائیں پاؤں
ایسی افتاد مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالم فقر میں تکلیف گوارا ہے امیر
نہ ملیں گے نہ ملیں گے امرا سے کچھ ہو

وہ مرے قتل کے مشتاق ہیں باہر آؤ
دیکھو اتنا نہ کھنچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفس چند کی باقی ہے فقط
اپنے گھر مجکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست میں مرنے پہ تو لو میری خبر
اب نہ آؤ تو جنازے پہ مقرر آؤ

دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ کہیں
چاندنی شب ہے ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئینے کو عکس سے کہتا ہے وہ شوخ
کچھ اگر حسن کا دعوی ہے تو باہر آؤ

نذر عاشق کی ہر کچھ لوٹ نہیں ہے صاحب
دل و جان دونوں جو لینے ہیں مکرر آؤ

ساتھ اگر راہ میں ہے باتیں بھی ہوتی جائیں
آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

ناف کی طرح نہ پڑ جائے شکم پر کوئی آنکھ
کھول کر بند در وازے کے باہر آؤ

جان بلب ہوں میں عیادت ہے ذرا صحت کی تو اب
مانو اللہ کو تم بہر مسیحا آؤ

تب مزہ جانے کا دہان ہو کہے یار امیر
میری آنکھوں پہ تم آؤ مرے سر پہ آؤ

حشر کے روز نہو تشنہ دہانی مجکو
وہ تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجکو

تیزی موج اگر بحر رواں میں دیکھے
یاد آئی تری خنجر کی روانی مجکو

آب خنجر سے تری پیاس کوئی بجھتی ہے
اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی مجکو

خوبرویوں میں صنم ایک ہے تو ایک ہے تو
نظر آتا نہیں تیرا کوئی ثانی مجکو

اور کس سے ہوں وہاں اگر یار کے وصف
خوب معلوم ہیں یہ راز نہانی مجکو

اس سے انکار ہے یہ مطلب کہ کروں میں بھی فغان
ہے یہ بیجا ہے تو دیوان فشانی مجکو

نوجوان کوئی جو پیری میں نظر آتا ہے
یاد آتی ہے بہت اپنی جوانی مجکو

داغ دکھا دکھا کے کرون اپنی مین اوقات بسر
اسلیے دیتے ہین چھلا وہ نشانی مجکو

بات وہ کر کہ مری خواہ ترے کام کی ہو
ایسی اسے بُت نہ سنا رام کہانی مجکو

جسطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہے
آکے پیری نے دیا داغ جوانی مجکو

بے خطر خاک تہ سقف فلک بیٹھون مین
نظر آتی ہے نہایت یہ پُرانی مجکو

سینہ جلتا ہے پلا جلد شراب اے ساقی
آگ بھڑکی ہوئی ہے چاہیے پانی مجکو

یہ موحد تو سمجھے نہین اطلاق صحیح
کہین اول تو بتا دین کوئی ثانی مجکو

آرزو اسلیے فردوس کی مجھ پیر کو ہے
ہاتھ آئیگی وہان میری جوانی مجکو

خوف ہے وصف مین اوس چاہ ذقن کے اتنا
کہ ڈبووے نہ طبیعت کی روانی مجکو

نغمہ سنجان گلستان سخن ہین جو امیر
کہتے ہین بلبل گلزار معانی مجکو

دل دلا دیر سے کرتا ہے اشارے گیسو
نہ زبان ہے نہ دہن ہے کہ پکارے گیسو

خوش شگون ہے یہ آتے نہین پیارے گیسو
جال پر جال بچھاتے ہین تمھارے گیسو

یہ تر و تازہ چمن ہے کہ تمھارا عارض
یہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ تمھارے گیسو

مچھلیان دام سمجھکر ہین جو موجون مین نہان
کھل گئے کسکے یہ دریا کے کنارے گیسو

دن کو رخسار دکھاتا ہے فروغ خورشید
شب کو چمکاتے ہین افشان کے ستارے گیسو

بال کنگھی سے جو سلجھائے تو دل اولجھایا
تیرہ بختون کو بگاڑا جو سنوارے گیسو

دل صد چاک نے شانے سے کہا جل کے یہ رات
اوسیہ کار تجھے باندھ کے مارے گیسو

شہر سے بڑھ کے اگر جانب صحرا جائین
شانہ شاخ سے سلجھائین چکارے گیسو

ہو چکے جن و بشر قید ملک باقی ہین
اب سر عرش سے زنجیر اوتارے گیسو

عاشقون کے دل پر داغ سے ایسے چمکے
ہو گئے شہپر طاؤس تمھارے گیسو

سانپ نے گھیر لیا گلشن جنت کو امیر

ملقہ حلقہ سنین عارض سے کنارے گیسو

ہون مین وہ میکش اُٹھا ساقی مری تعظیم کو
گردن مینا کی خم ہوگئی تسلیم کو

آتے ہی اُس مست کے گلزار مین آئی ہی بہار
ابر اُٹھا تعظیم کو شاخین جھکین تسلیم کو

ساغر جمشید سے کچھ ساغر مے کم نہین
دیکھتے ہین بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو

غیر کو دشنام دو بوسہ عنایت ہو مجھے
چاہیے مردم شناسی صاحب تقسیم کو

بیٹھے بیٹھے میرے پہلو سے جو وہ عیسیٰ اُٹھا
درد دل بھی ساتھ ہی اُسکے اوٹھا تعظیم کو

لب پر اے غنچہ دہن تحریر مسی کی نہین
کاتب تقدیر نے خلعت دیا ہے میم کو

نقد آمرزش کا طالب ہو اگر اے خود فروش
تول میزان عدالت مین امید و بیم کو

ہین جو مردان خدا آفت مین راحت ہو اُنھین
عید تھی قربانی فرزند ابراہیم کو

معجز خالی خال ہو کنج دہن مین یار کے
ہے تعجب جیم کا نقطہ دیا ہے میم کو

خاک اُڑاتے تشنگان عشق کی آتے ہین غول
کہدو رضوان سے بچالے کوثر و تسنیم کو

سلکے منزل کا نشان ملتا ہے اے اہل فنا
ہر قدم پر خضر ہے نقش قدم تسلیم کو

مال سکھنے کو نہین کہدو غنی سے بانٹ دے
لفظ مین تقسیم کے داخل کیا ہے سیم کو

اپنے وقت مرگ سے غافل رہے اختر شناس
گو برابر جان کے رکھا کیے تقویم کو

چشمۂ دیدار جانان کی ہین دو نہرین امیر
جانتا ہون خوب اصل کوثر و تسنیم کو

نیکے خضر آیا ہے واعظ کیا مری تعلیم کو
اک دوراہہ جانتا ہون مین امید و بیم کو

تیغ قاتل سے صفائی مین برابر ہی سہی
یہ روانی کب ملی ہے کوثر و تسنیم کو

دو قدم اس ناز سے میں سر زمین پر تم چلیے
اوٹھ کھڑے ہون سیکڑون فتنے وہان تعظیم کو

دشت ہستی مین قدم بڑہکر ہٹے پیچھے نہ کبھی
ساتھ ہی عمر روان غافل اسی تعلیم کو

جادۂ تیغ قضا پر سر کے بھل عاشق چلے
طے کیا کس حوصلے سے منزل تسلیم کو

نام کو ہو اک نشان باقی دہن اُسکا کہان
کاتب قدرت نے لکھ کر چھیل ڈالا میم کو

فتنہ برپا ذات سے مفسد کی ہوتا ہی ضرور
کیا ہوا اُٹھے اگر وہ غیر کی تعظیم کو

حشر کے دن نامۂ اعمال کا کیا ہی اعتبار
سال بھر کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو

یہ غزل رنگین سناؤن مین ظہوری کو اگر
دھوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو

کبر و دولت کیا جو کرتا ہے زمانہ انقلاب
دم مین کر دیتا ہی کچکول گدا دیہیم کو

بھیجتا ہون پہلے مین گور غریبان کی طرف
گھر مین آتے ہین کبھی مزدور اگر ترمیم کو

آہ کی شمشیر پہ تکیہ ہے نامردون کا کام
مرد رکھتے ہین کمر مین خنجر تسلیم کو

یہ وظیفہ سب وظیفون سے ہی بہتر اے امیر
یاد احمدؐ کو کرون یا احمد بے میم کو

انسان عزیز خاطر اہل جہان نہو
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہو

کلفت کا اپنے نالہ کشی مین نشان نہو
ہم سو بس جو آگ جلائین دھوان نہو

مشاطہ چاہیے رخ زیبا کے واسطے
کس کام کا وہ باغ جہان باغبان نہو

ممکن نہین کہ زلف سے اُلجھے نہ اُسکی زلف
قرآن کی طرح سے جو وہ رخ درمیان نہو

کیا داغ سینہ زیر گریبان چھپائیے
خورشید دامن گردون مین نہان نہو

تار نظر سے بڑھکے ہی لاغر مرا بدن
عشق کمر مین یون بھی کوئی ناتوان نہو

کیونکر ہمارے یوسف دل کا پتا لگے
چاہ ذقن پہ جب گذر کاروان نہو

لکھتا ہون وصف عارض و ابروی یار کے
کیون صفحہ آفتاب قلم کہکشان نہو

پیری مین بھی گیا نہ تغافل ہزار حیف
اتنا بھی کوئی مائل خواب گران نہو

ہو جاؤ قتل سے بعد فنا بھی کہان نجات
ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان نہو

لازم ہی ضبط نالہ دل اے جگر کبھی
ہر لطف جام ٹوٹ چکی ہو روان نہو

ٹوٹین نہ رہروون کے اگر شیشہ ہائے دل
وحشت جنون مین نام کو ریگ روان نہو

آنکھون سے فایدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہو

جانے اگر کہ جاہ عدم مین گر ائیگا
کوئی سوار توسن عمر روان نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی امیر غیر گل زعفران نہو

عکس سے بچشو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
جانے دو اپنی طرف اے گل رعنا دیکھو

چشم پوشی کا مین کرتا ہون جو اُنسے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

ہوا زندہ مین عیسی نے بہت سر مارا
تم بھی اس قالب بیروح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کے لیے دل آئے ہم یہان اے جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اوس کوچے کا کہتا ہی یہی ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجر جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہون وہ دیوانہ بلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو کھولے بھی تو کب کھولے خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنے کا ہی اللہ رے اوس ظالم کو شوق
حکم تیغون دیدیے یکبارگی جلاد کو

یاد مین اک رشک عیسی کی جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دم آخر مبارکباد کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو

زیر خنجر اودل بسمل تڑپ اچھی نہین
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیرے جا کے بیٹھے اے کریم
کیا ٹھکانا لے تھہ آیا ہی مری فریاد کو

مجھ سا صید خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اوس فتنۂ عالم نے چلکر وقت سیر
خوب لڑوایا چمن مین قمری و شمشاد کو

جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا
خیر جانے دیجیے کیا کیجیے افتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظم طبع زاد — دوست رکھتی ہی عقیمہ عبزگی اولاد کو
ہمسری اوسکے قد موزون سے کرے جرم عظیم — کندہ رو رنج کا بنایگا خدا شمشاد کو
شوق پڑھنے کا ہوا اوس طفل کو سنتے ہین ہم — مژدہ مکتب کو مبارک مرگ ہو استاد کو
عید موسی کو ہوئی برق تجلی کی مگر — پہلے نظارے مین بخشش آیا مبارکباد کو
شکر کرتا ہون کہ پایا قدردان مدت کے بعد — داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو
کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم — ضعف ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصاد کو
خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سنکر خبر — جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو
کس طرف سے آگیا جھوکا ہوائے مرگ کا — کیا پریشان کردیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہی امیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو — پھر بولے غریب ہی بلا لو
بیدل رکھنے سے فایدہ کیا — تم جان سے مجکو مار ڈالو
اوسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین — آنکھ آرسی پہ سمجھ کے ڈالو
آیا ہی وہ مہ بجھا بھی دو شمع — پروانون کو بزم سے نکالو
گھبرا کے ہم آئے تھے سوے حشر — یان پیش ہے اور ماجرا لو
تکیے مین گیا تو مین پکارا — شب تیرہ ہی جاگو سونے والو

اور دن پہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجکو — بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجکو
کس منھ سے کرون قافلہ والون کی شکایت — آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجکو
ساقی کا گلہ کیا ہے جو دیتا نہین بوسہ — منھ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین — کیسی ہی بہار آئی کھلاتی نہین مجکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر — کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجکو

کیا بیخبری ہے کہ خبر یار کی مجھ تک — آتی بھی ہے تو آپ مین پاتی نہین مجکو

کہتا ہے قیامت سے مرا طالع خفتہ — مردون کو جگاتی ہے جگاتی نہین مجکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی — لینے کا تو کیا ذکر چکاتی نہین مجکو

جھجاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار — یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجکو

سکتا ہے مجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل — کیون آئینہ شمشیر دکھاتی نہین مجکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پرا ای یار — مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجکو

وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین مین تیرے — تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجکو

جھوٹھون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر — تصویر کی صورت بھی بناتی نہین مجکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن — اسیر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجکو

ہے خواب مین آنیکا اسیر اُس سے جو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجکو

پردے مین بھی منھ موت دکھاتی نہین مجکو — کافور سے بوے کفن آتی نہین مجکو

افتادہ ہے کیا موت جو آتی نہین مجکو — ہون ناز کسی کا کہ اوٹھاتی نہین مجکو

اس تنگ فضا سے مین نکل جاؤن کہین ور — وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجکو

سر پر سے مرے ہو کے چلی جاتی ہے خلقت — کیا نقش قدم ہون کہ جگاتی نہین مجکو

اس ڈر سے کہ برہم نہو ہنگامۂ محشر — آتی ہے قیامت تو اوٹھاتی نہین مجکو

تھی گور ہی تک سب کی منھ دیکھنے والے — اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجکو

لاغر ہی مین ایسا ہون تمھاری نہین تقصیر — بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجکو

کرتی نہین کب دختر رز مجھ سے شرارت — کسدن یہ بری آگ لگاتی نہین مجکو

کوچے سے تری مین جو نکلتا ہون تو وحشت
ہر کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو

ای ہمت دل ہاتھ مین قاتل کے ہے تلوار
اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو

ہو جاؤن مین دو ہاتھ مین اس پار کہ اُس پار
تلوار تری گہات دکھاتی نہین مجکو

مین مست بھی ای دختر رز نشہ مین ہون چور
کیون درد کے مانند بٹھاتی نہین مجکو

میکش مین بلانوش ہون خُم مُنہ سی لگا دی
ساقی یہ صراحی تو جھکاتی نہین مجکو

گردش مری قسمت کی چھُڑاتی ہے وہ کوچہ
ای لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجکو

مین گل ہی امیر آپ کو اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجکو

اے ضبط دیکھ عشق کی اونکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اوٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہے مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اک پھول ہے گلاب کا آج اونکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجکو کہ اوسکی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہے مجکو کیا
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملین ہین اشک بہانیکے واسطے
بیکار ہے صدف جو صدف مین گہر نہو

الفت کی کیا امید وہ ایسا ہے بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طول شب وصال ہو مثل شب فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منہ پھیر کر کہا جو کہا مینے حال دل
چُپ بھی رہو امیر مجھے دردسر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مر کے بھی شجرِ قدِ یار ہاتھہ
طوبیٰ سے بھی بلند کہون اسکو چار ہاتھہ

پیری مین ضعف سے یہ نہین رعشہ دار ہاتھہ

ہین دامن قضا کے لیے بیقرار ہاتھہ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی اُسکے پانون تک

پیدا کیے تھے کیون مری پروردگار ہاتھہ

دل کو مرے پنہاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی

ہی پانون کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھہ

تکلیف سایلون کی جنون مین نہین پسند

دامن کو پھاڑ دون مین بڑھائین جو خار ہاتھہ

ای گل یہ رنگ پنجۂ مرجان مین بھی نہین

دکھلا رہی ہین طرفہ حنا سے بہار ہاتھہ

ہی مرگ مجکو زیست کہ کوچے مین یار کے

دو گز زمین آگئی بہر مزار ہاتھہ

دبنے کی وجہ جنگ مین کیا ہی تمھین کہو

کیا میرے دو ہین اور رقیبونکے چار ہاتھہ

برہم سنو پھنسا کے مری دل کو زلف یار

خوش قسمتونکو آتے ہین ایسے شکار ہاتھہ

باغ جہانمین راحت بے غم کہان نصیب

پتون سے ملتے ہین شجر سایہ دار ہاتھہ

جب جا ہے دوڑی ساتھ مری قیس نجد مین

میدان جیت لون گا مین بڑھ کر ہزار ہاتھہ

تڑپا مین بحر خون مین تو قاتل نے یہ کہا

بیڑا ہے یار اور لگا تین چار ہاتھہ

وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جدا ہوا

سفاک نے جو گِنکے لگائے ہزار ہاتھہ

ایک اُسکی چوٹ مین رہی سو پھنکیت کھیت

کتنا منجا ہوا ہے دم کارزار ہاتھہ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑون منزل گیا امیر

پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھہ

دل جو سینے مین زار سا ہی کچھ

غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

رخت ہستی بدن پہ ٹھیک نہین

جامۂ مستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہان وہ چشم کہان

نشہ کیسا خُمار سا ہے کچھ

نخل امید مین نہ پھول نہ پھل

شجر بے بہار سا ہے کچھ

ساقیا ہجر مین یہ ابر نہین

آسمان پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی

آج بھی بے قرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ — داغ شمع مزار سا ہے کچھ
اسکو دنیا کی اوسکو خلد کی حرص — رند ہے کچھ نہ پارسا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار امیر
اب بے اختیار سا ہے کچھ

داغ غم بھی ہو دلا نالہ شبگیر کے ساتھ — گر سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ
تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن — لوٹ جائے نہ قضا بھی کہین نخچیر کے ساتھ
کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم — کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ
مانگ بالون مین ہے ابرو ہے قریب مژگان — تیغ عریان وہ سپر پہ کمان تیر کے ساتھ
حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے — تم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ
عرصۂ جنگ مین بھی پیچھے مے او ساقی — کیا مزا ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ
کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا — تھک گئے پاے اجل دوڑ کر اس تیر کے ساتھ
تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوے سب قاتل — کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کے ساتھ
بحر ہستی مین کہان چشم بقا مثل حباب — اُٹھتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ
میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر اے ترک — کاٹ ڈالون گا گلا گردن نخچیر کے ساتھ
ہون وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان مین ہاے — کٹ گئے پانون بھی شاید مری زنجیر کے ساتھ
دی سزا اوسنے گناہونکی مجھے ہنس ہنسکر — دُر نایاب ملے دُرّہ تعزیر کے ساتھ
میرے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار — کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ
بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے — ہڈی ہڈی مری غل کرتی ہے زنجیر کے ساتھ
خط رخسار کو اوس مہر نے کیا یاد کیا — شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ
ناتوانی سے یہان تک ہین اسیری مین سبک — پانون اوٹھ جاتے ہین اب نالہ زنجیر کے ساتھ
اسطرح ساتھ ہے گردون کے مرا ٹوٹا دل — جسطرح راہ مین رہتا ہے عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہی اُلٹی جو امیر
ضد ہی شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

اُنس رکھتا ہی بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ
دل نکل جاے نہ یارب کہین اس تیر کی ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہی او ترک
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کی ساتھ

او کماندار یہ چٹکی کی صفائی کا ہی لطف
دل بھی پہلو سے نکلجاے تری تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا بیس مرگ
طفل ہمراہ جوان ہی نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہین وہ مین اُنکو دعا دیتا ہون
چلتی ہے میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

چرخ گردان ہی وہی رستم و سہراب کہان
تھک گئے کیسے جوان دوڑ کے اس پیر کی ساتھ

صید اوس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
کوسون آتی ہے قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اسی تصویر کے ساتھ

حسن صورت نے مصور کو کیا مستغنی
ہاتھ کھینچا ہی جہان تری تصویر کے ساتھ

کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جاے
قطب گردش نہین کرتا فلک پیر کے ساتھ

مین صبیحون کا ہون بیمار مری نسخے مین
عرق شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ

قابل نطق نہین کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہی مری تقریر کے ساتھ

ظلم یاد آتے ہین اُس بت کی جو پڑھتا ہون نماز
مُنہ سے فریاد نکل جاتی ہے تکبیر کے ساتھ

پہلوے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا
دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کی ساتھ

کیا عجب مین بھی شہید و نہین ہون محسوب امیر
اُنس رکھتا ہون بہت حضرتِ شبیر کے ساتھ

بڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہی کچھ
ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہی کچھ

وصل کی راتین بڑی ہجر کی چھوٹی ہون اگر
یہ تو کہہ ای فلک اسمین ترا نقصان ہی کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اوس سے
کیون مُوا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہی کچھ

وصل مین بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہی کچھ

یاد عیزون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہی کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہی بہت سخت پریشان ہی کچھ

دیکے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیر
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہی کچھ

رند مشرب ہم ہوئے دستِ سبو پر دھر کے ہاتھ
دستگیری اب ہی ساقی کوثر کے ہاتھ

عشق بُت تبخانے سے جانے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہی کیا کرون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہی فن مین قدردان ہوتا ہی خوب
بیچیے آئینہ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اُسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہی مجھے مر مر کے ہاتھ

اسلیے تاجاے نامہ کوئی دے جائے فریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اوسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب اے گلو ہے تیزی خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہوی سب مست اب کیسا لحاظ
گردن قاضی مین ہین دست مئی احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان و دولت ایک بھی ہتا نہین
دونون خالی پاے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اُٹھینگے کب کڑی بھاری اُمیر
گر سنے میری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

زیور سے بڑھ کے تجکو تری چال ہوگئی
موج خرام پانون مین خلخال ہوگئی

زلف اوسکی مرغ دل کے لیے جال ہوگئی
چوٹی گُندھی تو جان کا جنجال ہوگئی

اللہ رے گریبان تری وحشی کی ای پری
زنجیر پانون مین جو پڑی لال ہوگئی

کیسا سلوک مجھ سے کیا اشک شرم نے
زائل سیاہی خط اعمال ہوگئی

خوش خوش سمند ناز کو دوڑا رہی ہین وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

چھوٹا وہ بحرِ حُسن پڑے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہو گئی

دیتا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
روئی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی

یہ وصف مین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہان تنگ کمر بال ہو گئی

ملتے نہین جو سکۂ داغِ جنون ہمین
اے عشق بند کیا تری ٹکسال ہو گئی

دل مل گئے وصال کے سودا ٹھہر گیا
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہو گئی

راتون کو چھپ کے آنے لگا ہے وہ مہروش
ہر شام صبح غرۂ شوال ہو گئی

پایا نہ اوس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہو گئی

آیا تھا سوے حشر مین تفریح کے لیے
یان تو شروع پرسشِ اعمال ہو گئی

ساقی ہے دخت رز سا حسین کون خوش مزاج
کین اور گرمیان جو کمسن سال ہو گئی

آرایش اُسکی زلف نے کسطرح سے کی
ہنسلی گلے مین پانؤن مین خلخال ہو گئی

محفل مین کہہ رہی ہے انا الحق پکار کے
منصور کی زبان تری مثال ہو گئی

کرتے ہین فاقے فرقتِ زلفِ سیاہ مین
یہ کالکا ہمارے لیے کال ہو گئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی جو تھی امیر وہ فی المحال ہو گئی

چاہنا ہمکو تو اوسکا چاہیے
وہ ہمین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل سے جب پوچھا مجھے کیا چاہیے
درد بولا اوٹھا تڑپنا چاہیے

کان جب آواز سنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اور ادعاے سوز عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کہتا ہے سنکر شور حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

زندہ آنے کا ہے اُنسے خواب مین
خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے

حرص دنیا کا بہت قصہ ہے طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہے اوسنے حسن
شرم کہتی ہے کہ پردا چاہیے

امتحان ہے دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

دوست میرا ہنس رہا ہے غیر سے
جان کو دشمن کے رویا چاہیے

خشک لب ہین صورت دریا تو ہون
وسعت دل مثل دریا چاہیے

ترک لذت بھی نہین لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے

یون وہ بوسے مینے جب اوسنے کہا
چاہنے والون کو چاہا چاہیے

تم نے چاہا مجھکو مینے غیر کو
اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہے مزاج اوسکا بہت نازک اسیر
ضبط الفت رکھنا چاہیے

مشکل آسان ہوئی تیرے گنہگارونکی
حیف منھ موڑ گئی بارہ بھی تلوارونکی

ہچکیونکی ملک الموت نے جھلائی ہے ڈاک
موت گھر مین ہے دعوت ترے بیمارونکی

گرنہ انکار ہے خون سے اے تیر گلگون
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے بیمارونکی

پا بسر پھوڑتے ہین چار گھڑی روتی ہین
مجلس وعظ نہین بزم ہے میخوارونکی

اک ذرا پانون اوٹھائیے ہوے اے توسن عمر
مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یارون کی

کھول کر بال جو آتے ہین وہ زندان کی طرف
کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتارونکی

دم نکلنے پہ بھی اون ابروؤنکا دھیان رہا
قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارونکی

دل شکستہ ہے جو تو یہ تو عجب کیا زاہد
ہے نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارونکی

سب کو پاس اپنونکا ہوتا ہے یہ ہے عفو کا حکم
بیگناہ ہوتے ہین صف آگے ہو گنہگارونکی

پیچھے پر طائرون کو دیتا ہے صیاد قضا
قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارونکی

حزن گرفتہ ہون مین ایسا مری سنکر آمد
ڈاک بٹھلائی ہے قاتل نے خبردارونکی

آسے کیسی ہی کڑی آن نہین کرتے عاشق
قید آواز بھی ہو اونکی گرفتارونکی

ہین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا
سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارونکی

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اُڑا دیتی ہے
بھینی بھینی مہک اے یار ترے ہارونکی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہین خاطر ہے فقط یارونکی

سیر منظور ہے اوس ماہ کو بازارونکی
اب چمک جائیگی تقدیر خریدارونکی

حد نہین کچھ مری یوسف کی خریدارونکی
کچھو تک سے شہر نہ گرمی کہین بازارونکی

آنکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے تہی
شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارونکی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا
مینہہ وہان تیرون کا بوچھار ہے تلوارونکی

ہون وہ دیوانہ گیسو کہ گریبان کی عوض
دھجیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارونکی

گر ہے تو کھینچ سے شمشیر نکل تو قاتل
بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارونکی

کو کنارون کی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت
ڈولیان ہین یہ ترے خال کے بیمارونکی

دفعتہً پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ
جا رہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارونکی

مر گئے ہم تو بنا آئینہ خانے مین مزار
دل سے الفت نہ گئی آئینہ رخسارونکی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے
ساتھ عیدی کے اوسے فرد گنہگارونکی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی ہے
تلخ ہو زیست نہ کس طرح شکرخوارونکی

داور حشر سے محشر مین کہینگے میخوار
یہی ٹکڑی رہی جاتی ہے گنہگارونکی

ایسے زندان محبت مین ہین جو کی سر سے
کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارونکی

چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اوٹھا
دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین وہ یارونکی

گر گئی آپ مری لاش نہ خاک امیر

مرکے تکلیف گوارا ہوئی یارون کی

مین رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی غیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

پس شباب ہے کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب سے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹیگا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہے اب آشیان رہے نہ رہے

بنا تو ہون پے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مر کے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کی
زمین گور تہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نہ کر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہے تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچہ قاتل کو سر کے بھل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہوگیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہے چھلکی محفل کی محفل ایک ساغر سے

پڑا ہے داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون نہون عیار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرہ اللہ اکبر سے

تہین مین جنگ کے یہ گردنی چالین دکھاتے ہین
گلون سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے

یہ روز و شب نہین کٹتے ہین غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہی ہر روز اک ورقہ تیرے دفتر سے

بٹھا کر روبرو مجکو جو دیکھا اوسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

جواب خط نہ لائے دونون آخر روز حشر آیا
الٰہی اب لڑون قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے

حسین کہتے ہین سرہی دنکو پا کر اپنے مجمع مین
نکل کر اب کہان جاتا ہی یہ نخچیر لشکر سے

نہایت الفت چاہ ذقن مین دل پریشان ہی
کنوئین مین گر پڑا ہو ہو سکے اب کیا شناور سے

نمو این طالب دنیا تو دنیا رنگ پر آئی
کیے ہین اس وطن نے لال کپڑے خون شوہر سے

نہین حاجت روا ہمجنس ہمسایونکے دنیا مین
یتیمونکی بجھی ہی پیاس کسدن آب گوہر سے

رہا بیتاب حرص زر مین یہ سیماب کی صورت
بناو تختۂ قبر ہوس مس کی چادر سے

چمن مین اب زیر سایۂ انگور بیٹھا ہون
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتے تھے خم کے خم کبھی حلقے مین مستونکے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہے سر اک دور ساغر سے

غبار جہل اڑا دیتا ہے فیض صحبت کامل
شعاع مہر تابان کم نہین سایے کو شہپر سے

جزاے خیر دے اللہ میر امیرے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آب خنجر سے

یہ ایسا کسکے شہباز نظر کا تھا کہ رستے مین
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر بازو کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہی موے مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کی لیے بڑھکر ہی لنگر سے

ہوئین پر نور آنکھین جلوۂ رخسار دلبر سے
ہمارا طالع خوابیدہ چونکا شور محشر سے

چکا دی بادہ خوارونکو شراب روح پرور سے
مٹادے ساقیا دوران سر کو دور ساغر سے

تڑپا جب نکل چلتا ہون مین کوے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہین آپس مین تیغین چشم جوہر سے

ندامت سے عبث یہ زاہدان خشک روتے ہین
چھپیگی رو سیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

جواب خط نہین آیا سبب پیغام اجل آیا
لکھا تعویذ اوسنے قبر کا خون کبوتر سے

پلادے بادہ ہمکو تنجل اتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

ہلال کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا
برنگ اشک گرتا آئینہ چشم سکندر سے

دُر گوش صنم کے وصف مین لازم طہارت ہے
تیمم کیجیے گرد یتیمی لیکے گوہر سے

پر پرواز کی حاجت ہو کیا رنگ پریدہ کو
شکست خاطر اس طایر کے حق مین کم نہین پر سے

وہ منصف ہون جو خال و خط جانان کا ملا بوسہ
مگس کا شہد سے منہ بھر دیا مورونکا شکر سے

کیا قمری کو صیاد ازل نے سرو کا قیدی
شکار اوڑتے ہوئے طایر کا کھیلا تیر بے پر سے

مین وہ دیوانہ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین
لپٹ جاتا ہو سایہ عوض کے مارے صنوبر سے

تری تیغ نگہ کا جب دم ایجاد دھیان آیا
سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو واژون ہو تو کام آتی ہے کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیا گر سے

جواب نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر اُسنے
کہ مقراض اُسیہ کی ظالم نے منقار کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمھاری
کانٹون مین بھی ہو گی خو تمھاری

اُس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہو آرزو تمھاری

دو دن مین گلو ہمارہ کیا کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری

چٹکا جو چمن مین غنچہ گل
بو دے گئی گفتگو تمھاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہے
اتنی ہے اجل مین خو تمھاری

گردش سے ہے مہر و مہ کے ثابت
انکو بھی ہے جستجو تمھاری

آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا
اشکو نسے ہے آبرو تمھاری

بوسہ دو ہوا مین نیم بسمل
پوری ہوئی آرزو تمھاری

سینہ کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہے کاکل مشکبو تمھاری

تہانہ بھروا امیر شب کو

ہے گھات مین ہر عدو و ستمگار ہی

جو ہے بہار اُسکو خزان کا خطر بھی ہے
اے باغبان بسنت کی تجکو خبر بھی ہے

کاہک ہون خاک جو ہریون کو نظر بھی ہے
یہ اشک خون تو لعل بھی ہے اور گہر بھی ہے

سینے سے دیکھو بحال کے ناوک کو کھینچنا
ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے

محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ
ہمراہ زخم دل بھی ہے داغِ جگر بھی ہے

کونین مین ہے جلوۂ حسن و جمال دوست
ہر ایک روشنی کہ ادھر بھی اودھر بھی ہے

کیا یہ بھی تیری الفت عارض مین ہے مرض
شب بھی ہے آفتاب کو دوران سر بھی ہے

کیا فائدہ کرین جو رفوگر سے التجا
صد چاک شکل جیب ہمارا جگر بھی ہے

فرقت کی شب مین کوئی پھٹکتا نہین ہے پاس
آس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے

صد چاک ہی جو دل تو جگر داغدار ہے
دیکھو تو یکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہوا امیر
داخل ہوا لامکان مین یہ صد بشر بھی ہو

عمر رواں کو جان کرئی موج آب کی
تار نفس نگاہ ہے چشم حباب کی

نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی
اللہ شام بھی ہوئی روز حساب کی

مین وہ سیاہکار ہون جب ہوا جولان تن
جلاتی ہے زمین مری مٹی عذاب کی

امیدوار بلرش ابر کرم ہین ہم
بجلی گرائے نہ نگاہ عتاب کی

اللہ رے قدر میرے گناہون کی روز حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سونا نہین ہون تو تیغ تیری فدا کرون
کیا یار گرد گئی ہے گھڑی اضطراب کی

باندھی ہے سر پہ سرخی گردون نے کیا ہوا
نکلی ہے برق اور جھکے کملی سحاب کی

معروف یاد دوست ہون اے منکر و نکیر
پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی

ذرے نہین ہو ساقی کو ترسے داغلو
شیشہ ہے جھکریہ نزہت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اور آگے چلے
کھنچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

پھلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار
مٹھی مین جان رہتی ہی ہر دم حباب کی

ایک ایک تل ہی عارض جانان کا لاجواب
قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی

یہ وجہ ہے جو عارض جانان یہ ہی نقاب
کرتی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی

ان غافلون سے غفلت دل اپنی کیا کہین
مردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ رشک ماہ منھ سے لگاتا نہین امیر
مٹی خراب ہے قدح آفتاب کی

جھکی یہ روے یار سے قسمت نقاب کی
جالے سے چھن رہی ہے کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہین وہ حسن شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھوئی کدورتون نے ہماری صفاے دل
اس آئینے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے کیے یہ مینے کہ خط جبین اوٹھا
ایسی ہوئی خوشی مجھے خط کی جواب مین

کیف ہواے وادی وحشت سے مست ہون
آہو کی شاخ مجکو تلم ہے شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ گئی کبھی ہم سے رات بھر
اب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی

بولے وہ چاندنی مین ہوے جب عرق عرق
گرمی ہی ماہتاب مین بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحر حسن
دریا اوچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہی اپنی روے کتابی کا ہیچ در
ہی ہمکو نقل و اصل برابر کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک
چادر ہلا رہی ہے جو ہر موج آب کی

اندازے سے جو باتی ہے باہر ہی گناہ
زور اپنا تولتی ہے ترازو حساب کی

کیا قہر ہے کہ روز قیامت ہوا تمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے
قرآن مین تو طہور صفت ہی شراب کی

گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح سے مست
ساقی گلابیان ہین کہ قلمین گلاب کی

شہرت اگر غرض کی ہو اس نام سے امیر
دنیا مین آبرو نہ رہی آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
کیا قہر ہے کہ پھوٹ کے بھٹی شراب کی
موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برق جمال بھی
مے پیجیے تو طارم انگور کے تلے
انسان کا دل تلاطم الفت صد آفرین
کس شہسوار حسن کا ہے اسکو انتظار
آواز صور سن کے مین کیون اوٹھ کھڑا ہوا
نقاش کیا تمام مرقع نے رد دیا
دنیا ہی مین سزا مجھے غفلت کی ہو گئی
اللہ رے جوش شرم معاصی کا بعد مرگ
تا سب پہ شان عفو نمایان ہو روز حشر
ساقی کا دل ضرور مکدر رہی کچھ نہ کچھ
غم مین بشر ہو کیون نہ بشر کا شریک حال
احسان سر پہ ناخن شمشیر یار کا
دیکھو تو اتحاد ذرا حسن و عشق کا

تھا لو دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی
بھیجا بہشت مین مری مٹی خراب کی
اک تہ اوتر گئی تھی تمھارے نقاب کی
تار دنگی چھاؤن مین ہو بہار آفتاب کی
دیکھو بیا طا کیا ہے غریب نا ک حباب کی
اب تک کھلی ہوئی ہین جو آنکھیں رکاب کی
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی
تصویر دیکھ کر مری چشم پر آب کی
تعبیر خواب ہی مین ملی مجکو خواب کی
چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی
چن لی ہے اوسنے فرد ہماری حساب کی
تلچھٹ ہوتی ہے ہمکو عنایت شراب کی
تڑپے جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی
کیا دل سے کھولدی ہے گرہ پیچ و تاب کی
بلبل کے آنسوؤن مین ہے خوشبو گلاب کی

ان غافلون سے غفلت دل کیا کہین امیر
مردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ جاٹ دون کرے نہ مذمت شراب کی
پردہ چیک ہے اوسکے رخ بے حجاب کی

واعظ کے منہہ پہ مہر لگا دون کباب کی
حاجت ہے کیا نقاب پر اوسکو نقاب کی

ساقی مین رند دیکھ کے دوزخ کو روز حشر
سمجھا کہ گرم ہے کوئی بھٹی شراب کی

کیا بحساب حشر مین چھوٹین گناہگار
باری جو پہلے آئی ہمارے حساب کی

گریان وہ ہون کہ جیب مری تربت پہ آگیا
چادر چڑھائی ابر نے رو رو کے آب کی

قالب مین روح بند فرشتون نے کی عبث
ہیفایدہ غریب کی مٹی خراب کی

محرم عرق مین ڈوب کے آب روان بنی
دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی

خواہش بجاے نشۂ مے سوز دل کی ہے
ساقی شراب دے مجھے اشک کباب کی

حیران ہین جاکے اہل عدم سے کہینگے کیا
جی بھر کے سیر کی نہ جہان خراب کی

مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جدا
قاتل ہے ہجر تیغ ہے موج اضطراب کی

کتنا دنی ہے چرخ جو مہمان ہوے مسیح
دی ایک نان خشک او ٹکیہ آفتاب کی

دکھلا رہی ہے دختر رز رنگ برق طور
چوٹی ہے طور کی مجھے بوتل شراب کی

دی جان کتنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

فرقت مین ہے یقین کہ شب زندگی ہو صبح
پیدا ہے درد دل مین چمک آفتاب کی

اوس بت پہ عاقبت دل ناصح بھی آگیا
اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلا ہی ہے لوے کباب امیر
رہ رہ کے موجین آتی ہین مجکو شراب کی

حالت لکھی ہے رو کے اُسے اضطراب کی
سطرین کہ پیچ و تاب مین موجین ہین آب کی

آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی
مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی

نیرنگیان ہین طرفہ رخ بے نقاب کی
سرخی شفق کی ہے تو چمک آفتاب کی

تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر
گھوڑے سے او تر د آنکھ بچاکر رکاب کی

رنبا ہو جانتے ہین جسے آفتاب حشر
تصویر ہے وہ دختر رز کی شباب کی

وہ بدنصیب ہون کبھی جاؤن جو مین اُدھر
اُڑ جاے میکدے سے ہر اک بلا شراب کی

لخت دل برشتہ نکلتے ہین چھید کے ساتھ
ہر مد آہ سیخ ہے گویا کباب کی

ساقی وہ ہمکو موسم گل مین شراب دے
خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگت شہاب کی

وہی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

وہ بے نشان ہین ہم کہ فرشتون کو روز حشر
ڈھونڈھے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

وقت شنا نزاکت جانان کو دیکھنا
موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی

عاشق پسند کیون نہ کرین زہر چشم یار
میکش کو خوشگوار ہی تلخی شراب کی

طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہے ذائقہ
ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی

رکھو کمر یہ دست حنائی نہ رقص مین
اس مو کو احتیاج نہین کچھ خضاب کی

اوٹھ اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق مین
میرے غبار نے مری خراب کی

وہ مست بیخبر ہے نہ سمجھیگا واعظو
کہیے امیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش مین اوسکا روزن دیوار بند ہو
کیا آنکھین کھولیے رہ دیدار بند ہے

خلقت کو ہی یہ اوسکے نظارہ کا اشتیاق
کھڑکی ابھی کھلی نہین بازار بند ہے

رستم کا منھ ہی یہ کہ دم جنگ منھ چڑھے
لاکھون یہ بھی نہین تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو وا ہی وہین جا رہینگے ہم
کچھ غم نہین اگر در خمار بند ہے

خوش چشم جھپتے ہین وہ تجھے دیکھکر ہین غش
گلشن مین چشم نرگس بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہین کوئی تری حضور
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے
سوتا ہے باغبان در گلزار بند ہے

چپ لگ گئی ہے تیرے لب لعل کی حضور
مانند غنچہ لال کی منقار بند ہے

یارب جہان مین عید ہو جاے مہ صیام
مدت سے میفروش کا دربار بند ہے

سمجھے لیے تھا ہاتھ مین اہی بت جو کل تلک
وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہے

ارشاد جو ہوا تھا زبان سے دم نخست
اور وہ کا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور
بندہ اوسی کا آج تلک کار بند ہے
عیسیٰ کا ناطقہ دم گفتار بند ہے

اظہار خط ہوا اوس رخ گلرنگ پر امیر
یا گل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہے

بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی

سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد دل
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی

پوچھو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اوس مکان کی بنا سے بگڑ گئی

جا کر نسیم اور مریضون کو دین شفا
اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی

کیسا فتور چار عناصر مین پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی

اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی

سامع خدا ہے قصہ موسیٰ دلیل ہے
اچھونکی بھی بڑون کی دعا سے بگڑ گئی

کچھ دل کا حال گرد کدورت مین خوب تھا
اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی

ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہین
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی

حاضر ہے دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہد ہد سے بنگئی جو ہما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسہ لب ساقی ہین اے امیر
بگڑی جو دخت رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب انکے گنہگار لے چکے
جسطرح ہوگا نازتبون کے اوٹھائینگے
دیکھا رہی ہے گرمی بازار حشر کیا
ہم تو چلے جو وصل مین بولے وہ ناز سے
طاؤس و کبک خاک اڑائینگے اونکی چال
دم بھر قتیل میان سے تلوار لے چکے
ذمے مین اپنے ہم تو یہ بیگار لے چکے
ایسے ہزار سے تو ترے بیمار لے چکے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چکے
ٹھوکر ہزار جا دم رفتار لے چکے

دیکھیں کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیاں خمار مین میخوار لیجیے

ٹھہرے جو کوئے یار مین دربان تیوری گما
آگے بڑھو کہ دم لبِ دیوار لیجیے

وہ حسن اب کہان کہ ہوا آشکار خط
رخ کی بلائین گیسوے عذار لیجیے

بس بس زبان روکو نہ آشنا نہ بڑھ چلو
ہم چھپ ہین آپ دون کی سو بار لیجیے

ملتی نہین ہے نقد دو عالم یہ جنس وصل
قیمت یہ ہے تو مول خریدار لیجیے

پروائے جسم کیا عدو بے لگ رہے ہے آپ
جلاد جان سا در شہوار لیجیے

اہل جہان کو بستر آرام ہو نصیب
کروٹ کہین زمانۂ غدار لیجیے

کیا ہاتھ آئے اہل ہوس کو وہ مشک زلف
سودا یہ جان دے کے خریدار لیجیے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم تعزیہ بھی بنکے عزادار لیجیے

کب تک کٹے امیر پریشانیون مین عمر
بل کی کہین وہ طرۂ طرار لیجیے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے
آنکھ بھی شکل دہن ہم سے چرا رکھی ہے

کھینچ شمشیر ادا میان مین کیا رکھی ہے
یہ بھی کیا گھات ہے قاتل جو چھپا رکھی ہے

ہجو مے بیٹھ کے مسجد مین نہ کر اے واعظ
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا نجد مین مجنون نے اڑا رکھی ہے

بزم مے مین جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال
یہ ادا کسکے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے

سامنے کرکے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھاتے ہین کمر کو نہ دہن گو یہ بت
ابھی جو چیز تھی وہ آپ اڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت مین کمی کر اے دل
اب یہ کس دن کے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے

نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر
مین یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے
یہ وہی بات ہے جو تمنے تیار رکھی ہے

جلکے لے آئے اُسے پھر نہ مین جھگڑون شرائط
مختصر بات ہے ناصح نے بڑھا رکھی ہے

نزع مین آؤ تو اوسکو بھی تصدق کردین
جان اک سد رمق ہمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے کرے ہمنے امیر
گردن عجز تہ تیغ رضا رکھی ہے

کیا دور ہے یہ اوسکے جمال و جلال سے
چیتے سے چھین لی مگر آنکھیں غزال سے

ڈالی سپر نجوم نے اُس رُخ کی ڈھال سے
ابرو نے بڑھ کے تیغہ چھینا ہلال سے

واقف ہون اہل زیب جو اپنے آل سے
سرمہ بھی پھر لگائین تو گرد ملال سے

بوسہ نرگس حسین کا ملا باغ حسن مین
ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے وہ نگار
آئینہ شہر مین ہے ہجوم مثال سے

یہ کیفیت حسن ہے کہ تصور سے ہوش اُڑین
ہوتا ہے مست کب کوئی مے کے خیال سے

سمجھا مین جبین گوشۂ ابرو سے ہو کے عید
مارا فلک نے تیر کمان ہلال سے

بندون کو چشم شوق بتون کو دیا جمال
واقف ہے کون مصلحت ذوالجلال سے

کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ
گل تکیے بن کے چھو گئے کیا تیرے گال سے

سنبل نظر پڑا نہ کوئی گل نظر پڑا
خوشبو مین بڑھکے زلف سے رنگت مین گال سے

صیاد مین تو طایر رفعت پسند ہون
لٹکا مرے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع
ہاتھ آئے مال مد جو گرادین مآل سے

غمگین جو مین ہوا تو ہوا اونکا صاف دل
چمکا یہ آئینہ مرے گرد ملال سے

دکھلا کے آنکھ دل نہیں مجھ مست کا لیا
تمنے شکار شیر یہ کھیلا غزال سے

چاہ ذقن مین دل ہے مین غافل ہزار حیف
یعقوب کو خبر نہیں یوسف کے حال سے

دونون جہان مین ہے قیامت کا سامنا
اللہ کے جلال بتون کے جمال سے

مردے پہ میرے آکے نکالا غبار دل
مٹی وہ دے گئے مجھے گرد ملال سے

تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے
کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے

مین کیا ہون کٹ رہی ہے قضا مارے شرم کے
چلتی ہے تیغ یار نہین چال ڈھال سے

عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے
ایسے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگیے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گون ہے فسان پر لگی ہوئی
دل کی بجھیگی آج مقرر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہے یقین
نزد حساب ہے سر دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی مجھسا کہان راہ عشق مین
قدمون سے میرے رہتی ہے ٹھوکر لگی ہوئی

گھر مین اوسکو دیکھہ سکین کیا نظارہ باز
چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہے سینہ بہتے ہین آنکھون سے اپنے اشک
باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہے دل سے رخ آتشین کا دھیان
لو آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ رے دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق
ہے مجکو ٹکٹکی نہ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے
آنسو روان ہین خاک ہے منھہ پر لگی ہوئی

غم سے بقاے دل ہے تو دل سے بقاے غم
دونون طرف ہے شرط برابر لگی ہوئی

کیونکر ہو حسن چہرۂ صیاد آئینہ
ٹٹی ہے مثل سد سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خم سپہر گرا جام آفتاب
یان ہے امید شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہے راستی مزاج مین کہتا ہے صاف صاف
رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اوسکے رخ و چشم کا ہے عکس
نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اک دن تو کیجیے مرے آنسو کو زیب گوش
لو ہے اسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے
یان آنکھ چھت سے رہتی ہے شب بھر لگی ہوئی

عالم ہو گیا شراب کا مینائے صاف مین
قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے

تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی
ہر دم یہ آس ہے نہ خنجر لگی ہوئی

آب خضر بلا نہ سکندر کو اے امیر
ہر سعی مین ہے شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر مین ہمارے وہ ماہرو
آنکھین ہین شام سے طرف در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسسے
رٹ تیری نام کی ہے برابر لگی ہوئی

خط لیکے میرا کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضا سے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہے صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہے جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہے خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہے نزع مین جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو مستون پہ آئینہ
ہے دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار سے ہین پر جدا ہین ہم
ہے بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دور فلک سے اُنکو نہین بوریا نصیب
جنکے لیے تھی مسند زر لگی ہوئی

دزد سخن سے معنی رنگین کو کیا خطر
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کوئین مین بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہے سان پر وہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قد یار کے لکھتا ہے یہ بلند
کیا ہے قلم مین شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش مین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب
اُنکو بھی یان جھڑی ہے برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین تو نکے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آب خنجر قاتل سبیل ہے
ہے ہمکو پیاس وائے مقدر لگی ہوئی

اے ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کی تو بسملون سے کہی یہ لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس سے جلتا ہے یان جگر
لا جلد برف مین سے اُٹھا کر لگی ہوئی

جائیگا سوئے ظلمت دل اک دن ضرور امیر
ظلمت کی دھن ہے مثل سکندر لگی ہوئی

خوشخرامی پہ جو اوس بت کی طبیعت آئی
چال اڑانے کو وہ لیے پاؤں قیامت آئی

اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

ای اجل باندھ کمر وقت ترا آپہونچا
دن ڈھلا دیکھہ وہ شام شب فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہمکو خبر
کب پھونکا صور کب ای یار قیامت آئی

دل پرسوز کا نوحہ جو مین پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم مین رقت آئی

تیغ قاتل سے تھی امید بڑی وا ے نصیب
وہ بھی منھہ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھہ مینے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے جھنجھلا کے ہے شاید تری شامت آئی

حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا
ملک الموت کو بھی دیکھہ کے رقت آئی

تھی تو کچھہ دل مین کھٹک رو کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

الفت ساقی کوثر کی اگر آگئی موج
سمجھے ہم ہاتھہ کلید در جنت آئی

میہمان سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حیرت آئی

ذرے عکس رخ روشن سے بنے ریزہ ریزہ
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرہ مہر ہوئے ہم کبھی پروانہ شمع
جس جگہ دیکھہ لیا حسن طبیعت آئی

ہون وہ مایوس کہ دنیا سے جو اوٹھا مین امیر
گور تک پیٹتی روتی مجھے حسرت آئی

نگہ ناز کام کرتی ہے
دم مین تر کی تمام کرتی ہے

آگے محفل مین دخت رز شب بھر
نیند سب کی حرام کرتی ہے

ٹھہرے ہین دل مین میرے یون غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے

جانتا ہون وہ بیدہن ہین مگر
خلق کچھہ کچھہ کلام کرتی ہے

بد بلا ہے تری سیاہی خط
صبح عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اوٹھا کے دیکھو آنکھ
دختر رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آئینگے میری میت پر
خلق جو اژدحام کرتی ہے

ڈر سے میری شب جدائی سے
کالکا یہ رام رام کرتی ہے

اوسکے کوچہ مین روح خواب مین روز
سیر دار السلام کرتی ہے

چلتی ہے جس جگہ کہ تیغ اوسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ
چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اوسکی مٹا مٹا کے مجھے
امیر اپنا نام کرتی ہے

بہار آئی عجب حالت ہے ان روزون مرے دلکی
جگر مین چٹکیاں لیتی ہین منقارین عنادل کی

سفر مین مجھ سے کہتی ہے کشش ہردم مرے دل کی
کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی

جہان سے اوٹھ گئی تو اوٹھ گئی ہم کچھ نہین پروا
غضب ہے کہ گردن اوٹھ نہین سکتی ہے قاتل کی

نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے
نگاہ حسرت آلودہ نہین دیکھی ہے بسمل کی

بھلا دیکھون تو وہ کیونکر نہین آتے ہین گھر میرے
اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی

گریبان پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلیے
جنون انگیز پھر آتی ہین آوازین عنادل کی

غرور حسن تمکو ہے کمال عشق مجھکو ہے
کہو تم میرے دل کی یا مین کہہ دون آپکے دلکی

تمہارے حسن سے آیا تھا نادان ادعا کرنے
سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کے واسطے لا کشتی مے جلد اے ساقی
ترشح ہو رہا ہے کچھ ہوا ہے سرد ساحل کی

کسی کو دہر مین پہچانتا ہے کون اے غربت
شناسائی ہے کچھ ان راستے والون مین منزل کی

چھپایا سب نے منھ ملکر تمہاری خونکی مہندی
عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

خوشا دیوانگان راہ الفت خوب سوچے ہو
بیاں کیسی مصیبت مین پڑی ہے جان عاقل کی

ازل سے ہے مآل کار بعض ونکا ناکامی
کف دریا کی قسمت مین لکھی ہے موج ساحل کی

امیر آئیگا روز عید قربان گاہ مین قاتل
سپیدی چاہیے دیوار و در پر چشم بسمل کی

نہو کیسا کہ صورت تک نہین دیکھی ہے بسمل کی
الٰہی خیر ابھی سے فق ہے رنگت میرے قاتل کی

مٹا سکتی نہین مژگان تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دست موج نے دامان ساحل کی

تڑپ جاتا ہے دل اہل کرم کا جوش مین آکر
چمکتی ہے جو بجلی شعلۂ آواز بسمل کی

غبار دہر سے کیا آشنائی بحر عرفان کو
پڑی کب دیدۂ ماہی مین اُڑکر گرد ساحل کی

کف سایل نہین ہے کشتی دریای بے آبی
اوسی دریا کی موجین ہین لکیرین دست ساحل کی

خیال نیستی یہ ہر قدم تھا دشت ہستی مین
مٹا جو نقش پا مجکو بتا دے راہ منزل کی

وہ عاشق ہین کیا جب قصد سونے کا اندھیری مین
چکورون سے سُنی ہمنے کہانی ماہ کامل کی

سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبین ایسے طوفان مین
جھڑی ہے رات دن باران ابر تیغ قاتل کی

وہ پیاسا ہون تلاش آب مین جسدن ہین نکلون
کرے ریگ روان دریا کو اُٹھ کر گرد ساحل کی

وہ مشتاق شہادت ہون جو اوچھے زخم بھی کھاؤن
نہ چھوڑی چاندنی مجکو مہ رخسار قاتل کی

خلایق نے یہ وقت دفن دی ہے رنگ کی مٹی
کہ میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کوسون دشمن روبہ نسق بھاگے
کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیر قاتل کی

بجا ہے گر تغیر آگیا اعضا مین پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی

جو ہم سار نہ ہوتا کیون پڑتین یہ تسبیحین
اوٹھا مین اپنے ہاتھون شیخ نے کڑیان سلاسل کی

ازل سے ہے جو اوس زہرہ شمایل سے امیر الفت
خمیر دل مین کیا مٹی ملی تھی چاہ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی
خوب اوسنے دوا ے دل بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ مین تو کھولین مری آنکھین
قاتل نے کہان حسرت دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہی ای ترک ہمین کیا
کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو
غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے
یہ ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو پہونچے
ہر بات مین اک تہ دم گفتار نکالی

کہتے ہین اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون
اُف ہمنے نہ منہ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوے گل وحدت
منصور کی جب روح سر دار نکالی

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسی کو مری شکوۂ تعظیم
کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہی جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

بل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پرفن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے

کیا کرین طالب دیدار عیاں کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اُسکا رخ روشن ڈالے

سارا پردہ ہی دوئی کا جو یہ پردہ اُٹھ جاے
گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابل دید ہی وہ عارض وچشم ومژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین خلد مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی نہ کی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے

رنگ اوس لعل مسی زیب سے ملتا ہی کہان
منہ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے

ٹوٹتی برق سر طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوے وادی ایمن ڈالے

اُڑ چلے رقص مین پرواز کو پر پیدا ہو
اپنے مکھڑے پہ اولٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتے انداز کے کسطرح سے پامال نہون
قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخم نگہ ناز رفو ہوتے ہین
کہو دوڑے یہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہین چھپتا ہی چھپائے سے امیر
کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے
تجھی پہ آنکھ ہما ای رشک ماہ پڑتی ہے

وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہین
گدا پہ کب نظر بادشاہ پڑتی ہے

بلاے جان دو عالم ہی جسکی برق جمال
اب اوسکے چہرے پر اپنی نگاہ پڑتی ہے

بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر
کہ کشمکش مین وہ زلف سیاہ پڑتی ہے

وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین دفن
بدن پہ اُڑکے اگر گرد راہ پڑتی ہے

ستا نہ خاطر مظلوم کو ذرا اے ظالم
پڑی نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے

عجیب چال ہے کچھ کوچۂ محبت کی
بلا مین جان یہان بیگناہ پڑتی ہے

چمن کی سیر کو جاتی ہے روح ای صیاد
قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے

جنون مین دشت سے بھی بھاگتا ہون مین کوسون
نظر جو صورت مردم گیاہ پڑتی ہے

پڑے ہین کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد
کنارے نہر کے جیسی سیاہ پڑتی ہے

گہن مین خط کے وہ رخ دیکھہ کر ہون ششدر
گرہی تو تم پہ بھی ای مہر و ماہ پڑتی ہے

وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پر
نہ گرد راہ نہ گرد نگاہ پڑتی ہے

پنھاتے ہین وہ غریبون کو بیگنہ زنجیر
ہزار پانون پہ زلف سیاہ پڑتی ہے

عجب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر
کہ عقل شبہے مین بے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو امید رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ شدت ہی کہ رنگت فق ہے
زخم وہ دل مین ہی کاری کہ کلیجا شق ہے

عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہی
اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہی

سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم
بول اٹھین بت بھی گواہی ہین کہ حق ہی حق ہے

شرم عصیان سے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار
چشم قلزم عصیان کے لیے زر ورق ہے

رشتہ آسا وہ ہون لاغر غم عریانی مین
حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے

ذکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم
ذوق جب تک نہوا شیخ عبث ہوحق ہے

ہون مین دل سوختہ دنیا مین جدا دنیا سے
شمع سے جامۂ فانوس کہان ملصق ہے

کیون نہ کانپے تری مژگان کی چھری سے دل زار
خوف سے جوہر شمشیر کا سینہ شق ہے

لب جان بخش سے کلی مرے مرقد پہ کرو
حوض کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہے

زاہد و ساقی کوثر تمھین کیون دینگے شراب
دختر رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہے

خوف معتوبی آدم سے ڈرا ہی ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہے

عشق مین پار ہو کس طرح سے بیڑا دیکھین
ہم شناور نہین یہ قلزم بے زورق ہے

دُر مضمون دم تحریر نکلتے ہین امیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہے

یہان تک مجکو ہنگام خوشی ہے آرزو غم کی
اٹھا رکھتا ہون روز عید پر مجلس محرم کی

مین وہ غم دوست ہون تجویز کی غم نے دوا کی
جو آیا منھ پہ چھالی چھال مینے نخل ماتم کی

مناہی کوچۂ محبوب مین ہے نالۂ غم کی
غضب ہے ہاتھ وہ جڑ کاٹتی ہین نخل ماتم کی

قطار مور جس جا دیکھتا ہون یہ سمجھتا ہون
سلیمان اٹھ گئے شاید یہ صف ہے ان کی ماتم کی

ترا غمزہ ہے وہ طرار جب گلشن مین آیا ہے
گلونکی جیب کتری ہے گرہ کاٹی ہے شبنم کی

خیال دختر رزمین آگیا ہے مجکو غش ساقی
کھلین آنکھین اگر یاقوت ہو ادامان مریم کی

ستایا اسقدر ان مردم ابلیس خصلت نے
کہ ڈر کر آدمیت چھپ رہی تربت مین آدم کی

الٰہی ہے یہ لشکر کس سلیمان پری وش کا
بلائین لیتی ہین پریان ہوا پر زلف پرخم کی

ہمارے نالہ دل سے ہے گرم نالہ ہر بلبل
نہین کس گلستا نمین شاخ اپنے نخل ماتم کی

یقین ہی روز محشر تک ہی اولاد مین جھگڑا
ہماری خیر کی ہی دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہی اتنا
بہار اسمین ہی جنت کی ہوا اسمین جہنم کی

نہ لائے کوئی ہم تک وحشی گیسوے پیچان کو
بجائینگے یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھری ہین دل نے گوش کیا کہکر
ہوا مین آگئی ایسی نہین سنتے ہین مرہم کی

ڈری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعا سے نور پڑھکر اپنے اوپر شمع نے دم کی

یہ شہرہ وحشت مجنون کا مشت استخوان مجنون
مثل ریح ہی کہ رستم سی سوا ہی دھاک رستم کی

نہین ہے شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ پٹی باندھلی داغون کی آنکھون پر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گل رعنا مری آنکھون مین نیرنگی ہی عالم کی

لما غارہ تو پایا آرسی نے رنگ آرایش
جبینی افشان تو آئینے کی قسمت اور بھی چمکی

جلانا مارتا ہے کام ان خورشید رویونکا
کہ جی اٹھتے ہین ذرے موت آجاتی ہی شبنم کی

فراق یار مین ہون اسقدر محزون نہین اے قاصد
لکھون جو سطر نامے مین وہ صف بنجائی ماتم کی

امیر اوس سرور عالم کی کیا توصیف ہو مجھ سے
خدا کی شان ہی سیرت ملک کی شکل آدم کی

نہال اسکو ہمیشہ کرتی ہے بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہی یا کوئی کلی ہے نخل ماتم کی

سنو جبین تجلی تجھ سے محبوب دو عالم کی
وہ جنت جل کے یار خاک ہو جائے جہنم کی

ادھر ہون عیش کی باتین کہانی ہو ادھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوا ای عشق سر مین دل مین رنج و یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہی ایک مشت خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہی کس شہید ناز کی مجلس
کہ غنچونکے چٹکنے مین صدا ہی نخل ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن عشق مین یارب
ٹپکا جاتا ہی تن آنکھین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اوس حور کا دل کیا ہماری سوزش دل سے
گئین جنت کو کچھ چنگاریان اڑکر جہنم کی

نظارہ دو جہان کا چھوڑ جا دل کا تماشا کر
شبیہین اوس ورق پر کھینچدین ہین دونون عالم کی

اڑا لے رنگ غنچہ سیکھ لے گل کی روش اے دل
کہ منھ سے کچھ نہ کہ کانوں سے سنکر ساری عالم کی

ازل مین وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کہ آنکھیں آج تک کھلتی نہیں یا دام توام کی

رہا نے بھر کی ایذا اون سے چھٹی مر کے ملی ہے
لحد کہتے ہین جسکو ہے وہ سرحد کشور غم کی

پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہے
نہیں وہ ابن آدم خو نہیں ہے جسمین آدم کی

رہی ہے سینہ سپر کیا کیا شعاع مہر تابان سے
کھنچین سو برچھیان لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ لچھے گنگری کے اثر رہے ہین ہچکیان کیسی
نہیں یہ حلق بسمل بالنلی ہے مضطرب غم کی

ہوئی کس کو خجلت ایک میرے قتل ہوتے ہی
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی

تمھاری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہے
کہ چل کر دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی

دکھایا گرم و سرد دہر داغ و اشک نے مجکو
کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہے ایذا ادن کو شبنم کی

یہ شوق میکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے
ہوا کھانے کو روح آتی ہے اتبک حضرت جم کی

سوا خورشید رو یونکے کسی پر مین نہ مائل ہون
الٰہی دل مجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکست شیشۂ دل سے امیر آیا ہے غش مجکو
چھڑک کر مے سنگھا دے کوئی مٹی ساغر جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے
دیوانے کو ایک ہو بہت ہے

موتی کی طرح جو ہو خداداد
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہے

جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین
مجکو اے درد تو بہت ہے

مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
یہ دور کی گفتگو بہت ہے

بے کیف ہوں تو خم کے خم کم
اچھی ہو تو اک سبو بہت ہے

کیا وصل کی شب مین مشکلین ہین
فرصت کم آرزو بہت ہے

منظور ہے خون دل جو اے یاس
اتنے لیے آرزو بہت ہے

اے نشتر غم ہو لاکھ تن خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہے

چھیڑے وہ مژہ تو کیون روؤن
آنکھون مین خلش کو مو بہت ہے

غنچے کی طرح چمن مین ساقی
اپنا ہی مجھے سبو بہت ہے

کیا غم ہے امیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہے

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے
غم کیون نہ جونک بنکے ہمارا لہو پیے

تسکین ہو ایک جام سے کیا اوسکو ساقیا
جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے

وحشت ذرا کسی کی ترے مست کو نہین
قاضی کرے جو منع تو مے روبرو پیے

قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا
اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے

آئے جو میکدے مین کرے مست کیون کمی
شیشے کی طرح چاہیے منہ تا گلو پیے

دیکھے وہ خط سبز جو سبزہ تو رشک سے
کیون گھونٹ زہر کے نہ لب آبجو پیے

منظور چرخ ہے کہ امیر سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

ابروے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے
خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے

زعفران زار مین بھی گر دل ناشاد رہے
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے

ہون وہ مقتول مرے قتل کی ایسی ہو خوشی
رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے

پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے
کہدو ہر باغ کے دروازے پہ فصاد رہے

رشک ہی بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے
مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے

ہم جو پہونچے تو لب گور سے آئی یہ صدا
آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے

آنکھین مرجانے کو کہتی ہین وہ لب جینے کو
کیسے وہ حکم رہے کیسے یہ ارشاد رہے

اوسکی تصویر مین اسدرجہ نزاکت کا ہو فرق
لوح باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے

آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسملونکی نگہ یاس بُری ہوتی ہے
اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے

یہ کہونگا یہ کہونگا یہ ابھی کہتے ہو
سامنے اونکے بھی جب حضرت دل یاد رہے

ہون وہ غمدوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہون
درد کا دل نہ گھٹے خاطر غم شاد رہے

حشر مین عذر گنہ کیا ہے بتا تو رکھو
کہ مبادا انھین بھولے تو مجھے یاد رہے

بحر ہستی مین حباب لب دریا کی طرح
ہم رہے کب کہ کہے کوئی کہ برباد رہے

مین اگر غیر کوئی ہون تو مجھے وہ بھولے
وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

نزار ایسا تھا کہ مین دشت جنون مین نہ ملا
ڈھونڈھتے مجکو مرے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل تھو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر مین کس کس کے یہ ناشاد رہے
قیس کا داغ کہ اسمین غم فرہاد رہے

دل اور آنکھونکے تصور سے مرا شاد رہے
قاف پریون سے جنان حورونسے آباد رہے

قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مدنظر
اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے

طول فرقت سے مزے وصل کے سب بھول گئے
نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے

جب کیا ہمنے گلا اپنی پریشانی کا
زلف جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے

کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ رے خوشی
ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے

ہم وہ قیدی ہین جو لکھے وہ خط آزادی
ہے یقین حرفون مین شان خط صیاد رہے

لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت
دل سے نکلے تو کہان جاکے یہ فریاد رہے

کون پروانہ یہان شمع سر طور کا ہے
جلوہ افروز ترا حُسن خداداد رہے

ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو
نہ اوسے یاد رہے نہ اسے یاد رہے

واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہون
مُنھ دم ذبح سوے خانۂ صیاد رہے

شادی و رنج زمانے مین ہین توام ای دل
کچھ تو ہونٹھون پہ ہنسی بھی دم فریاد رہے

گھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب
ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے

کانٹے اولجھین نہ کہین جامۂ آزادی مین
دامن اس ڈر سے سمیٹے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوق شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سر کوچۂ جلاد رہے

دل کو طرز نگہ یار جتاتے آئے
تیر بھی آئے تو بے پر کی اوڑاتے آئے

فاتحہ دینگے نہ پانی یہ بھی دو روز کے بعد
تا در گور ہین جو خاک اوڑاتے آئے

جام کوثر سے ہو کیا کام ہمین اے رضوان
آب خنجر سے وہین پیاس بجھاتے آئے

مے کشی کی ہے خوشی ہجر مین کسکو ساقی
لگ اے ابر تو اور آگ لگاتے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوی حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اڑاتے گئے ہم خاک اڑاتے آئے

بادشاہون کا ہو دربار در پیر مغان
سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے

لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہم پر روشن
کہ ہمین بھی ترے ناز اوٹھاتے آئے

چھپکے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانون کو
اپنی پازیب کی جھنکار سناتے آئے

ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پر
ملک الموت بھی پر اپنے بجاتے آئے

بے سبب در پہ یہ بلوہ نہین غالب ہے کہ آپ
پردہ ڈولی کا سر راہ اوٹھاتے آئے

محو جب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین
یونہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلائے گئے دیوانۂ زلف
بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر غنچہ جو سنا مجھ سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے منھ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گلچھرے اڑاتے آئے

کیا کہین گے کوئی محشر مین جو پوچھے گا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتونکو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
آپ بدنام ہون دھوئیے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنون ہوتی ہے تدبیر اپنی
طوق بنتا ہے گڑھی جاتی ہے زنجیر اپنی

بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آئی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہون میں تصویر اپنی

قید ہو کر ترے گیسو میں یہ رتبہ پایا
نذر دی قیس نے لا کر ہمیں زنجیر اپنی

جان نثاروں سے وہ کہتے ہیں چڑھا کر تیوری
آج کل جھولتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی

یاد مژگان میں شب ہجر جو چلاتے ہیں ہم
چار سو جاتی ہے آواز پر تیر اپنی

مے کشی کون کرے چور ہے یان شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر میں تقدیر اپنی

حاجت تیر و کمان کیا ہے تجھے چل تو سہی
گردنیں کاٹ کے خود لائیں گے نخچیر اپنی

تمکو سوتوں کے چھپر کھٹ ہمیں کانٹے ہیں نصیب
خیر قسمت وہ تمھاری ہے یہ تقدیر اپنی

آنکھیں چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حسن
شمع چہرہ ہے ترا آنکھ گلگیر اپنی

حضرت قیس جو ملجائیں تو اتنا پوچھیں
ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہون
بھیج دیتا ہے وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

اے امیر اوٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تا دم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکۂ عشق میں مجکو جھک ہے
برش خنجر سفاک مرے دم تک ہے

گھورتی ہے یہ جوانان چمن کو ہر دم
نرگس باغ سے بلبل کو بجا چشمک ہے

حسن یکتا کا ہے پر تو بھی جہان میں یکتا
زاہدا کیون تجھے یکتائی بت میں شک ہے

منگ عاشق کے لیے حسن زرہ پوش ہوا
کون کہتا ہے رخ صاف پہ یہ چیچک ہے

شب بھر آغوش گلستان میں ہے شبنم کی جگہ
رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہے

فرش سے عرش تک آئینہ ہے سب کر کی وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے

رکھ قدم بڑھ کے در دل پہ تو منزل کو پہنچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہے

مین دیوانہ اگر لایق تعزیر امیر
کس لیے سنگ بکف دہر مین ہر کودک ہی

تیرے افشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے
اختر گردون جگہ پاکر جبین پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرایش جو اس گل کو تو ماہ
چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے

نامہ ہم افتادگون کا جب کبوتر لیچلا
اوڑتے ہی اُڑتے کہین بازو کہین پر گر پڑے

آشیانہ دور ہے صیاد آپہونچا ہے پاس
کیا کرون پرواز کی طاقت نہین پر گر پڑے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دل صد چاک پر
یا الٰہی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے

جائے گلشن مین جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ
سر جھکا کر اسکے پای نازنین پر گر پڑے

قہر نازل ہو جو ہنس پڑنا تمھارا آئے یاد
چھت مکانون کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے

وہ شکار افگن چلے لیکر اگر تیر و کمان
نسر طایر جوڑ کر گنبد سے زمین پر گر پڑے

بار ہو پر آجائے تیغ قامت قاتل اگر
شاخ طوبیٰ کٹ کے دوش حور عین پر گر پڑے

پھنس گئے چھوٹے لذت دنیا سے کیونکر بوالہوس
کسطرح اُٹھے مگس جب انگبین پر گر پڑے

آفتاب عارض ساقی اگر چمکے امیر
خاک ہو کر برق آب آتشین پر گر پڑے

جب تک وہ پلک بر سر بیداد نہ آئی
تجھ مین چمک اے جوہر فولاد نہ آئی

کب گور مین خنجر کی رگڑ یاد نہ آئی
کب روح سوے کوچہ جلاد نہ آئی

شیرین نے بھی سنگ اگر سیکڑون کاٹے
کچھ کام سبکدستی فرہاد نہ آئی

بالونکی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کس دن
کب آئینہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

دعوائے دیت حشر مین کس سے مین کرونگا
حیرت سے نظر صورت جلاد نہ آئی

عالم مین وہ ہون پانون نہ گلزار مین رکھا
جب تک خبر آمد صیاد نہ آئی

ہیچ ہے یہ شغل عالم ہے اپنی تو جہان مین
مردے کو عزیزون کی کبھی یاد نہ آئی

غش صورت موسیٰ مین ہوا سامنے اوسکے
تاب نظر حسن خداداد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمک چشم کو وہ خال
انسان کو نظر صورت ہمزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا چلتا ہوا دیکھا
تجکو روش اے خامہ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرا اوسکی نظر سے
کچھ ذہن مین اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

قید غم محبوب ازل ساتھ مین لایا
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اوسنے ملاقات کی امید ہو مجکو
عرضی بھی مری ہو کے کبھی صاد نہ آئی

معشوقۂ دنیا نے بہت زلف سنواری
پھندے مین مرے خاطر آزاد نہ آئی

مضمون سے پس مرگ مرا نام ہے زندہ
کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد مین کیفیت اوستاد نہ آئی

ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے
جواب پاؤن جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یان سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے
وہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی
تو ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے

جنون کے جوش مین کھلتی نہ راہ ملک عدم
بڑے مزے مین پہونچتے جو آج کل جاتے

سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا
جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بچائی داغ نے زندانیان زلف کی جان
نہین تو گھٹ کے اندھیرے مین دم نکل جاتے

بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے اے زاہد
خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شب فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ
غریب خانے کے دو چھپرے بھی جل جاتے

بھڑی ہے آنسوؤن کی اور جی ڈبویا ہے
برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ چلتا
دجا کے پاؤن پہ سر رکھکے ہم مچل جاتے

پتنگ بنکے لپٹتے تو شمع رویون سے
وہ ہم نہ تھے کہ تپ ہجر سے پگھل جاتے

تلاش رزق مین گردش ہے اے ہوس بیسود
نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطر روشندلان اگر ہوتے
امیر نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہے اے دل کہ بزم یار مین آئے
بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے

خداوندانہ زنگ اُس ترک کی تلوار مین آئے
کہین دھبا نہ میرے زخم دامندار مین آئے

مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی مین آ نکلے
ترنگ ایسی کبھی یارب مزاج یار مین آئے

دلا آنکھون سے چھپکر اوس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشین کیا مجمع اغیار مین آئے

خط شبگون سے مین اے خال روے یار ڈرتا ہون
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین مست آمد ابر بہاری کے
الٰہی کوئی لکہ کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہے خاک ہونے مین
زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکایا یہ تیرے عشق عارض نے
گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ وقت قتل ہے ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کمر مین بل نہ بال اُس ترک کی تلوار مین آئے

کیا وہ دیکھے طعنے واعظون سنتے تنگ یہ آخر
کہ ہم مسجد سے اوٹھ کر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہے ہر گل زر بکف بہر خریداری
چمن مین تم کہ یوسف مصر کے بازار مین آئے

زر داغ جنون تقسیم شاہ عشق کرتا ہے
تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اوسکو کیا اندیشۂ دشمن
براہیم آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

خلش مین کیا مزہ ہے تیر کے دیوانے انکو کیا جانے
جب آئے پا برہنہ وادی پُر خار مین آئے

یہان مدت سے ہے میرے دل صد چاک کا قبضہ
کہو شانہ سمجھ کر گیسوے خمدار مین آئے

علانیہ دکھائی کب وہ جلوہ روے روشن کا
جو بے پردہ وہ نہ خواب طالب دیدار مین آئے

اوٹھاو رخ سے پردہ کور مادر زاد بینا ہو
ہلاؤ لب زبان گنگ بھی گفتار مین آئے

گرفتار قفس تھے جب تلک فصل بہاری تھی
خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہی وعدہ سر دینے کا قاتل سے سو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق اگر اقرار مین آئے

امیر اب دغدغہ کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھٹے آفت سے ظل احمد مختار مین آئے

خیال زلف و عارض مین قضا کی
نماز صبح و شام اک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سے بھی غمزے
کہو کیون موت آئی ہے قضا کی

نہ آنا تھا اجل منھ پر نہ آئی
تری تلوار آوارہ کیا کی

شب غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا
درازی ناپتے روز جزا کی

وہ بیکس ہے کہ تربت پر ہماری
چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی

عدم مین کیا تماشا ہو کہ دن رات
چلی جاتی ہے سب خلقت خدا کی

مرے منھ کا ہو لقمہ حصۂ غیر
مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی

دکھے کیونکر نہ دل آوارگی سے
صدا ہو یہ کسی درد آشنا کی

نہ کھا او دل فریب زینت دہر
ڈلی اس پان مین ہے سنکھیا کی

بہار بیخزان ہے جامۂ یار
نہ مرجھائین کبھی کلیان قبا کی

کیے بہنے یہ تکیون مین سجدے
کہ بت کہنے لگے رحمت خدا کی

دلا ہم سے گلا او بس دلربا کا
شکایت آشنا سے آشنا کی

نہ مجنون ہو نہ وامق ہو نہ فرہاد
مرے سب آشنا دن ذ قضا کی

وہ دانہ ہون جو پسنے سے بچون مین
جلا دے آگ سنگ آسیا کی

وہ غافل تھی کہ تب لی ہے نے کروٹ
ڈھلی جب دوپہر روز جزا کی

الٰہی مرگ کیون جھگڑا ابھی چھوٹے
کہین آسان ہو مشکل قضا کی

کہان تک وا ہو نگا عقدۂ کار
گرہ ہے کیا ترے بند قبا کی

پسین کیونکر نہ تیری راہ مین دل
غضب شوخی ہے ہر چشم نقش پا کی

اگر میرے سیہ خانے میں آجائے — سعادت ساری اُڑ جائے ہما کی
ترے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے — مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل مین غم جانانہ آتا ہے — نکل اے صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہے
نظر مین تیری آنکھیں ہیں تصور تیری زلفوں کا — کبھی پریوں کے سایے مین ترا دیوانہ آتا ہے
وفور رحمت باری ہے میخوارون پہ ان روزون — جدھر سے ابر اٹھتا ہے سوے میخانہ آتا ہے
لگی دل کی بجھائے بیکسی مین کون ہے ایسا — مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے
انھیں سے غمزے کرتی ہے جو تجھپر جان دیتے ہین — اجل تجکو بھی کتنا ناز معشوقانہ آتا ہے
پریشانی مین یہ عالم تری زلفوں کا دیکھا ہے — کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہے
چھلک جاتا ہے جام عمر اپنا وائے ناکامی — ہمارے منھ تک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے
وہ بت ہے مہربان سب اپنا اپنا حال کہتے ہین — لب خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے
طلسم تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہے — بدلتا ہے پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے
یہ عظمت رکھے زاہدان بتون مین ہمنے پائی ہے — کہ کعبہ ہمکو لینے تا در میخانہ آتا ہے
دو رنگی سے نہین خالی عدم بھی صورت ہستی — کوئی ہشیار آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے
ہمایون استخوان سوختہ پر میرے گرتا ہے — تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے
اُدھر ہین حسن کی گھاتین ادھر ہین عشق کی باتین — تجھے افسون تو مجکو اے پری افسانہ آتا ہے
کلیجا ہاتھ سے اہل طمع کے چاک ہوتا ہے — صدف آسا اگر مجکو میسر دانہ آتا ہے
نمک ملا دھڑکا چاہتا ہے دم میرے زخمون پر — مزے کا وقت اب ہے ہمت مردانہ آتا ہے
زبردستی کا دھڑکا وصل مین تمکو سمایا ہے — کدھر ہو ہوش مین آؤ کوئی آیا نہ آتا ہے
الٰہی کسکی شمع حسن سے روشن ہے گھر میرا — کہ بنجاتا ہے جگنو آج جو پروانہ آتا ہے

وہ عاشق خال و خط کا ہون کہ نذر سودا کرتا ہون
میسر تیسرے دن بھی جو مجکو دانہ آتا ہے

امیر اور آنے والا کون ہی گور غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہی تو ہان پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکش دلبر مین رہ گئے
اوتنے ہی ہو کے چھلے دل مضطر مین رہ گئے

دھویا ہزار اوس بت سفاک نے مگر
دھبے ہمارے خون کے خنجر مین رہ گئے

صحرا سے عشق میری طرح طے نہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر مین رہ گئے

چھوڑے کہین نہ گیسوی پر خم نے اوسکے پیچ
کچھ رہ گئے تو میرے مقدر مین رہ گئے

مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے

ای چشم اشکبار ڈبو دے انھین بھی تو
ٹاپو ہین جا بجا جو سمندر مین رہ گئے

یا رب شتاب آئے سگ یار اسطرف
کچھ کچھ ہین استخوان تن لاغر مین رہ گئے

ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہار
میخوار فکر شیشہ و ساغر مین رہ گئے

نامے تو نارسائی قسمت سے بڑھ سکے
ڈورے ہی ڈورے بال کبوتر مین رہ گئے

اشکون سے میرے بجھ گئی ساری جہان کی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے

واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے

اونکے مکان ہین دیدہ و دل اختیار ہی
اس گھر مین رہ گئے کبھی اوس گھر مین رہ گئے

اونکے نشان امیر نہین ہین اگر نہون
نام اورون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزان مین رہ گئے
محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے

رشتے تمام بند کیے صبر نے مگر
سو داغ دل مین چاک گریبان رہ گئے

لپٹے نہ گرد بھی مری کشتی کے پاٹ کے
کیا سر پٹک کے شورش طوفان مین رہ گئے

کانٹے کہین پڑے ہین کہین گرد باد ہین
یہ یادگار قیس بیابان مین رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوے میرے اشک غم
نکلے جو دل سے دامن مژگان مین رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین زلف و رخ
باقی فساد گبر و مسلمان مین رہ گئے

یوسف تو مصر مین ہوئے رونق فزوز حسن
یعقوب راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے

مقتل مین اوسکے دوڑ کے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے

وحشت مین دو سکے نہ مرا ساتھ گرد باد
نقش قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے

دوڑے تلاش دولت دنیا مین جو حریص
آخر کو تھک کے گور غریبان مین رہ گئے

لی کاروان گل نے خزان مین عدم کی راہ
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے

آئے بھی حرف شکوہ جو دل سے زبان تلک
بن بنکے درد وہ مرے دندان مین رہ گئے

رزق سگ و ہما کیے دور سپہر نے
جو استخوان کہ گنج شہیدان مین رہ گئے

آوارگان عشق کا کوسون پتا نہین
کچھ ڈھیر ہڈیونکے بیابان مین رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے مگر پھر بھی اے امیر
مضمون ہزارہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جا کر مکان پر کھیلے
کہ ہار دے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

کمان مین تیر وہ جوڑے تو صید ہون نسرین
زمین کیسی شکار آسمان پہ کھیلے

زبان تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا
جو سرفروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے

یہ اوسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی
کہ بیت بیت سے جو تھی زبان پر کھیلے

مین رند رنگ مین ڈوبون وہ طفل بادہ فروش
خدا کرے کہین ہولی دکان پر کھیلے

جمائے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا
جو بار سا ہو تو ہر ایک تان پر کھیلے

نہ جیتنے مین گذارہ نہ ہارنے مین رفاہ
پھر اوس سے کھیل کوئی کس گمان پر کھیلے

کہون نہ تو درد دل اس نگر ہے قتل کا خوف
فقط فسانہ مصر پہ کہین اس بیان پر کھیلے

لگائے کیون نہ وہ واعظ نماز مین شرطین
جوا جو روز و شب اپنے مکان پر کھیلے

ہمارا دل ہے کہ اُس ترک شوخ سی شطرنج
ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس سی کسطرح چلجائے
تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط ابھی ای حسن یار باقی ہے
اس آئینے کے جگر مین غبار باقی ہے

نہ مست ہو نہ کوئی ہوشیار باقی ہے
حجاب کس سے اب ای چشم یار باقی ہے

وہ صید گاہ سے جاتے ہین اے اجل کہدے
ادھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہے

یہ سیکڑون ہین ہر شیشون کا خط ای ساقی
ابھی تو شیخ کا سنگ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیر فلک مبارک ہو
کہ میرے پاس دل بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہین کہ مرلون تو لاش پر آئین
اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہے

پھر اوسکے دانتون کا تجکو ہی قصد نظارہ
گرہ مین کچھ گہر آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزش دل
کہ شیر زندہ ہے جب تک بخار باقی ہے

چلے برنگ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ قبر کر کے لہو پر بھڑک رہی ہین جو خاک
اشارہ ہے کہ ابھی تک غبار باقی ہے

موئے تو خاک ہوئے ہم مٹے تو خاک مٹے
ابھی تلک تو نشان مزار باقی ہے

نہ توڑو آئینہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
تمھارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہے لیکن
وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے
کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہے

قضا پکارتی پھرتی ہے اُنکے مقتل مین
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہے

بہار مین ہو نہ کیون روے یار پر جوبن
چمن عروس ہے جب تک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کو وہ کہان آئے
مزار ہے نہ نشان مزار باقی ہے

بہار عمر سے دل یادگار باقی ہے
بس اک یہی ثمر داغدار باقی ہے

نگہ کہاں مری آنکھوں میں یار باقی ہے
یہ کچھ غبار رہ انتظار باقی ہے

رہا قفس سے کرے بلبلوں کو کیا صیاد
ابھی تو باغ میں کچھ کچھ بہار باقی ہے

کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہیں
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

کہاں کہاں نہیں یاران رفتہ کو ڈھونڈھا
اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے

مثال آئینہ وا ہیں مزار میں آنکھیں
ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

شریک سیکڑوں گلرو ہیں اپنے پھولوں میں
خزاں کے بعد بھی جوش بہار باقی ہے

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے
کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہے

کفن کے واسطے کافی ہیں ہوں وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریبان میں تار باقی ہے

نہ تخت خسرو چین ہے نہ چتر قیصر روم
مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہے

ہجوم داغ سے ہر عضو ہے پر طاؤس
ہوئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے

اوٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہے ابھی شب وصل
پڑی نقاب تو یہ اے نگار باقی ہے

برنگ شمع اترتی نہیں کبھی تپ غم
ہزار آئے پسینا بخار باقی ہے

ہوا سے کوچۂ گیسو میں یہ لٹا سنبل
کہ ایک پیرہن تار تار باقی ہے

نکل چلے ہیں بہت طفل اشک روک اے دل
ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہے

صبا چلی نہیں غنچے میں منہ چھپائے ہوئے
وہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کہینگے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی
رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

پس گیا چشم سیہ پر سرمہ
پائے رنگیں پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گرد پھری — نیچی نظرون پہ حیا لوٹ گئی
اس روش سے وہ چلے گلشن مین — بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی
تیرے بسمل سے ترے خنجر نے — وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی
جان محزون کی حقیقت کیا تھی — درد پہلو مین اوٹھا لوٹ گئی
سانپ کی طرح مری چھاتی پر — رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی
یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی — برق بنکر یہ بلا لوٹ گئی
وار خالی نہ گیا قاتل کا — بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی
کیا مزے کی ہے طبیعت اپنی — ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشق بتان سے ہاتھ نہ مرکر اوٹھائیے — جب تک اوٹھے یہ داغ جگر پر اوٹھائیے
جور فلک کے ناز ستمگر اوٹھائیے — اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اوٹھائیے
کہتے ہین مجھ گدا کو وہ کوچے مین دیکھ کر — للہ جان چھوڑیئے بستر اوٹھائیے
مردے پہ میرے آئے تو بولا یہ اُسنے ناز — کسکا جنازہ ہے یہ سمجھ کر اوٹھائیے
غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ گھونٹ کر — مر جائیے نہ منت خنجر اوٹھائیے
مشتاق دید صورت موسیٰ پڑے ہین غش — کس سے حجاب گوشۂ چادر اوٹھائیے
مرقد مین آکے مجھ سے کہا شور حشر نے — تکیے سے اب تو بہر خدا سر اوٹھائیے
رہیے خاموش قاصد جانان جو کچھ کہے — حکم خدا سے نامہ پیمبر اوٹھائیے
میرا سلام آپ کا وار ایک وقت ہو — اوٹھے مزہ جو ہاتھ برابر اوٹھائیے
آؤن مین پاس آپکے گر چاند کی طرح — دیوار کیا جو سد سکندر اوٹھائیے
منظور ہو جو عشق تو اضع ضرور ہے — سر پر جو بوجھ اُٹھائیے جھکر اُٹھائیے

یکتائی صنم پہ قسم رخ کی کھائیے
قرآن اوٹھائیے بھی تو حق پر اوٹھائیے

ہے چشم مست یار میں لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اوٹھائیے

قاصد سزای نامہ بری کو پہونچ گیا
اب اوسکی لاش بہر پیمبر اوٹھائیے

ہی عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھ برابر اوٹھائیے

دل کی جلن کا ہاتھ مین اپنے ہے یہ اثر
بجلی نہین شرار جو پتھر اوٹھائیے

آسان نہین ہے عشق بت سنگدل امیر
یہ بوجھ اوٹھائیے تو سمجھ کر اوٹھائیے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے
مظلوم داد خواہ ہین نخل بہار کے

رکھتا نہ مجکو ساتھ دل بیقرار کے
ہو اور اک مزار برابر مزار کے

گستاخ صاف دلمین صفائی کی کب ہے بات
چڑھتا ہے ایک آئینہ منھ پر ہزار کے

برباد ہو کے اوسکی گلی مین بلا یہ اوج
ذرے مین آفتاب ہمارے غبار کے

گلشن سے بلبلون کو اڑاتا ہے باغبان
صدمے اوترہے ہین عروس بہار کے

پھولیگا اور کب جو نہ پھولیگا آجکل
اے نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے

صوفی خدا کی گھر مین یہ ہوحق ہے کیا ضرور
سامع اگر ہو دور تو کہیے پکار کے

یوسف کی اصل پوچھیے نقاش دہر سے
بھیجا تھا پیرے یار کا نقشہ اوتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

یہ عشق خط یار مین ہے حال جسم زار
مفصل تمام جوڑ ہین خط غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ
ٹھہرے رہے ادب سے کنارے مزار کے

شرمندہ میرے بعد ہوے ہین یہ خاد جنگ
پانون سے رکھدیے ہین تنبیے اوتار کے

شکوہ مین ابر کا کہ ہوا کا گلہ کرون
دشمن ہے سیکڑون مری مشت غبار کے

لاتی شمیم گل جو کسی دن قفس تلک
کیا ٹوٹ جاتے پانون نسیم بہار کے

روشن تھے جنکے قصر مین سو تیو کے جھاڑ
محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے

پیری مین کس مزے کو جوانی کے روئیے
سو داغ دیگئے ہمین دو دن بہار کے

یکرنگ تھے وہ ہم کہ دو رنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی اتار کے

بنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل اسیر صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہی نیچے مزار کے
اب خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے
بیغم ہین عیش کب چمن روزگار کے
مردون سے کر رہے ہین نکیرین کیا سوال
دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مرے عمل
کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے
اس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
پہناؤ بیڑیون کے عوض مجکو ہمیان
کلیان جنھین گلون کی سمجھی ہے عندلیب
پانی تری چھری کا ہو یون ہی جو باڑھ پر
کہتے ہین گل یہ شیشۂ شبنم سنبھال کر
کیون عاشقون کے نامۂ عصیان ہون سیاہ
کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا
غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی رہے
صالح کا ناقہ ہو کہ دلا گاو سامری
جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا

کشتی ہماری ڈوب گئی پار اتار کے
شبنم سے دھوئے پانون عروس بہار کے
کھٹکے ہین گو یہ رگ گل مین بھی خار کے
جھگڑے ہین مجاورون سے یہ باہر مزار کے
قربان شان رحمت پروردگار کے
آتے ہین تیر نگی ابلق سوار کے
یاد آگئے مزے مجھے آغوش یار کے
کچھ اب کی سال رنگ نئے ہین بہار کے
وہ بند ہین نقاب عروس بہار کے
دریا بہینگے دشت مین خون شکار کے
گنتی کے رہگئے ہین دن اپنی بہار کے
پرداز ہین مسودۂ زلف یار کے
پروے مین تار پیرہن تار تار کے
سوئے جو ہم تو سائے مین نخل چنار کے
پالے ہوئے ہین سب مرے پروردگار کے
آتے ہی اور لٹے پانون پھرے دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سر قبر شکر ہے
آنسو تو کچھ تھمے مری شمع مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرربار امیر نے
چھوٹنے لگے پھلجھڑی طرح پھول انار کے

سب جلو مین آپ کے آتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
ضعف سے گو ٹھوکرین کھاتے ہین اٹھتے بیٹھتے

ہر نمازان زاہدونکی ضعف ایمان پر دلیل
نوجوانی مین بھی باقی ہے اونھین اتنا حجاب

جن جوانون کے سرِ افلاک پڑتے تھے قدم
زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین رنج سجود

خود نمائی کی بدولت کتنے اوچھے ہین حسین
بوجھ ہر موبات کا انکو نزاکت سے وبال

تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام
کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی

رسم سنے ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی
اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

پر ترے در تک پہونچ جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
سامنے اللہ کے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
اب زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

منزل آسان ہی چلے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
منھ لڈی سلتے ہین تو اتراتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

گیسوؤن کی طرح بل کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
ضعف سے اب پانون تھراتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

آگے پیچھے سب چلے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
تین دن تک پانون رہ جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے ہین امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھون مین پھر جاتی ہے
اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے

درد الفت مجھے معشوق سے بڑھ کر ہے عزیز
جب یہ اُٹھتا ہے مری روح نکل جاتی ہے

صورت نقش قدم اُٹھ نہیں سکتے ہین قدم
ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے

طرز رفتار سے مارا ہی تو پامال بھی کر
دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے

سرنگون بحر حوادث مین ہون مانند حباب
آنکھ کھل جاتی ہے جس دم کوئی لہر آتی ہے

شوخیِ حسن نے لاکھ اونکو کیا طاق مگر
کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ ہمپر الزام
لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہی نمک سہنسکی
پھونک سے چکے صدور کہین جلد لحد سے نکلون
گل نسیمِ سحری شمعِ سحر کو نہ کرے
دل کو تسکین ہین ای قافلے والو کیا دون
حیف کہا ہینے کہ اب قتل مین تاخیر ہی کیون
آخری وقت تو آواز سنا جاؤ مجھے
آرسی ہی تری مستمت کی نہ بردست اترک

پھر لڑکپن ہی ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے
بیزبانی مری باتین مجھے سنواتی ہے
چھیڑ اب تک مری نہ جنون سے چلی جاتی ہے
اب طبیعت بہت اس قید مین گھبراتی ہے
کوئی دم مین یہ غریب آپ نہ گجھی جاتی ہے
ابتو آواز جرس کی بھی نہین آتی ہے
بولے ہر بات مین جلدی ہی تھین پڑ جاتی ہے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے
سامنا تجھ سے ہی پر چوٹ نہین کھاتی ہے

دوسرا لڑکا سمجھا ہی جوان کون امیر
سیکڑون دل نیز ہی ہین اور ایک مری چھاتی ہے

توڑکر پہلو جو چل نکلا دل نخچیر سے
بیخود ایسا ہون کسی کی لذت تقریر سے
قید گیسو سے چھڑایا مجکو آنکھون نے تری
تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
ہون وہ تر دامن جلا سکتا نہین دوزخ مجھے
مصحف ناطق کہین کیونکر نہ تیری خط کو ہم
پاس ٹھلا کر مجھے اوسنے اوٹھایا غیر کو
دھوم ہی قاتل تری آتی ہین یہ یان سیکھتے
دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کی عشق زلف مین
ذبح ہونے کا نہ اوٹھا خاک بھی ہمکو مزہ

خوب رو ئین حسرتین دل کی لپٹ کر تیر سے
پیرون کرتا ہون خموشی کا گلہ تصویر سے
لیگئین پریان اڑا کر خانۂ زنجیر سے
روح خوش ہوکر نکل آئی تنِ نخچیر سے
کثرتِ عصیان نے امین کردیا تعزیر سے
لذت تقریر ملتی ہے تری تحریر سے
لڑ گئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے
چال تیری تیغ سے پرواز تیری تیر سے
یہ قدم باہر نہ نکلے خانۂ زنجیر سے
عمر بھر رگڑا تو کیا رگڑا گلا شمشیر سے

اے صبا سنبل نے کیون گلشن مین پھیلایا ہے جال
موج بوے گل بھی جکڑی ہے جکڑ کے ہی زنجیر سے

بے سبب غلطان نہین اے ناوک افگن خاک پر
چھینے لیتی ہے قضا ناوک ترا نخچیر سے

یون نہین آنے کا قابو مین خط رخسار یار
توڑ جوڑ اس خط کے سیکھون کاتب تقدیر سے

اس مرقع مین عجب نیرنگیان ہین حسن کی
جب نظر اوٹھی لڑین آنکھین نئی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آئے جنت مین امیر
حور بنکر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

اے گل تر تیری جذب حسن کی تاثیر سے
رنگ خون ہوکر ٹپکتا ہے مری تصویر سے

لکھدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لیگیا مریخ اوسکو غازۂ رخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھ اے دل جاے عبرت قصۂ شداد ہے
گھر جہنم مین بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بھی نہ احسان غیر کا ہم سے اوٹھا
سر بھی کٹوایا تو ہم نے یار کی شمشیر سے

اتنی آرایش بھی اونکو ہے نزاکت سے گران
کم نہین پھولونکی بدھی آہنی زنجیر سے

اب اداے شکر قاتل لبون پر فرض ہے
ہر دہان زخم نے پائی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو پھر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہوگیا تعزیر سے

توڑ مین تیر قضا قاتل کسی سے کم نہین
ہان جو ہارا ہے تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو مین جو کرتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
دم اولجھتا ہے تری اولجھی ہوئی تقریر سے

جان نثارونکو گلے مل ملکے کرتا تھا ہلاک
رہ گئی یہ چال اے قاتل تری شمشیر سے

عشق ابرو مین جو خط لکھتا ہون قاتل کو کبھی
چاک کرتا ہے لفافے کو مرے شمشیر سے

بیڑیان دیوانہ گیسو کو پہناتے ہو کیون
رشتۂ الفت کا پھندا سخت ہے زنجیر سے

داد دینے کا تو کیا مذکور ہے صیاد حسن
چاہتے ہین اہل را ہو اوٹھی آفرین نخچیر سے

منزل حیرت کا طے کرنا بہت دشوار ہے
پار کب ہوتی ہے کشتی قلزم تصویر سے

آکے بربادی ہمارے خانۂ دل مین بسی
گھر خرابی کا ہؤا آباد اس تعمیر سے

لکھو چکے قاصد کو خط اُس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لبِ معشوق ہوکر جان نے نخچیر سے
سیکھ لے گھر دل مین کرنا کوئی اُسکے تیر سے

شعلۂ آواز سے غش آگیا مثلِ کلیم
لن ترانی کا مزہ اوٹھا تری تقریر سے

مچھلیان بالے کی رہتی ہین مرے پیشِ نظر
کم نہین میرا تصور دامِ ماہی گیر سے

مضطرب مجھسے زیادہ یار ہے میرے لیے
اضطراب ناوک افگن بڑھ کی ہے نخچیر سے

ہون وہ محوِ بیخودی لکھی جو میری سرنوشت
مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے

محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسمِ دہر کی
سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے

عذرِ بے بال و پری کب تک نکل اے مرغِ روح
مانگ لے پر عرش تک اُڑنے کو اُسکے تیر سے

عالمِ کثرت مین وحدت کی نشانی ہے ضرور
فایدہ اتنا ہے بیت اللہ کی تعمیر سے

زندۂ جاوید ہون کیونکر نہ بسمل زیرِ تیغ
چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے

کل تلک تھا کثرتِ عصیان سے نادم اے کریم
آج شرمندہ ہون اپنی قلتِ تقصیر سے

منزلت اضداد سے بڑھ جاتی ہے ہر چیز کی
کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے

عشقِ گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا
آئے مقتل مین جو نکلے خانۂ زنجیر سے

تیر سے رُکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے
یہ ادائین سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے

جو رقم کرتا ہون مین کرتا ہے وہ اُسکے خلاف
ایک خط لکھوا کے بھیجون کاتبِ تقدیر سے

کیا خبر تجھکو کہ قسمت مین کہان کی خاک ہے
جیتے جی کیا فایدہ ہے قبر کی تعمیر سے

وہ کرے سلطانِ دنیا یہ کرے سلطانِ دین
کیا ہین نسبت دونون ہمان کو یار کی شمشیر سے

داغِ سینہ داغِ پہلو زخمِ دل دردِ جگر
کیسے کیسے ہمنشین مجھکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اوچھے نہین کھائے ہین قاصد نے امیر

لیکے آیا ہے وہ اس پردے مین خط شمشیر کے

قطع ہو راہ سفر کو جب قاتل آئے
تھک گیا ہون مین الٰہی کہین منزل آئے

بین جبین پر نہ تہ خنجر قاتل آئے
وضع مین فرق جبہ دارنہ آئے دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جاکے بتخانے مین اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہ ہوئی لذت دیدار نصیب
غش پہ غش مجکو تہ خنجر قاتل آئے

صدمۂ درد جگر سے نہین آگاہ ہنوز
کہین اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلون سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مجھ سے صدمے نہ جدائی کے اٹھینگے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہین دل آئے

ناہتابی پہ وہ آئے تو تجلی نے کہا
میرے آگے تو جھک کر مہ کامل آئے

ہون وہ واماندہ غربت جو کرون قصد عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑون منزل آئے

مذہب عشق مین تمیز بد و نیک ہے کفر
توبہ کیجئے جو خیال حق و باطل آئے

سر اٹھانے کی نہین کنج لحد مین طاقت
تھک گئے لبسکہ کڑی جھیل کے منزل آئے

وہ غریق یم محنت ہون کہ آنکھون مین فلک
خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدمون نے جو پیچھے ہین چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سر منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر مرجاسے
دیر ابھی نہین آنا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویون کو عبث دعوی یکتائی ہے
حال کھل جاسے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکسان تو نہ سمجھے وہ امیر
کاش کچھ اسکو تمیز حق و باطل آئے

رو برو دل جو ہمارا سر محفل آئے
منھ پہ آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم مین شب کو جو وہ ماہ شمایل آئے
منھ کے بل شمع گری غش سر محفل آئے

کوچہ یار مین جا ینگے پھنسین ہم تو پھنسین
قید ہونے کو فرشتے سوے بابل آئے

ہم تہیدست لب گور تو پہونچے پر یون
جسطرح لٹ کے مسافر سر منزل آئے

تشنی عشق ہون ایسا جو ملے دل میرا
صاف آواز پر طائر بسمل آئے

نجد مین جا کے مین مجنون کی طرح بیٹھا ہون
کہ نظر مجکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی اوس چاند سے چہرے پہ ہو خط کی نمود
یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون تہ خنجر فقط اتنے لیے مین
مین پڑے اور جو غصے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ یہان اشک کے شامل آئے

آ بنے جان پر اپنے تو مروت کیسی
پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

جان وہ جان ہے جو راہ مین تیری جائے
دل وہ دل ہے جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور
نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی
آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جائے نہ قاتل کا ابھی کمسن ہے
ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہے جہان مثل حباب
ٹوٹ جائے جو سفینہ لب ساحل آئے

پاؤ گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا
قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیرؔ
شمع نے بڑھ کے کہا رونق محفل آئے

کہا ہمنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے
تصدق اس سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے
سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع مطلب دل ہوگیا حاصل
گلوے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریش سیہ مین جب کوئی موے سپید آیا
بہت روئے اسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی
درآئے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہد جوانی مین ادائے بندگی ہمنے
ہوئے فاقے جو پیری مین انھین صوم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک رات اگر دن کا وقفہ تھا
خمار و نشہ مین دونون کو کھویا ہای کیا سمجھے

ہوئے کشتہ نظر آیا جو خال ابروے قاتل
ہم اس خنجر کے جوہر کو سر قاف قضا سمجھے

ہر اک لخت دل پر خون شہید تیغ الفت تھا
گرا دامن پہ جب دامن کو اپنے کربلا سمجھے

مخمس ہے نیا ناخن بدل وہ پنجہ رنگین
سوا اشباع کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہل حرم سمجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اوس گیسو کا ہندو کالکا سمجھے

تارک ہستی سے اوسکا آستان نزدیک ہی
بے نشانون سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہی

اس چمن مین طائر کم پر اگر ہون مین تو کیا
دور ہی صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہی

ہی ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر مین
کسقدر انسان کی دانتون سے زبان نزدیک ہی

صحبت عالم سے نقصان گوشہ گیرونکا نہین
خوف کیا گر تیر سے زاغ کمان نزدیک ہی

رکھہ قدم آہستہ آہستہ چمن مین عندلیب
دور کچھ گلچین نہین ہی باغبان نزدیک ہی

بام جانان دور کیا ہی کہتی ہی پرواز شوق
حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے

ہو چلی ہی الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے
المدد اہی ضبط وقت امتحان نزدیک ہی

آگے عالی ظرف کے کمظرف کیا پاے فروغ
آبرو کیا ہی جو دریا سے کنوان نزدیک ہی

تو بہ گلرویون کی الفت سے ہی پیری مین ضرور
اے بہار زندگی وقت خزان نزدیک ہی

پر فشانی حسرت پرواز مین اب کیا ضرور
دام صیاد اجل اے مرغ جان نزدیک ہے

عشق صادق کی ہی آمد دل ہوس سے پاک کر
صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہے

لی جو میخوارون نے انگڑائی اوتارا جام مہر
کیا ہی میخانے سے طاق آسمان نزدیک ہی

برگ گل صیاد آتے ہین جو اڑ کر متصل
کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہی

دل ہی نالان غم سے ٹپکا چاہتے ہین اشک بھی
آتی ہی بانگ جرس اب کاروان نزدیک ہی

صور محشر کو کھلا دے سرمہ اے گرد گناہ
چپ رہے وقت حساب عاصیان نزدیک ہی

ہر طرف ہین غول خضر راہ پوشیدہ امیر
اب ظہور مہدی آخر زمان نزدیک ہے

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہے
ہو ہنوز اسمین بھی کوئی گھات ہے

خلق ناحق در پئے اثبات ہے
ہر دہن اوسکا کہان اک بات ہے

بوسۂ چاہِ زنخدان عنبر لین
ڈوب مرنے کی یہ اے دل بات ہے

گھر سے نکلے ہو نہتے وقت قتل
یہ بھی بہر قتل عاشق گھات ہے

مین نے اتنا ہی کہا بنوا او خط
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہے

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے
بیٹھے سونے کو ساری رات ہے

کیا کرون وصف بتان خود پسند
اپنے بڑھ کر بس خدا کی ذات ہے

باتون باتون مین جو مین کچھ کہہ گیا
ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہے

حرف مطلب صاف کہہ سکتا نہین
ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہے

مجھ سے ہو اظہار الفت واہ واہ
آپ کی فرمانے کی یہ بات ہے

رو رہے ہین ہم ملا دو لب سے لب
میکشی ہو ساقیا برسات ہے

سچ ہے تیری چال سے رفتار چرخ
مہر سے رخ سے بازی مہ مات ہے

کیسی گھٹتی ہے سیہ بختی مین عمر
رات سے دن دن سے بدتر رات ہے

چھیڑتا ہے دل کو کیا اے درد ہجر
خود گرفتار ہزار آفات ہے

اے غنی دے سیم و زر وقت بلا
مال دینا جان کی خیرات ہے

قطعہ

گر جگہ دل مین نہین پھر اس سے کیا
یہ دو شنبے کی یہ بدھ کی رات ہے

صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر
یار یہ سو بات کی اک بات ہے

لخت دل ہین میرے کھانے کو امیر

بس انھین ٹکڑون پر اب اوقات ہے

کشور دل مین ہو پریون کی بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صد و سی سال الٰہی تیری

تو بھی ای ابر سیہ بوتلین بھی مری کی سیاہ
ملگجی خوب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت ای شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسند شاہی تیری

تار نیرنگ پر اسے ابلق ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پر آیا جو مرا قلزم اشک
زلف ای ماہ بنے گی پر ماہی تیری

لکھ کے خط کوچۂ قاتل مین تجھے کیا بھیجون
ای کبوتر نہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہی تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
اب تو دیکھی نہین جاتی ہے تباہی تیری

جا ہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا ای دل
داور حشر نہ مانیگا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو ای شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلائے کی ڈراتی ہی مجھے ای شب گور
کچھ شب ہجر سے بڑھ کر ہی سیاہی تیری

ٹی بلا خوب رجب سی رمضان تک ساقی
دو ہی گردون گا مین تنخواہ سہ ماہی تیری

اپنے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب ای برکت
کیسی تربیتی ہے تلوار ترا ہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہے جو مشیت ہے الٰہی تیری

چھپ گیا پھر قیامت بھی تہ ابر سیاہ
بلبے اے نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہو اوامر سے امیر
حرص سے طبع ہے مشتاق نواہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری
عام ہے ہر صفت نامتناہی تیری

آنکھ مین آئے نہ تپلی ہو تو ای زلف سیاہ
دل مین ٹھہرے تو سویدا ہو سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین کھوٹی نکل ای قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہے برا ہے شب غم عیب یہ ہے
کہ روانی نہین رکھتی ہے سیاہی تیری

جوہر تیغ ہین ای ابروے پرخم تجھ مین
قدر کسطرح سے سمجھین نہ سپاہی تیری

مین تو زندان سمجھے سو دشت بڑھاتا ہون قدم
ہوگی اسے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر مین تو نہ زبان بند کر ای تیغ دودم
دو گواہون کے برابر ہے گواہی تیری

بو نہین رنگ نہین نور نہین نار نہین
معرفت کیون ہنو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہے تو ای طفل لقاب
مدح کرتا ہے ابو النصر فراہی تیری

ہوش وحشت مین رواں ہم جو کرین تیلزم اشک
ابھی اسے کوہ ہو چوٹی پر ماہی تیری

تیرہ نظاری سے بڑھتی ہے بصارت ای زلف
سرمہ بنجاتی ہے آنکھون مین سیاہی تیری

مشق فریاد دلا حشر مین کام آئیگی
کہ نہ کیگی نہ زبان وقت گواہی تیری

دھیان دن کو نہین تیرا فقط ای زلف سیاہ
شب کو بھی آکے دباتی ہے سیاہی تیری

تو سفینہ ہے زمانہ ہے سفینے مین امیر
سارے عالم کی تباہی ہے تباہی تیری

گذر کو ہے بہت اوقات تھوڑی
کہ ہے یہ طول قصہ رات تھوڑی

جو مرزا ہدلے مانگی مست بولی
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہاں غنچہ کہاں اوسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعرون نے بات تھوڑی

اوٹھے گیا نہ اونسے غم سے سر اپنا
بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی

خیال ضبط گریہ ہے جو ہمکو
بہت امسال ہے برسات تھوڑی

پلا مے لیکے نقد ہوش ساقی
سفید ستون کی ہے اوقات تھوڑی

وہی ہے آسمان پر گنج انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا ای وحشت زدہ اصف واعظ
بڑی حرمت ہے اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیر آنکھین تو کھولو

نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالونکے سامنے
سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالون کے سامنے

پردہ اونھین سے ہی جنھین تاب نظر نہین
آتے ہین خود وہ دیکھنے والونکے سامنے

بیچارہ مین کو نخر نہین آسمان پر
ذرہ ہے مہر مہر جمالون کے سامنے

کیا کیا بناؤ کرتے ہین خاررہ جنون
رکھ رکھ کے آئینے مرے چھالونکے سامنے

نیرنگ صنع دیکھ تماشاے باغ کر
کیا سرخ گل ہین سبز نہالونکے سامنے

بندھتے جو شوخ وشت مین مضمون چشم یار
پڑھتا غزل مین اپنی غزالون کے سامنے

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین
کیا گل کھلے ہین جور جمالون کے سامنے

کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو
کیا سبز سبز شیشے ہین تھالونکے سامنے

وصلت کی رات اور موذن گجر خروش
ہوتے ہین کیسے کیسے طلالون کے سامنے

اے زر پرست فقر کا تجکو مزہ تو ہو
کوڑی کی چینیان سفالون کے سامنے

کیا منھ جو علم عشق مین بحثے کوئی حکیم
ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے

اون ابروون کی یاد مین دل پر نہین ہی داغ
روغن ہی آفتاب ہلالون کے سامنے

کرتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہے ظرف
شیشون کے سر جھکے ہین پیالون کے سامنے

رکھتے ہین جو ہنر اونھین آفت سے کیا خطر
ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے

تیرون کے پر کٹے تری غمزونکے روبرو
تیغین نہ چل سکین تری بھالون کے سامنے

یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان
خورشید ہے لٹا ترے گالونکے سامنے

سودائی ہین جو لاتے ہین چین و ختن سے مشک
پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے

چار ابروؤن کے عشق مین پوچھو نہ حال دل
تنہا کتان ہے چار ہلالون کے سامنے

گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ
کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سرو قامت محبوب کی امیر
مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چمکے کیا ترے گالون کے سامنے — سنبل خط شعاع ہے بالون کے سامنے

دعوی جمال کا لکھنؤ والون کے سامنے — اظہار بوے مشک غزالون کی سامنے

ای دل فغان وہ کر کہ صدای جرس ہو بند — شرمندہ ہون نہ قافلے والونکے سامنے

عاشق نے لاکھ جمع کیا دفتر حواس — شیرازہ کھل گیا ترے بالونکے سامنے

چشم سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی — آنسو مرے بھر آئے غزالونکے سامنے

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم — تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے

ہم ہین وہ ای کلیم کہ غش کا تو ذکر کیا — جھپکی نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے

چشم سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی — آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

حال کلیم و طور سنا ہوگا آپ نے — کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے

مضمون کی کیا کمی ہے کہ عرش برین بھی ہے — نزدیک دور گرد خیالون کے سامنے

پانی کی چھاگلین جو سمجھتے ہین خار دشت — آتے ہین دوڑ کر مرے چھالونکے سامنے

ہم کیا کہ سرکشون کے بھی بے خم ہین گردنین — ان کج کلاہ گیسوون والونکے سامنے

طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتی ہین ہر قدم — چلتی نہین ہے کچھ تری چالون کے سامنے

لیلی کو پاس خفت مجنون بھی کچھ نہین — آنکھین دکھا رہی ہے غزالونکے سامنے

موسی سے کہدو طور پہ جایا کرو نہ روز — اچھی نہین ہین برق جمالون کے سامنے

جادون کو نہر نہر کو بحر روان کرین — کتنی یہ بات ہے مرے چھالونکے سامنے

مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر — ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالونکے سامنے

ای دل بھرے تو بیٹھے ہی تھے سب اُبل پڑے — کانٹون نے لی جو نوک کی چھالونکے سامنے

دنیا امیر کیا ہے جو ماتمکدہ نہین

ہر دم یہان ہین تازہ ملالون کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہے
سجدہ گاہ اہل عرفان اور ہے

ہو کے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے
عاشقون کی عید قربان اور ہے

روز و شب یان ایک سی ہے روشنی
دل کے داغون کا چراغان اور ہے

خار و کھلاتی ہین پھولون کی بہار
بلبلو اپنا گلستان اور ہے

قید مین آرام آزادی وبال
ہم گرفتارون کا زندان اور ہے

بحر الفت مین نہین کشتی کا کام
نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہے

کسکو اندیشہ ہے برق و سیل سے
اپنے خرمن کا نگہبان اور ہے

درد و دل مین وہ سینے پر ہی داغ
جسکا مرہم جسکا درمان اور ہے

کعبہ رو محراب ابرو اے امیر
اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہے

نہین امید جو اُس بیوفا کے آنے کی
مین راہ دیکھ رہا ہون قضا کے آنے کی

ستم سے تنگ ہون احسان مجھ پہ کر واعظ
خبر سنا اُسے روز جزا کے آنے کی

عدم مین یاد کرون گا کسی مسیحا کو
نکال لون گا کوئی راہ جا کے آنے کی

چڑھاؤ پھول جو میری لحد پر آئے ہو
یہ کون چال ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

سگ اُس پری کا کہین کھا گیا استخوان مرے جلد
اُٹھا دے قید الٰہی ہما کے آنے کی

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

جگایا مینے جو سوتے مین تنگ ہو کے کہا
ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی

مین تھک چکا ہون بہت دور قافلہ پہونچا
سبیل کون ہے بانگ درا کے آنے کی

غضب ہے نزع مین کہتے ہین سب پڑھو کلمہ
لگی ہے رٹ مجھے اس بیوفا کے آنے کی

نقاب ڈال کے آئے کہو خدا کے لیے
یہ کون شکل ہے صورت چھپا کے آنے کی

ہو نہ پہ زخم لگے اور رجان تازہ ہوئی — کشادہ ہوگئیں راہیں ہوا کی آنے کی
غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ اے صیاد — کہ ہے چمن سے توقع صبا کی آنے کی

امیر جائینگے ہم سب نظیر آج مزار
خبر ہے میلے ہیں اوس مہ لقا کی آنے کی

ساقیا درد سے صاف نہیں بیٹھ گئی — شربتی ڈاک تھی یہ زیر نگیں بیٹھ گئی
موت بھی میری طرح ہوکے حزیں بیٹھ گئی — باڑھ تو خنجر قاتل کی نہیں بیٹھ گئی
بعد مردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی — خاک اوٹھی بھی تو چکرا کے وہیں بیٹھ گئی
مقصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا — ڈاک حوروں کی دم بازپسیں بیٹھ گئی
ان دنوں دختر رز کا نہیں ملتا ہے پتا — کہیں قاضی کے تو گھر جا کے نہیں بیٹھ گئی
سقف گردوں کی بھی اے دیدۂ تر کچھ ہے بساط — چار موجیں بھی تری اوٹھ نسکیں بیٹھ گئی
دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید — پاس آکر مرے پہلو کے قریں بیٹھ گئی
رسمی پر جو تری زلف مسلسل آئے — دھاک تاتار سے تا کشور چیں بیٹھ گئی
کشتی عمر کا انجام ہمیں یاد آیا — کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہیں بیٹھ گئی
لمعہ حسن نے بخشا اسے افشاں کا فروغ — گرد بھی اڑکے جو بالائے جبیں بیٹھ گئی
واہ رے شوق اشارہ مجھے قاتل نے کیا — دوڑ کر موت نہ خنجر کہیں بیٹھ گئی
شعر پر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی — سامنے آکے مرے روح حزیں بیٹھ گئی

سخت جانی کے دکھائے گئے جو ہر اب امیر
کہ تری باڑھ تو اے خنجر کہیں بیٹھ گئی

آنسوؤں سے نہ فقط گرد زمیں بیٹھ گئی — کشتی چرخ بھی چکرا کے وہیں بیٹھ گئی
لنگر اوس سے بھی گناہوں کا مری اٹھ نہ سکا — ٹیک کر زانوؤں گو گاو زمیں بیٹھ گئی
فائدہ گریہ کہ ہوئی قبر کنواں مرگ کی بعد — نرم ہو ہو کے یہ اشکوں سے زمیں بیٹھ گئی

ہم کھڑے ہی رہ گئے جسدم وہ نکل کر بیٹھے
صف رقیبون کی بیسار اور یمین بیٹھ گئی

جس زمین پر کہ مرا ابر طبیعت برسا
گرد ہنگامہ پیشین وپسین بیٹھ گئی

رشک رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی اور زہرہ جبین بیٹھ گئی

نارسا خاک کو بھی ضعف نے میری رکھا
یان سے اوٹھی تو سر عرش برین بیٹھ گئی

کیون نہ ہمچشمون مین ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم مین مانند نگین بیٹھ گئی

ادعا آنکھ سے اوس شوخ کی ہمچشمی کا
کیون تری آنکھ نہ اے آہوے چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو اوبھرنے نہ دیا
ٹھوکرین ایسی لگائین کہ وہین بیٹھ گئی

دی رقیبون کو نشانی جو انگوٹھی اوسنے
چوٹ دل پر صفت نقش نگین بیٹھ گئی

کبھی لیلی کی منگائی جو خبر مجنون نے
ڈاک صحرا مین غزالون کی وہین بیٹھ گئی

مار کھا کر نہ در یار سے سرکا عاشق
کوئی ہڈی بھی جو سرکی تو وہین بیٹھ گئی

کوہکن کو مزۂ الفت شیرین اوٹھا
ضرب تیشے کی جو بالاے جبین بیٹھ گئی

پھر آدم جو فرشتون نے اوٹھائی مٹی
ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رفعت طبع کہان بھی نہ لگا اسمین امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شب فرقت نکلی
دل نے خوش ہو کے کہا ایک یہ حسرت نکلی

بتکدے مین ہمین اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر یہان ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا مل کر دیکھا
اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی

ڈال کر منھ پہ نقاب اسنے کیا مجکو حلال
دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

پھر نظارہ جو قرآن مین بھی دیکھی فال
لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

سیکڑون ڈوب مرے چاہ ذقن مین تری
اس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برق تجلی سے جو موسیٰ ہوئی غش
خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی مجھے حرص امیر
ہائے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شب وصل کیا مختصر ہو گئی
کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی

شب وصل ادھر سے ادھر ہو گئی
بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی

نہیں ملتی یہ بھی تو دو دو پہر
مری نبض آسکی نظر ہو گئی

دیا موت نے پیاس میں جام آب
کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی

بہت آمد آمد تھی اس گل کی گرم
پڑا رہنہ تو ٹھنڈھی خبر ہو گئی

کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ میں
رگ جان سب مجھے نیشتر ہو گئی

الٰہی شب غم میں اتنا تو ہو
کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی

چبھی دل میں اس گل کی باریک بات
رگ گل سب مجھے نیشتر ہو گئی

کرے کون اب اڑکے سیر چمن
کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی

میں حیران ہوں وہ زلف و رخ دیکھکر
سر شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمیں سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہیں عمر ساری بسر ہو گئی

۲۲۴

لذت جو ملی مرے لہو کی
خنجر نے بلائیں لیں گلو کی

آنکھیں دم تہہ جنگجو کی
تیغیں ہیں بھری ہوئی لہو کی

کی دلشکنی نہ تند خو کی
سختی یہ بھی نرم گفتگو کی

موسیٰ سے کہو کہ چپ ہیں اب
باری ہے ہماری گفتگو کی

روئے مری قبر پہ وہ آکر
ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

منہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلیگی نہ چوٹ روبرو کی

کی جسپہ نگاہ تجکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چو کی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائیگا جنون نہ سر سے بے ذبح
ہو فصد مری رگ گلو کی

ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی
سونڈھی سونڈھی مجھے سبو کی

تن ہے غم زلف مین یہ لاغر
ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی

تھا چار طرف اوسی کا جلوہ
کیون نعش ہماری قبلہ رو کی

پلکین دم جوشش خونفشانی
دھارین نظر آتی ہین لہو کی

اس رخ کو مین آئینہ کہون کیا
ہے یہ تو مثال روبرو کی

وہ مست ازل ہون ساقیا مین
مٹی ہے خمیر مین سبو کی

دل ہی نہ رہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش
پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی

لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست
دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسی
خود دید کی اپنی آرزو کی

تھا پردہ ظاہری جو منظور
آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون نے ہزار شست و شو کی

بیعت پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہے
سلسلہ ساقی کوثر سے ملا دیتی ہے

یہ دم رقص وہ پازیب صدا دیتی ہے
بخت خفتہ مرے جھنکار جگا دیتی ہے

حیرت عشق رخ اوج دکھا دیتی ہے
چھت سے آنکھین یہ مریضونکی لگا دیتی ہے

چشم نمناک بھی ہو واقف اعجاز مسیح
ابر مردہ اگر آتا ہے جلا دیتی ہے

بڑھ گئے جیب بولتی ہے موسم گل مین بلبل
جل کے پھولونمین صبا آگ لگا دیتی ہے

کیا عجب گر ترے بیمار کو صحت ہوجائے
یاد عارض اوسی قرآن کی ہوا دیتی ہے

غم نہ ہو گر ہجر مین مرنے کی ہوس ہے دل کو
مرگ اولٹے مجھے جینے کی دعا دیتی ہے

گنج عزلت مین مجھے سوجھتی ہے صورت ہی موت
بیکسی گور غریبان کا پتا دیتی ہے

مانگنے پر نہین لاتی ہے صبا نکہت گل
سنکے اس کان سے اس کان اڑا دیتی ہے

پوچھتے ہین جو شب ہجر مین ہم شمع سے حال
منہ سے کہتی نہین کچھ اشک بہا دیتی ہے

کم نہین قند مکرر سے تمھاری تکرار
کیا کہون کیا مرے کانون کو مزا دیتی ہے

صدمہ ہجر سے کیونکر ہو نہ نالان مرا دل
ٹھیس لگتی ہے تو چینی بھی صدا دیتی ہے

جان پر صدمہ شب ہجر ہے سونا کیسا
آنکھ لگتی ہے تڑپ دل کی جگا دیتی ہے

یاس کے غافل تجھے اک روز فنا کردیگی
جان دھوکا اسے مہلت جو قضا دیتی ہے

لاغری نے یہ مٹایا کہ کوئی گھر مین نہین
دستک آ آکے عبث در پہ قضا دیتی ہے

ہے بجا کیجے اگر دولت دنیا کو بری
ہوشیارونکو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے

سامنے جا کے جو کرتا ہون کسیوقت سلام
پھیر لو منہ انھین پر چپک یہ حیا دیتی ہے

پھرتی ہین گردن عشاق پہ دوہری تیغین
ساتھ کیا انکی اداؤن کا قضا دیتی ہے

ہم برہنہ فقط اس دور مین ہین ورنہ بہار
ٹوپیان غنچون کو پھولون کو قبا دیتی ہے

کیجئے عذر تو دولت بھی ہمیبر ہے امیر
کہ کریمون کو خدا اسے یہ ملا دیتی ہے

سوچ لے بد عہد وقت انکار کے
دونون لب ہین دو گواہ اقرار کے

بندے ہین جس طرح یار کے
ہین نمک پروردہ اس سرکار کے

مرگئے عشاق چشم یار کے
صدقے اترے مردم بیمار کے

تیرے ابرو کے اشارے غیر سے
مجکو گھر سے زخم ہین تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے
گر کے نیچے یار کی دیوار سے

باہر اوس یوسف نے جب رکھا قدم
بھر گئے دونون سرے بازار کے

کنہ بازی مین مقر ہو عجز کا
جیت سلے بازی کو ہمت ہار کے

نعمت کونین سے دل سیر ہے
ایک بھوکے ہین تری دیدار کے

زیور اُس گل نے اوتارا میرے بعد
پھول تربت پر چڑھائے ہار کے

میری حالت پہ گرے ہین بارہا
اشک چشم روزن دیوار کے

آرزو یہ ہے کہ پشتی کی طرح
ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے

خونبہا موسیٰ سے لینگے روز حشر
کُشتے چشم سرگین یار کے

عشق ابرو مین کہان صبر و قرار
چلدیے سب کھینچتے ہی تلوار کے

میکدے مین آئے تو پھنس جائے شیخ
پیچ الجھین پانون مین دستار کے

مر کے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیب تن کپڑے کیے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی امیر
سب ہین دھبے دامن پندار کے

آئے بالین پر جو مجھ بیمار کے
خوب روئے صورت ڈاڑھین مار کے

ہوے مژگان گرد چشم یار کے
ہین مگس ران مردم بیمار کے

دیکھ کر زخمون کو جسم زار کے
روئے چھالے پھوٹ کر تلوار کے

تیرے منھ سے ہان نہین دونون ہین خوب
صدقے اس انکار اُس اقرار کے

باغبان مجھ پر ہوا تب مہربان
پھول جب کانٹے ہوئے گلزار کے

ضبط گریہ کیا کرون اے ہم صفیر
پھول کمھلا جائینگے گلزار کے

ہین وہ لاغر باغ مین پھیلا کے پانون
سوتے ہین سایہ مین نوک خار کے

عشق ابرو مین سراو ترا دوش سے
بڑھ گئے ہم دم پر اس تلوار کے

کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے

شیخ کعبے مین برہمن دیر مین
سب ہین مجرائی ترے دربار کے

واعظا ہے عشق کھلاتے ہنین
پھول ہین کس بیخزان گلزار کے

نالۂ عاشق یہ ترچھی کی نگاہ
وار برچھی پر ہیے تلوار کے

حادثون سے بے خطر ہین خاکسار
کب دبا سایہ تلے دیوار کے

شمع بالین سے یہ کہدے اے صبا
سر پہ روتا ہے کوئی بیمار کے

پھول کھلائے تہنین ہین گلفروش
ناز پرورده ہین یہ گلزار کے

حور کی آنکھین ارم مین دیکھ کر
رخنے یار آئے تری دیوار کے

واعظا سمجھا ہے تو دوزخ جسے
کچھ شرر ہین آہ آتشبار کے

روز محشر کشتگان قد امیر
ہون گے سایے مین علم بردار کے

جو بحر عشق مین ہے وہ آفت رسیدہ ہے
گرداب مثل موج گریبان دریدہ ہے

مضمون معنعت ہو قلم آہ سے رقم
سینہ رگون سے صفحۂ مسطر کشیدہ ہے

مرتا ہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے
قاتل کی طرح تیغ بھی مجھ سے کشیدہ ہے

روشن ہے راز عشق ہمارے سکوت سے
اس انجمن مین شمع زبان بریدہ ہے

بیہوش کر دیا ہے مجھے وحشت نے اسقدر
آہو بھی میرے دشت مین از خود رمیدہ ہے

تعریف کرتے ہین سخن دندان اہل ذوق
جو شعر تازہ ہے ثمر نورسیدہ ہے

روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی
ہر تار اشک دام غزال رمیدہ ہے

چن چن کے رکھ لیے معنعت آستین مین شعر
دیوان مین ہمارے جو مضمون ہی چیدہ ہے

پایا کسی نے سر محبت نہ آج تک
افسانہ عشق کا خبر نارسیدہ ہے

سر تا قدم وہ شوخ ہے مست شراب حسن
رنگ حنا سے ہاتھ رخ مے کشیدہ ہے
غافل یہ موت کہتی ہے پیری مین صبح و شام
عمر اخیر عہد بپایان رسیدہ ہے

گلزار تن سے طائر دل اڑ گیا امیرؔ
سینہ اب آشیانۂ مرغ پریدہ ہے

ہر اک عضو بدن پر داغ عشق یار جانی ہے
مرے دفتر کے ہر ہر فرد پر اسکی نشانی ہے
جو چہرہ ارغوانی تھا وہی اب زعفرانی ہے
شکن چہرے پہ نقش پاے طاؤس جوانی ہے
خدا کو اپنی اپنی داستانین سب سنائینگے
قیامت جسکو کہتے ہین وہ بزم قصہ خوانی ہے
سبیل آ کے وحشیو کیا داد دی وحشت مین کھو گے
تمھارے آبلے کا ہمکو ہین کوثر مین پانی ہے
عبث برباد کرتی ہی اڑا کر کوے جانان سے
صبا کیا میرے مشت خاک پر نامہربانی ہے
برنگ شمع جنکو خضر رہ ہی گرم رفتار ہی
فقط لے ایک شب مین انکی راہ زندگانی ہے
وہ میرے مہر خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہین
نئے انداز کی اے نامہ بر یہ بدگمانی ہے
وہ شمع حسن جو آنسو بہا جاتا ہے ہر شب کو
ہماری قبر مین روشن چراغ مہربانی ہے
وہ پیاسا ہون کہ مر جاؤن تمناگون خضر سی پانی
گئی جب آبرو پھر خاک آب زندگانی ہے
بلا مین پھنس کے اے دل کام آئیگی یہ سختی
زمین کوچہ گیسو مین یہ کیسی پچھائی ہے
خدا نے نیک صورت دی ہی تو سیکھو نیک باتین بھی
برے ہوتے ہوا چھے ہو کے یہ کیا بد زبانی ہے
پسا جاتا ہون بار ضعف سی اٹھا نہین جاتا
وہ لاغر ہون گران مجھپر لباس ناتوانی ہے
ہوا ہون زندہ در گور اتنا ہے ضعف سی یارب
مری چھاتی پہ سل اب تک یہ سنگ سخت جانی ہے

امیرؔ اس عاشقی کا لطف ہی فصل جوانی مین
اندھیری رات مین کٹنے کی قابل یہ کہانی ہے

خدا نے شان یوسف سی تمھاری شان افضل کی
کھلی سب نقش ثانی سے حقیقت نقش اول کی
کھلا مضمون یہ ہمکو دیکھ کر تحریر کاجل کی
کہ حاجت ہے بیاض چشم مین بھی خط جدول کی

چمن کو کون جائے سیر کو ساون کے بادل کی
کہ زنجیرین پڑین ہین پائون مین شکِ مسلسل کی

شب وصلت مین مجھسے خبر اُنسے ہو نہین سکتا
تڑپ جاتا ہے دل فریاد سنکر انکی چھاگل کی

جو عشاق کمر نالے نہین کرتے تو زیبا ہے
عدم کے جانے والونکو کہان حاجت ہے مشعل کی

ہزاران سنعون کو ہوش مین لاؤ نہین سنتے
یہ سچ ہے ایک توڑی مین ہے مستی ایک بوتل کی

کبھی گیسو کبھی موے کمر مین قید کر رکھا
نبھائی یار نے بیڑی کبھی بھاری کبھی ہلکی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشم نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے وحشت مین کیجے سیر جنگل کی

شبیہ اِن مردمان منکر توحید کی کھینچون
سیاہی ہاتھ آجائے جو مجکو چشم احول کی

نجات اندیشہ امروز و فردا سے نہین ممکن
اگر کل فکر ہمکو کی تھی آج ہے کل کی

فراق یار مین جاؤن اگر سیر گلستان کو
جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کونپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہے
کبھی یہ سوچ کر تعبیر ہمنے خواب مخمل کی

چھپینگی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے
پتا پوچھینگے جب وہ بوٹیان لوبینگی جنگل کی

جو سونگھے اُس گل خوبی کی خوشبو درد سر جائے
مگر طینت مین مٹی ہے زمین عطر صندل کی

جہان کی سرد مہری سے نہین غم ہم فقیرون کو
دو شالون سے کہین بڑھکر ہے گرمی اپنی کملی کی

صفائی سینہ جانان پہ لہراتا ہے یون گیسو
کہ جیسے سانپ کو بوست کر دیتی ہے صندل کی

خدا سمجھے جو مجکو اور تمکو غیر کیا یہ وا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیرؔ اک روز یہ گل سوکھ کر ہو جائینگے کانٹے
چمن کی جو روش ہے آج کل جھاڑی ہے جنگل کی

ہم اُسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جان زار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آسرا ترے امید وار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدہ دل
گرہ مین تھے جو دُر شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دیکے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تم سے غیر کا شکوہ
تمہارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سر خدنگ نگہ آچکا تھا طائر دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزل عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بد عہد
ہم آنکھیں مفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا
کہ دل ہے صبر ہم اے جان زار کھو بیٹھے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلائین لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھون سے اپنا شکار کھو بیٹھے

مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تھے جو دو تین چار کھو بیٹھے

گلون نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گذرے بہار کھو بیٹھے

ادا وہ کون تھی جسپر ہوئے فقیر امیرؔ
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہین اُنسے بیان کوئی
دہن مین میرے قاصد کے مری رکھدے زبان کوئی

کرے کیا باغبان سے راز دل غنچہ بیان کوئی
دہن جب بند ہو کب کھول سکتا ہے زبان کوئی

نہین کرتا سوائے کذب اب سچا بیان کوئی
مگر خم تیل کا بگڑا ہے زیر آسمان کوئی

خط عارض کو اُسکے دیکھکر یہ دھیان آتا ہے
دیار حسن مین اُترا ہوا ہے کاروان کوئی

ہزارون خار لاکھون پھول اس گلشن مین ہین لیکن
نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

دیا ہے خط مگر اب رشک سے چھپتا ہے کہتا ہون
کہین بتلا نہ دے قاصد کو اُس بت کا نشان کوئی

سوائے کعبہ بتخانون مین کیا اپنے قدم جاتے
ملا سجدے کے قابل اور کسی دن آستان کوئی

نظر مین پھر سے پھر جاتی ہی صحبت ناوک و دل کی
نظر آتا ہی جب گھر مین کسی کی میہمان کوئی

مدد پیرون سے چاہین نوجوان مقصود کو پہونچین
نشانے تک نہین جاتا ہی ناوک بے کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار مین گھبرا کے کہتے ہین
اودھر آنکھین ادھر آنکھین نقاب الٹے کہان کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اسکا
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اٹھانا کوہ کا آسان اٹھانا بات کا مشکل
قوی مجھسا ہے عالم مین نہ مجھسا ناتوان کوئی

شفیق ایسا سگ جانان ہی آتا ہے خبر لینے
سرک جاتا ہی جب تن جگہ سے استخوان کوئی

قفس کی تیلیان ہین یہ جلتی شاخین ہین زخمونکی
کہان باندھے ابھی اس چمن مین آشیان کوئی

جو چلاتا ہون فرقت مین محلے والے کہتے ہین
گرو ڈھونڈھ کیا سر پر اٹھالو گے مکان کوئی

مزہ تب ہی کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
کرے میری طرح اسکا بھی ہر دم امتحان کوئی

مجھے یون ڈھونڈھتا پھرتا ہے ناوک اس ستمگر کا
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی

ہمارے عشق کی کیون مثنوی شاعر نہین کہتے
کہان پائینگے گرما گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لامکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق مین نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو غمزے وصل مین ہر دم نئے
یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان من یا ہم نئے

بیخودی دکھلاتی ہے جلوے مجھے ہر دم نئے
ہے عجب عالم کہ ہر عالم مین ہین عالم نئے

ہر گھڑی دلمین نظر آتی ہین کیا کیا صورتین
رات دن عالم دکھاتا ہے یہ جام جم نئے

دیکھے بھالے ہین یہ کوچے جانے بوجھے ہین یار
تم سمجھے ہو کہ ہم دیتے ہین اسکو دم نئے

حسن روز افزون بھلا دیتا ہی پہلے قاعدے
روز ہو جاتے ہین اس محفل مین جا کر ہم نئے

کسطرح تشبیہ دین سنبل سے اسکو موشگاف
پیچ اس گیسو نے پیمان مین نئے ہین خم نئے

پاتے ہین ہر روز آنکھون کی تری مین لخت دل
گل کھلایا کرتی ہے ہر روز یہ شبنم نئے

میزبانی کر بچھا جود و سخاوت کی بساط
مل رہینگے روز مہمان تجھکو اے حاتم نئے

ہے عجب وسعت تصور مین کہ اُسکے علاوہ ہین
بند کین آنکھین تو دیکھے سیکڑون عالم نئے

ہے چھلکتی مین ٹپکتی مین وہ غمزہ نامور
چوٹ مین آتا ہے نرالی پیچ مین ہر دم نئے

ساماناہی روے جانان سے سیہ سے ہو سفید
عید ہے کپڑے بدل آے دیدۂ پرنم نئے

ہر غزل مین تازگی مشکل ہے اسے طبع رسا
کہنہ مشعون کو بھی ہاتھ آتے ہین مضمون کم نئے

کہنہ رنجون سے جو دل گھبرا گیا ہے اے امیر
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین سارے جہان مین غم نئے

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے
اے جان تیرے منھ سے نکلنے کی دیر ہے

کیا جانے کس سے نگہ دیر دیر ہے
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گرمیان ہین آتش رنگ حنا کی واہ
ہاتھون مین اُس پری کے سمندر بٹیر ہے

آتے ہین روز دل کی زیارت کو رنج وغم
سینہ مرا نہین کسی مرشد کا ڈھیر ہے

غیرون کو پھاڑ کھاے سگ یار تو کہون
اے شیر واہ تو ہی تو شیرون کا شیر ہے

آئے جو نزع مین تو یہ کہکر وہ اُٹھ گئے
ہم جاتے ہین یہان ابھی رخصت مین دیر ہے

بتخانے ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم
ہونے دو دو قدم کا جو رستے مین پھیر ہے

کر اک نگاہ سینۂ پر داغ کی طرف
پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوان مرگ کو بار و ملا تو نے
افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہے

الفت ہی کی تو آگ مین جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہین زمین پہ قدم صاحبان گیر
با دبروت بام فلک کی منڈیر ہے

جلنے سے کیون نہ سیر مرا دل ہو اے امیر
ہم نیم جان اُدھر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم اُس خودسر کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

ادھر کم نزع مین مہلت اُدھر بیتابی و رقت
نہ روؤ چپ رہو کیونکہ یہ سارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنے والون کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
جو سمجھاتی ہین مجکو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہی بنائین جسکو خود بندے
سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آزر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کوچہ کے سب گم کردہ راہونکو
کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز
جو دُنیا اُنکو سمجھاتی وہ دُنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا ہمکو وہ چھپّا نشانی کا
اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھتے گر شمع روشن میری تربت پر
اُسی دم جا کے گل کر دے وہ یہ صرصر کو سمجھاتی

وہ شاہ حُسن ہے تو عہد اکبر مین اگر ہوتا
نگین کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین
کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے

نہ لے جاتا ہمین نخوت بڑھانیکو جستیو ہمین
زبان ہوتی تو آئینہ یہ روشنگر کو سمجھاتے

تڑپ کر رو کے اُس محفل مین دونون نے کیا رسوا
دل نادان کو سمجھاتی کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر اب کی ہی سودا جوش پر ہمکو اگر ملتا
بنانا بیڑیان بھاری یہ آہنگر کو سمجھاتے

عشق مین جلنے کے بھی لالے پڑے
ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادی وحشت مین جب رکھا قدم
آگے میرے پاؤن پر چھالے پڑے

دل چلا جب کوچہ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

دور تھا زندان سے کیا دشت جنون
چلتے چلتے پاؤن مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھون ہین متوالے پڑے

ہجر مین جب منھ لگایا جام کو
سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے

طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

تجکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کتنے مینہ برسے کئے جھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہے — ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہے

دیدار کہان کہ دور ہے حشر — قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے

کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم — جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے

اللہ رے حسن دختر رز — زاہد کے حواس کھو رہی ہے

کیا کشتی و ناخدا کا شکوہ — تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے

مقراض کتر کتر کے وہ خط — کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے

نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا — سونے دے غریب سو رہی ہے

گلشن مین جو ابر ہی دھوان دھار — میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے

اُس تیغ کے مُنھ چڑھے نہ بجلی — کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

کیا شوخ ہے اُسکی یاد مژگان — دلمین نشتر چبھو رہی ہے

ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب — تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے امیر چشم تر کا — نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ الفت کی نظر کہتی ہے — کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہے

آج آتا ہے وہ گل باد سحر کہتی ہے — سچ ہو یارب جو یہ اُڑتی سے خبر کہتی ہے

بلبل و گل مین ہی غماض نسیم سحری — کچھ اُدھر کہتی ہے کچھ جاکے ادھر کہتی ہے

جوہری کیا ترے دانتون سے ملاتی ہین اسے — پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے

غنچۂ گل مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن — رگ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے

یاد پھلون کی دلاتے ہین مجھے موے سپید — گرد رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہے

ماہ نو مین ہون یہ اُس تیغ کا ہو دوش تول — بدر مین ہون یہ پس پشت سپر کہتی ہے

وجوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین — عضو تن وجد مین ہین جنبش سر کہتی ہے

شام کا ہے یہ اشارہ کہ پہن رخت سیاہ
خاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہے

بحر عالم مین سفینہ کوئی بچنے کا نہین
ہمہ تن ہو کی زبان موج خطر کہتی ہے

متحمل ہے اگر غم کا تو دل ہے میرا
تیغ رکتی ہے مجھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہے محفل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی
اڑتی پھر گئی فرد ہمارے گناہ کی

شرکت نہ کی ملال مین کس واہ خواہ کی
دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہم نے آہ کی

اب دشمنی ہے انکو تو کچھ راہ راہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی

عاشق کے دلمین عیش جہان کا کہان گذر
یہ چھاونی ہے فوج غم و درد و آہ کی

عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ
سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی

گھنائینگے چڑھینگے جو اس تندخو کے منھ
کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی

اس گل کو کیون نہ بھیجے مین وحشی جو خط لکھون
صحرا مین ڈاک بیٹھی ہے مردم گیاہ کی

بھاری بہت ہے لاؤ نگار روز جزا مین رند
رکھوا کے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی

دامن سے کیون چھپاتی ہو پالون کو راہ مین
آندھی نہین ہے گرد ہماری نگاہ کی

دل سے تپا ملیگا زنخدان یار کا
یوسف سے راہ پوچھیے کنعان کے چاہ کی

ہے روندنے سے کام خبر رہروونکو کیا
تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی

مین رند خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھنا
پرسش ہی روز حشر اٹھا دے گناہ کی

کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئینے مین تم
سونا ملاؤ مہر کا چاندی مین ماہ کی

خرمن ہزار صبر کے اک دم مین جل گئے
بجلی چمک گئی جدھر اسنے نگاہ کی

ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم
آواز آئے اشہد ان لا الہ کی

پائے قلم نے لکھ کے ترے گیسوؤن کا وصف
خلخال پہنی حلقۂ مار سیاہ کی

کہدونگا سب گناہ مرے مجکو یاد ہین
کیون فرد کا بتان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ مین وہ یکے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک سکے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجسے دل ملے اغیار سے
ہے حسینون کو خلش مجہ زار سے
ذوق کا ہے عشق ابرو مین یہ حکم
لیچلی غربت جو صحرا کی طرف
نور وہ شمس و قمر سے ہٹ گیا
دور مین آ حسن پر آئی خزان
تھے وہ بیہوش پہ غش آیا جنھین
گریبان کرنے کئی تھی رات کو
بلبلون کو دیکھکر شیدا اے گل
پھول سب ہنستے ہین شبنم کیلیے
لیچلی جھونکے ہوا کے لو ہی مشک
رنج و غم درد و الم ہین غمگسار
کیون برستی ہے اداسی اے صبا
چشم و دل دونون غضب مین پڑ گئے
بیطرح نرگس کی پڑتی ہے نگاہ
ابرو و مژگان پہ ہوتا ہون نثار
غسل دینا آب خنجر سے مجھے

یار ور لذرا مین ایسے پیار سے
پھول کچھ کھٹکے ہوے مین خار سے
عمر بھر گردن گا تلوار سے
تھکے ہم رہ گئے در و دیوار سے
ہجر رہا تھا کچھ جو روسے یار سے
بیکسو اٹھو چلین گلزار سے
یان تو آنکھین کھل گئین دیدار سے
رو کے اٹھی شمع بزم یار سے
وہ تہبت آپ لپٹے گلے کے ہار سے
تو چلی روتی ہوئی گلزار سے
مشک تاجر جسطرح تاتار سے
جی بہلتا ہے انھین دو چار سے
کیون گل رخصت ہوا گلزار سے
ذوق وصل و حسرت دیدار سے
آپ اب باہر چلین گلزار سے
ہے وصیت میرے ہر غمخوار سے
قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادی غربت مین پھرتا ہے امیر

کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے
کاٹیے چونک اِس تلوار سے

مر کے چھوٹا کوئی کہن آزار سے
پائی چھٹی روز کی بیگار سے

گر چکے قتل اب کہین رسوا نہو
جا پڑ ڈھونڈالو لہو تلوار سے

اُسکی مژگان پر گرا پڑتا ہی دل
عشق ہے اِس آبلے کو خار سے

دیکھنا میرے سیہ خانے کا ڈر
دھوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے

ہے مثل الیاس اخذ ہی لا راحتین
موت اچھی عشق کے آزار سے

بے سبب چھاگل نہین کرتی ہی شور
یہ بھی نالان ہی تری رفتار سے

طور پر موسیٰ سے کہدو ہشیار
برق چمکی جلوہ گاہ یار سے

چشم جانان کو ہے دنبالہ گران
اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلۂ جوالہ ہے خلخال پا
اُس پری کی گرمی رفتار سے

غیر حالت سُنکے میری اُف رے ضد
آنکھ اُسنے پھیر لی اغیار سے

ہو جو نا واقف ہم آغوشی کا ڈھنگ
سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان
ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہے شوق شہادت کا یہی
دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے یہان سے تو اُٹھے
اُٹھ چکے ہم آستان یار سے

مین اُسے پیہ مغان سمجھا اُٹھیہ
مست جو نکلا در خمار سے

صاع کل مین ہے ابھی شرکت کہین تھوڑی سی
اور اے پیر خرابات نشین تھوڑی سی

مدد اے شوق سجود المدد اے شوق سجود
سر نہ اُٹھے ابھی باقی ہے جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کباب دل بریان مین مزہ
چاہیے الفت خال نمکین تھوڑی سی

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہین مارے
خالی افشان سے نہ بچائے جبین تھوڑی سی

جان آجائے ابھی جامے سے باہر ہون مین
دے جگہ دل جو وہ پردہ نشین تھوڑی سی

نقد جان دل کی طرح دیکے ابھی لیتا ہون
لذت درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی

خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملک ہندو مین ہے کعبے کی زمین تھوڑی سی

دانہ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال
بانگی چاہیے اے پردہ نشین تھوڑی سی

روزہ دارون کو نہین خواہش لذت اے چرخ
وقت افطار ہے نان جوین تھوڑی سی

نزع کا وقت ہے اب دیر نہ کر آنے مین
رہ گئی ہے نگہ باز پسین تھوڑی سی

کوچہ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر
چاہیے روشنی شمع یقین تھوڑی سی

خلق اغیار سے بیجا ہے نہین گر عادت
اپنے دامن ہی سے لیجیے چین تھوڑی سی

عشق گیسو مین مرے دل کا سودا کچھ اور
بڑھ گئی بات تھی اے طفل حسین تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پہنچا مگر اے جان جہان
اٹھی انداز سے کہلے کہ نہین تھوڑی سی

کوچہ یار مین ہون لاکھ طپش کے سامان
پھر جو تسکین ہے دل کو تو وہین تھوڑی سی

شور محشر کا سنا ذکر جو واعظ سے امیر
ملگئی لذت خال نمکین تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ خنجر کین تھوڑی سی
آگئی نیند دم باز پسین تھوڑی سی

اڑ گیا توسن دلدار جھجک کر کوسون
گرد پہونچی جو مری تا سر زین تھوڑی سی

بد دماغی رہی اورون سے یہان تاب کہان
لاکھ تحسین ہین مجھے چین بہ جبین تھوڑی سی

ہون وہ کافر کہ جھکا سجدہ بت مین سر دست
ابھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی

میرے اشکون سے یہ تر ہو نکل آئے پانی
کھودے روزن کو اگر مور زمین تھوڑی سی

دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
واکفن سے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی

سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم
گر منوتی ہوس تاج و نگین تھوڑی سی

تیری آنکھون کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی
لیگئے اُنمین سے یہ آہوے چین تھوڑی سی

ہدیہ دوست سمجھ کر مین ہوا شکر گذار
روکھی سوکھی جو ملی نان جوین تھوڑی سی

شوق سجدے کا ہو اُس مہر لقا کے در پر
دمبدم سایے کی بڑھتی ہے جبین تھوڑی سی

تنگ آئے ہین بہت بیٹھہ رہین وان جا کر
اس جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی

عذر تقصیر سے تقصیر ہی اچھی تھی مجھے
بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی

نوک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ
رکھہ گیا نوک کی صورت گر چین تھوڑی سی

بد دماغی کا نشان بھی رہے کچھہ اے نقاش
اُسکے نقشے مین بنا چین جبین تھوڑی سی

خم چڑھا جائین تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ اُترا
کیا پئین ہم سے خرابات نشین تھوڑی سی

بیتین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دلمین کچھہ غبار آئے
عجیب نہین ہے کہ آندھی تہ مزار آئے

وہ لیکے تیر و کمان جب پے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجیب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
کسی نے بھی نہ سُنا ہم بہت پکار آئے

گڑھے مین گور کے پھینک آئی اقربا مجکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھہ اُتار آئے

فلک نے ساتھہ مصیبت کی خجلتین بھی دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایکبار بُلانے پہ لاکھہ بار گئے
وہ لاکھہ بار بُلانے پہ ایکبار آئے

ہمین تو جان بھی دینے مین اب تو نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگان جو نزع مین مجھے
پے طلب در دولت سے چوبدار آئے

جہتون نہ دن سے عداوت کو کو پائین پہ بھوٹن
شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے

خلیل سان مین نہ قائل ہوا ستارہ دن گا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہے دلمین کیا گھر تمھاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہے چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
بتوں کو خاک برہمن کا اعتبار آتے

شراب میکدہ کب ہے نصیب زاہد مین
حصول کیا ہے جو مسطبخ مین روزہ دار آئی

جو ترک غیر کو مین نے کہا تو وہ بولے
کہان سے آپ بڑے ایسے دوستدار آئے

گناہگارون کا چورنگ کھیل ہے انکو
ادھر اُدھر گئے دو چار ہاتھ مار آئے

جلا ہون یہ فلک سردمہر کے ہاتھون
لگاؤن ہاتھ تو کافور کو بخار آئے

کہان فلاح کر اب چاہتا ہے چرخ دنی
در بخیل پہ حاتم اُمیدوار آئے

یقین ہے ذکر کرے میری جوشش وحشت کا
جو آبلے کے دہن مین زبان خار آئی

جلا رہے ہین شب غم مین اور بھی جگنو
کہان سے اُڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے

لہو نچوڑ کے بھر دون وہ رند مکش ہون
فطرہ جو شیشہ خالی و دم خمار آئے

جنون کی فکر اجانے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہے عیادت کرنے
غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے

جان دو ہجر غم فرقت مین ہے ہمکو لیکن
کون جائے ملک الموت کی منت کرنے

اسکو سمجھاتے نہین جاکے کسی دن ناصح
روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے

تیر کے ساتھ چلا دل تو کہا مین نے کہان
حسرتین بولین کہ مہمان کو رخصت کرنے

آگئے میخانے مین تھے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بوقت بحر غم سے کشتی جان حزین نکلی
کبھی بیٹھی کبھی اُچھلی کہین ڈوبی کہین نکلی

عجب انداز سے مقتل مین اُسکی تیغ کین نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی

زمانہ ہوگیا موجود معدوم ہان کہا تو نے
ہوا نابود عالم جب ترے منھ سے نہین نکلی

تعلّی مین کمی کی کب ہماری طبع عالی نے
تبا یا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی

خدا کا شکر وہ بت نزع کے دم دیکھنے آیا
نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسین نکلی

دکھایا لطف زلف مشکبو مین طرفہ افشانی نے
شب دیجور مین کیا چاندنی اے مہ جبین نکلی

وہ کشتہ تھا سمن بویون کا کہ میری خاک تربت پر
کسی نے کوئی بویا تخم شاخ یاسمین نکلی

وہ کیا پردے سے نکلے جسکے پیراہن کو غیرت ہو
ہوا چین بر جبین دامن جو دیکھی آستین نکلی

جو بجلی ابر مین چمکی کبھی قیس حزین سمجھا
سیہ خیمہ سے باہر لیلی محمل نشین نکلی

وہ تھا غم دوست سنگ جور گردون جب پڑا مجھپر
شکست شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی

سوال وصل اس بت سے کیا لیکن مین ڈرتا ہون
بنیگی لیک پتھر کی اگر منہ سے نہین نکلی

ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے
وہی قوس قزح بنکر سپہر چرخ برین نکلی

تصور بسکہ تھا دل مین امیر اس روئے زیبا کا
پری بنکر ہمارے منھ سے آہ آتشین نکلی

رند خراب تیرا وہ مے پیے ہوئے ہین
مدت سے جان جسپر زاہد دیے ہوئے ہے

کس شان سے وہ مہوش آتا ہے میکدے مین
قاضی سبو صراحی مفتی لیے ہوئے ہے

آتا نہین نظر کچھ گو سامنا ہے اسکا
کیا بیچ مین تحیر پردہ کیے ہوئے ہے

ہو کیون بخیہ گر سے زخمی کا تیر سے ساعی
رشتہ کھنچا ہے سوزن منھ کو سیے ہوئی ہے

پیر مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوار ہو
جمشید بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہے

حرمت مین دخت رز کی اصرار ہی جو تھا
یہ بات کیا ہے رند و واعظ پیے ہوئے ہے

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یار تجھکو
کب سے دھونی وہ تیرے در پر دیے ہوئے ہین

دل عاشق مین کیونکر عکس روئے دلربا ٹھہرے
جمال آفتاب آئینۂ شبنم مین کیا ٹھہرے

سفر ٹھہرے تو قسمت پیچ دے پرکار کی صورت
قدم ہو ایک اگر اپنا روان تو دوسرا ٹھہرے

جو چشم غور سے آئینہ توحید کو دیکھا
تو سب کچھ تو ہی ٹھہرا ہم نہ کچھ اے خود نما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ ڈاک پر اپنا
غرض یہ احباب پہلے راستے مین جا بجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہل محشر کی
جماکر ایک ٹکڑی حسرتون کی ہم جدا ٹھہرے

زہے حسرت نکالے ہم گئے جب کوئے جانان سے
بہت مڑ مڑ کے دیکھا دیر تک ہر رہ پر قفا ٹھہرے

قضا سیلاب طوفان نوح اک کشتی ہے بے لنگر
رُکے رُک رُک کے سے وہ کیونکر یہ ٹھہرائی کیا ٹھہرے

زمین کوئے جانان بھی عجب دلچسپ تختہ تھا
جہان ٹھہرے ہمارے پانون مثل نقش پا ٹھہرے

امام سبحہ کے مانند ہم اُس بزم کثرت مین
جو ٹھہری سب مین ملکر بھی تو پھر سب سے جدا ٹھہرے

کمال عجز ہمکو سے اُڑا اوج رسائے پر
ہوئے بے بال و پر تو ہم مگر دست دعا ٹھہرے

رہے سایہ کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
ہمیشہ اُٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

غبار رنگ آرائش سے روشندل ہمارا ہین
کف آئینہ پر ممکن نہین رنگ حنا ٹھہرے

نکالے جاتے ہین ہر روز اسکی پاس خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تپ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

فنا کیسی بقا کیسی جب اُسکے آشنا ٹھہرے
کبھی اِس گھر مین آنکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹھہرے

نہ ٹھہرا وصل کاش اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرے
کہانتک دل مرا تڑپے کہانتک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

تہ خنجر بھی منھ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

زہے قسمت حسینون کی برائی بھی بھلائی بھی
کرین یہ چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہے جب آغاز الفت مین
دھڑکتا ہے دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کھول دی آئینہ وحدت نے دونون کی
نہ تم ہم سے جدا ٹھہرے نہ ہم تم سے جدا ٹھہرے

دل مضطر سے کہدو تھوڑی تھوڑی جب اگر چاہے
ذرا بہکے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

تب وصلت قریب آنے نہ پائی کوئی خلوت مین
ادب ہم سے جدا ٹھہرے حیا تم سے جدا ٹھہرے

اٹھو جاؤ سدھارو کیوں کھڑے ہو یہ رو تم ہو
ٹھہرنے کا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نہ تڑپا چارہ گر کے سامنے اے درد یوں مجھکو
کہیں ایسا نہو یہ بھی تقاضائے دوا ٹھہرے

ابھی جی بھر کے وصل یار کی لذت نہیں اٹھی
کوئی دم اور آغوش اجابت میں دعا ٹھہرے

خیال یار آ نکلا مرے دل میں تو یوں بولا
یہ دیوانوں کی بستی ہے یہاں میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقت بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزاروں سیکڑوں میں درد و غم دو آشنا ٹھہرے

سوز جگر سے شمع شبستاں بغل میں ہے
داغوں کی روشنی سے چراغاں بغل میں ہے

کیا خوف ہے جو دفتر عصیاں بغل میں ہے
آنکھیں سلامت اشک کا طوفاں بغل میں ہے

ہمدم کھٹک جو ہوتی ہے سینے میں بار بار
شاید بجائے دل کوئی پیکاں بغل میں ہے

کیا خوف زخم الفت مژگاں میں دل ہے شمع
یہ تیر کھاتے ہیں کہ نیستاں بغل میں ہے

تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا
روشن یہ ہے کہ مہر درخشاں بغل میں ہے

آئی بہار شہر میں کس جا نہیں خوشی
ہر طفل باغ باغ گلستاں بغل میں ہے

واقف ہیں زاہدان ریائی سے خوب ہم
کلمہ بتوں کا پڑھتے ہیں قرآں بغل میں ہے

واعظ کتاب وعظ لیے ہے تو کیا ہوا
بوتل شراب کی بھی تو پنہاں بغل میں ہے

کس منہ سے جاؤں داور محشر کے سامنے
شرم آتی ہے کہ دفتر عصیاں بغل میں ہے

کافی ہیں روشنی کو مجھے داغہائے دل
طاؤس کی طرح سے چراغاں بغل میں ہے

شاعر ہیں اس زمانے کے دریوزہ گر امیر
نکلے ہیں بھیک مانگنے دیوان بغل میں ہے

گرد باد اٹھ کے سراپردۂ در کس کا ہے
اے جنوں خانہ بدوشی میں یہ گھر کس کا ہے

جلوہ خورشید میں یہ پیش نظر کس کا ہے
چاک داماں سحر رخنۂ در کس کا ہے

توڑتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا
کیا خبر تجھکو کہ یہ دل یہ جگر کس کا ہے

اسطرف منہ نہین کرتا ہے جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار ادھر کسکا ہے

تو ہی یان رہنے کو آیا ہے نہ مین او غافل
جو ہے دنیا مین مسافر ہے یہ گھر کسکا ہے

سب چھپیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین
آرزو مند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہے

طالب غیر نہین جلوۂ معشوق پسند
غیر شیرین دل فرہاد مین گھر کسکا ہے

دل کے سو ٹکڑے ہون آجائے کلیجا منہ کو
ضبط سے آہ نہ نکلی یہ جگر کسکا ہے

اسکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا
واہ کیا شوخ ہے یہ نور نظر کسکا ہے

دل کبھی منزل حق ہے کبھی بت کا مسکن
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے یہ گھر کسکا ہے

تیرے گریان سے اگر ملک مین آ حور نہین
باغ فردوس مین یہ قصر گہر کسکا ہے

عکس آئینہ صفت ربط ہی منہ دیکھیگا
خوب واقف ہون مین دلمین ترے گھر کسکا ہے

لاکھ لاکھ اس شہ خوبان کے ہین احسان امیر
عشق منزل تلک اسطرح گذر کسکا ہے

دیر مین کون ہے کعبے مین گذر کسکا ہے
یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے

تیر [illegible] لگاؤ تمھین ڈر کسکا ہے
سینہ کسکا ہے مری جان جگر کسکا ہے

رہبری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور
کشور مصر کو کنعان سے سفر کسکا ہے

تندرستون نے قضا کی ہوے بیمار صحیح
ہلے کیا جانیے دنیا سے سفر کسکا ہے

خوف میزان قیامت نہین مجکو اے دوست
تو اگر ہے مرے پلے تو ڈر کسکا ہے

جھانک کر میرے سیہ خانے کو کہتا ہے یہ ماہ
تیرہ الظلمۃ للہ یہ گھر کسکا ہے

دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما
خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کسکا ہے

کوئی آتا ہے عدم سے تو کوئی جاتا ہے
سخت دو نون مین خدا جانے سفر کسکا ہے

چھپ رہا ہے قفس تن مین جو ہر طائر دل
آنکھ کھولے ہوئے شاہین نظر کسکا ہے

کھول کر منہ کو مری گور مین مانند عروس
بولی عبرت کہ ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہے

خلد ہے شبد خدا دیگا جسنے آدم کو
نام شاعر نہ سہی شعر کا مضمون ہو خوب
لاش زیر شجر کوچہ محبوب گڑے
صید کرنے سے جو ہی طائر دل کے منکر
شوق ہوتا ہے عمارت کا تو مجہہ سی عبرت

باغ مملوک پدر غیر لپسر کسکا ہے
پھل سے مطلب ہمین کیا کام شجر کسکا ہے
عمل نیک نہ تھے تو یہ ثمر کسکا ہے
اسے کماندار ترے تیر مین پر کسکا ہے
کہتی ہے گور جھنکا کر کہ یہ گھر کسکا ہے

میری حیرت کا شب وصل یہ باعث ہے امیر
سر یہ زانو ہون کہ زانو یہ یہ سر کسکا ہے

جہان مین ہم کوئی دم صورت حباب رہے
فراق نرگس میگون مین ہم خراب رہے
نہ مجکو آئے نہ انکو حساب بوسون کا
نصیب ہو کہ نہو صبح دیکھنا غافل
بھنسے حساب مین روز حساب اہل حساب
وصال مین بھی نہ دیکھا پڑا ہو غفلت کا
نہ زر سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے
وہ اور ہین جو حسینون کی بزم مین ہین ذلیل
کرین نہ شکوہ دیدار طالب دیدار
جلا ہے دل کو تو اچھی طرح سے آتش غم
خدا کا نور چھپائے سے چھپ نہین سکتا
بجہ آئیگا دل ہیوش دیکھکر خالی

خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب رہے
تمام عمر یہ مست بے شراب رہے
یہ لین دین الٰہی علی الحساب رہے
خیال موت کا لازم ہے وقت خواب رہے
حساب جنکو نہ آیا وہ بے حساب رہے
ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب رہے
یہ سب رہین نہ رہین عالم شباب رہے
کہین حضور رہے ہم کہین جناب رہے
کلیجہ تہ مین مدت تلک خراب رہے
مزا کچھ اسمین نہین خام جو کباب رہے
جہان رہے وہ عیان مثل آفتاب رہے
نظر سے دور ہے مینا سے بے شراب ہے

قطعہ

خدا نے مجکو سلیقہ عطا کیا ہے بہت
ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب رہے

عجب نہین کوئی مسلم کرے جو دعوی عشق
قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

آمیر تجیے توبہ کی فکر پیری مین
مزے شراب کے تا عالم شباب رہے

جہان مین یوہین جو دور روز انقلاب رہے
یقین ہے شپرہ کے گھر مین آفتاب رہے

فراق یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر
پیا جو آب تو خجلت سے آب آب رہے

وزیر کو سند شاہ کا ہے فرض اعزاز
نبی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب رہے

کرم کرے وہ توانا جو ناتوانون پر
تو نخل موم کے سایے مین آفتاب رہے

شراب خانے کو ہے قصد تیرے وحشی کا
سبو کے ہاتھ مین خشت خم شراب رہے

خدا نے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو
بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب رہے

رہ خطا مین بھی چلیے تو راست بازی سے
مدام زیر قدم جادۂ صواب رہے

غش آئیگا مجھے دیکھا جو دخت رز کا جمال
قریب ساغر مے شیشۂ گلاب رہے

یقین ہے تاب نہ لائے حرارت دل کی
جو دو گھڑی میری بالین پر آفتاب رہے

قصور نفس لعین سے خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم مورد عتاب رہے

ملا نہ محفل جانان مین ہمکو اذن نشست
برنگ شمع خجالت سے آب آب رہے

مبارک البتہ ایام ترک گردون کو
اُسی کے ران کے نیچے یہ بدر کاب رہے

خیال رخ یہ بندھا ہمکو عشق گیسو مین
کہ شب کو دن کی طرح روبآفتاب رہے

حریص دولت دنیا کا دل ہوگیا خرسند
گذر ہو چند کا جسمین وہ گھر خراب رہے

خطاب ہے لب ساغر کا محتسب سے امیرؔ
پھرے جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یار دلستان سے
نیا روز ایک دل لائین کہان سے

بگولے خاک سے اُٹھتے ہین اتبک
نہ مر کر بھی دبے ہم آسمان سے

حسین سب ہو فا ہین حضرت دل / وفادار آپ لائینگے کہان سے

ادھر دیکھو حیا کیسی سب وصل / اٹھا دو بھی یہ پردہ درمیان سے

خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد / لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ بوسہ لب سے ہے انکار / کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے

نکلتا ہے مرا دم ڈر نہ جاؤ / خدا حافظ سدھارو تم یہان سے

خیال قامت محبوب آیا / مین جی اٹھا قیامت کے بیان سے

کہان دیر و حرم مین عشق مشرب / یہ لوگ آزاد ہین قید مکان سے

خط قسمت مٹے جبتک نہ اے دل / جبین اٹھے نہ اسکے آستان سے

امیر اسکو نہ درد دل سنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غم دلدار مجھے / روئیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے

عیش بیرنج کہان غمکدۂ عالم مین / نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے

تیرے جاتے ہی احبانے کیا دفن اے موج / تو جو ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے

سیل سان جوش مین اٹھکر جو مین پہونچا در تک / خوف سے بیٹھ گئی دیکھ کے دیوار مجھے

گر پڑا دیکھ کے چاہ ذقن اس یوسف کا / مل گیا گوشۂ خلوت سر بازار مجھے

روز محشر در جنت سے جو انکا دامن / آگیا یاد سگ کوچۂ دلدار مجھے

لال کرونگا کوئی دم مین بہت کھنچتی ہے / منھ پر چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے

آنکھ کہتی ہے یہ دل سے کہ گریگی برباد / خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کیا قیامت سے وڑے ان عاشق قامت ہونین / ایسے فتنے نظر آئے ہین کئی بار مجھے

سچ ہے مر جانے سے بڑھ جاتی ہے انسان کی قدر / دوش پر لیکے چلے ہین مرے غمخوار مجھے

جوہر تیغ مرے دام ہین وہ طائر ہون / مشتری ذبح کرے گا سر بازار مجھے

گھر سے نکلا تو وہ تھا سانحۂ جنازے کے امیر
رک رہا جان کے وارفتۂ رفتار مجھے

خلعت روز ازل بے سر و سامانی ہے
خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے

کون کہتا ہے اسے برق چمکتی ہو جو برق
کسی معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہے

زلف بڑھکر نہیں آتی ہے قدم تک تیرے
تار آدم مری تصویر پریشانی ہے

محو نظارۂ قاتل ہوں میں ایسا دم ذبح
کہ ہر اک داغ بدن دیدۂ قربانی ہے

ہاتھ میں نامۂ اعمال کی جا روز جزا
اپنی بخشش کی سند داغ پشیمانی ہے

صورت آئینہ کیا نیک و بد دہر سے کام
خط تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اترا
کسقدر چسپت مرا جامۂ عریانی ہے

لطف ساقی سے حکومت ہے زمانی کی نصیب
کشتی مے مجھے اور نگ سلیمانی ہے

ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہے قاتل
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہے

معنی مطلع ابرو تو بتا دیں مجھکو
تیری آنکھوں کو جو دعوائے سخندانی ہے

مجمع عام میں نکلے عبث اے پردہ نشین
کب گوارا تری تلوار کی عریانی ہے

دیکھ کر نقش قدم کو ترے کہتا ہے فلک
یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے

بارہا پر آئے تو نے موت مرین حضرت خضر
گھاٹ میں یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

کم نہیں آئینہ جانے سے یہ سب بزم جہان
جسطرف دیکھیے اک عالم حیرانی ہے

جلوۂ شاہد رحمت ہے گناہوں سے امیر
ورثۂ التاج کرم اشک پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے مگر ناتوان رہے
پرہیز کون توڑ سے ہم اتنے کہاں رہے

پامال سرکشوں کے رہے ہم جہاں رہے
دب کر زمین کی طرح تہ آسمان رہے

خنجر کو رکھ کے زخم میں اس ترک نے کہا
ایسے دہن میں چاہیے ایسی زبان رہے

ممکن نہین کہ دلمین چھپے عشق زلف یار
کعبہ بھی چند روز رہا ہے صنم کدہ
تا حشر اُنکو ناز مبارک مجھے نیاز
یارب چھٹین نہ زلف سے ہم عاشقونکے دل
دونون جہان کی فکر سے فارغ ہین بت پرست
دو روز تبکدے کی بھی کر آئین چل کی سیر
دلمین سوا خدا کے نہین جاے غیر خوف
چشم کحیل یار نے وہم بند کر دیا
مانند مردمک اُسکے آنکھونمین دین جگہ
مین ہون حباب تجکو تعلی سے کام کیا
اخفا طبیب سے ہے تب عشق کا ضرور
لازم ہے فکر دوست مناسب ہے ذکر دوست

آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان رہے
چندے خدا کے گھر مین بھی بُت میہمان رہے
مانند عشق حُسن بھی یارب جوان رہے
آباد مومنون سے یہ ہندوستان رہے
ہو خم کی خیر مغ کی سلامت دکان رہے
زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان رہے
خلوت کے واسطے بھی تو کوئی مکان رہے
سرمے کی گرد مین مرے نالے نہان رہے
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان رہے
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان رہے
نبض استخوان مین شمع کی صورت نہان رہے
جب تک بدن مین جان دہن مین زبان رہے

ہستی مری مٹا نسکی نیستی امیر
وہ ذکر خیر ہون کہ جو وردِ زبان رہے

پوشیدہ خط سے جوہر حسن بتان رہے
مجھ مین رہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان رہے
ہم غافلان دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
ہے حسن مین بھی معنے روشن کا خاصہ
دیر و حرم مین سجدہ در دوست پر کیا
انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
غربت مین موت آگئی تربت بھی جنا م ہو

اپنے دھوئین مین آپ یہ شعلے نہان رہے
قالب مین رہ کے روح کی صورت نہان رہے
تھا کون میزبان کہان میہمان رہے
دل مین عیان رہے وہ نظر سے نہان رہے
تھے آستان یار پہ حاضر جہان رہے
بو ہوکے اُس چمن کے گلونمین نہان رہے
کچھ ہمکسی کا بعد فنا بھی نشان رہے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہیں ہم تمہارے گھر
لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان رہے

آئی ندائے غیب گر اجب میں بقرار
مشکل ہے اب زمین نہ آسمان رہے

تکلیف دے خضاب کی ہمکو نہ اے ہوس
کچھ روز اون پہ بھی سہی برسوں جوان رہے

کیسی تڑپ ادب سے نہ کی آنکھ سامنے
کتنے درست ہوش دم امتحان رہے

شبنم ہمیں خدا نے بنایا ہے تجکو مہر
تیرا ہو ظہور تو پھر ہم کہاں رہے

راضی ہیں ہمکو پھیر کے منھ ذبح کیجیے
باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان رہے

لاؤں بھلا کہاں سے دل بے ملال میں
اے دوست غمکدہ تو یہ ہے غم کہاں رہے

اے آہ کر مدد یہ کہاں تک مخالفت
یا ہم رہیں زمین پہ یا آسمان رہے

ہوتا وصال ذرہ و خورشید کیا امیرؔ
چار آسمان آٹھ پہر درمیان رہے

گلشن میں سرو فوج مثل نشان رہے
عالم میں سر بلند رہے ہم جہان رہے

یارب حیا سے شہرۂ حسن بتان رہے
نیچی نظر سے حسن کی اونچی دکان رہے

لازم ہے اُسکے رخ پہ نمود خط سیاہ
ممکن نہیں کہ آگ کے نیچے دھوان رہے

حاتم کا داستانوں میں اب تک ہے تذکرہ
وہ کام کر کہ ناموروں میں نشان رہے

نیرنگ اُنکی شان تجلی کی دیکھیے
اتنے ہوئے عیان کہ نظر سے نہان رہے

زیر زمین بھی آہ کی عادت ضرور ہے
قابو میں تا کلید در آسمان رہے

گلشن میں مجھسے ہے یہ تقاضاے اضطراب
کھٹکا ہو جس شجر میں وہیں آشیان رہے

مجبا نشانہ ڈھونڈھتی ہے بہر تیر یار
کیوں رات دن نہ پشت خمیدہ کمان رہے

یوں بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہو گئے تمام
کشتی میں جیسے ساکن کشتی روان رہے

آیا کبھی ہمسایۂ سگ یار اسطرف
برسوں لحد میں ڈھیر مری استخوان رہے

اب دیکھیں کیا دکھائے نشیب و فراز دہر
اتبک تو ہم زمین پہ رہے آسمان رہے

بیکار رہی زمانہ سے بیکار کب ہوے
ہم نبض وحشت مثل کی طرح سے رواں رہے

بیڑا ہو پار عشق مژہ مین کٹی جو عمر
خنجر کی دھار پر مری کشتی رواں رہے

چھایا ہو اُدھر خلافت اُدھر باغبان امیرؔ
ہم بار خاطر قفس و آشیان رہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آئے
اسطرف جھوم کے گلزار مین بادل آئی

طالب مرگ بھی ہین منتظر یار بھی ہین
دیکھیے کون شب ہجر مین اول آئے

سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھ کر قاتل
تیغ مین بال کمر مین نہ ترے بل آئے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ دو دم پر پڑ جائے
ایک دو اسکو نظر صورت احول آئے

ہجر جانان مین کہان صورت آرام نصیب
چونک اٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئی

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمر اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوش وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گریز
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پر ہون دل اہل تماشا پامال
کبک و طاؤس کو تیری سی جو چھل بل آئی

وقت گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہے یاد
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئی

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے مجھکو
درد سر ہو جو مرے سامنے صندل آئے

ہین وہ نادان جنھین دور کے جینے پہ ہے ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

وہ داغ دل پر سوز جو ہم نذر کرین
چشم جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہین وہ وحشی جو کرین دشت نوردی شب کو
ہر قدم غول دکھاتے مجھے مشعل آئے

ہے یقین خشک زبانین نہ رہین کانٹون کی
پاؤن چھالے کے لیے ہاتھ مین چھاگل آئی

لوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالہ و آہ
ہے عجب شاخ شکستہ مین نئے پھل آئے

عشق زلف سیہ یار نے مارا ہے امیرؔ
سایہ کرنے کو نہ کیون گور پہ بادل آئے

درد عارض ہو دور کو تو مجھے کل آئے
دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل آئے
بلبلے ضعف آج اگر منھ سے نکالون آزاد
واہ رے شوق شہادت جو قیامت آئے
کفر کعبے مین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین
ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ کیسا
وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی
سر سے اوڑھو نہ دوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہے
پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے

پاؤن گھس جائین جو سر تک سحر صندل آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے
جلد آئے جو مرے کان تلک کل آئے
لوگ محشر کو گئے ہم ہوے مقتل آئے
دیکھو عارض پہ کہین یہ کے نہ کاجل آئے
سر کے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے
دلکو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بوتل آئے
خوب ہی مجھ پہ برستے ہوئے بادل آئے
نکلے گھونگھٹ کہین چہرے پہ نہ آنچل آئے
باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر
پھول کمبخت مین آئے یہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفے آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط
یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط
اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

طوفان جوش گریۂ بے اختیار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ
آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا
ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا

جب آزمایئے تو تہ یہ پاسخ نہ وہ بجا — سوز جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا

شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوۂ بخت زبون دروغ — ہان دل کے پیچ و تاب سے سوز نہان دروغ

ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون دروغ — ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے ترادش خون جگر غلط

ہین سب بناوٹین ہمین فقرے نہ دیجیے — ساقی صبیح ہو تو صبوحی نہ پیجیے

دوڑائیے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے — آ جاے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے

عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین — صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین

سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین — بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین

اظہار پاکبازی و ذوق نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گرمیان — کرتے ہین مہر جب کبھی ہوتے ہین مہربان

ہم بر سر زمین ہین وہ بالاے آسمان — لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دل نشین — جسکا نہ سر نہ پاؤن ہو اسکا ہو کیا یقین

اس جھوٹ کی ہے بندہ نواز انتہا کہین — سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین

ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کمر غلط

تشدید ہان بھی تمھارے فریبون سے مات ہے — تم وان کو وان کہو تو مین سمجھون کہ رات ہے

اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہے — کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے

سینے کو اپنے اسکے سمجھنا سپر غلط

تم [illegible] قسمین کھاؤ نہ لاؤ نگاہ مین کبھی — کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہے دل لگی

نادان نبار ہے مین ہین آپ وا دجی — مٹھی ہین کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام — صاحب یہی ہے کہ تو بندے کا ہے سلام

یہ کون پاک رہا ہے اگر ہم ہوئے تمام — پوچھو تو کوئی مرکے بھی کرتا ہے کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہے مہر رہگذر غلط

مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین لو وہ مر گیا — بڑے مین عاشقون کے عجب کام کر گیا

سر پیٹین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا — ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اوڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تانیے — فقرون مین ہم نہ آئینگے گو خاک چھانیے

کیا فرض ہے کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیے — آیت نہین حدیث نہین جسکو مانیے

ہے نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا — الزام اٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزارہا

کہنا نہ تھا امیر کہ اظہار ہے برا — یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا

کیون یہ کہا کہ دعوے الفت مگر غلط

رباعی

گھر کھونے کی لو پوچھو مصیبت ہم سے — روتی ہے لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے

یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہو کر — یا گھر ہوتا ہے آج رخصت ہم سے

رباعی

ہر گھر مین شرابی ہے الٰہی توبہ — ہر در پہ کبابی ہے الٰہی توبہ

مسجد سا مقام اور دور ساغر — کیا خانہ خرابی ہے الٰہی توبہ

رباعی

زاہد ہو کر جو شغل مے چھوڑ دیا
اللہ رے فساد خون بدن پھوڑ دیا
فریاد ہے مجھہ شکستہ دل کی یارب
توبہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اوروں کو تو دنیا میں قضا نے مارا
دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
پر صورت مرگ و زیست اپنی ہے جدا
اُس لب نے جلایا تھا او اُسنے مارا

رباعی

کمرے میں تو شب وہ ماہ سیما آیا
اُسپر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
چھڑا دیے پردے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہے جو دم بھرتے ہیں مردم اسکا
قتال زمانہ ہے تکلم اُسکا
کیا تیغ دو دم ہے اُسکی تحریک دو لب
کیا نیمچہ ہے نیم تبسم اُسکا

رباعی

مشکل سے تجھے او گل رعنا پایا
کونین میں پھر کر ترا کوچا پایا
دنیا عقبیٰ اسے عاشقی حاصل کی
صغرا کبرا سے یہ نتیجا پایا

رباعی

آنکھوں سے ہے رنگ مے پرستی پیدا
پلکوں سے ہے شان پیشدستی پیدا
کچھ حاجت مے نہیں کہ ہے آپ سے آپ
اُن پتلیوں سے سیاہ مستی پیدا

رباعی

سنتا ہوں ہوا جلوہ نما عید کا چاند
ہے اُسکی جدائی تو کجا عید کا چاند
وہ ابروے پرخم نظر آئے جو مجھے
البتہ یہ سمجھوں کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہان شکیب شیدا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجھکو گردون
دل زندہ جاوید سے مردا ہو کر
گرد اُسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رباعی

ایسا ہون مین باوفا ہون کشتۂ ناز
وہ نشانہ یقین ہے ہمہ تن ہو کے زبان
ہڈی سے بنے نشانہ بس سوز و گداز
دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہان دشت مین ہم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہے ایسی
تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

شہر کے کرم پیر خرابات سے کے ہین
منکر تھے مگر یہ ذکر سُنتے سُنتے
جلسے وہین رندان خوش اوقات کے ہین
زہاد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس
بگڑے ہوئے کیا کام بناتے جاتے
تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے
گر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم
دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

یہ کچھ تو ہین گلشن سے ابھی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو تو
کھل جائے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نام خدا لکھا ہے
القاب جدا شوق جدا لکھا ہے
ملجا سے یقین ہے مرض غم سے نجات
نامہ نہیں تعویذ شفا لکھا ہے

رباعی

مٹ جاؤنگا غم میں جان کھوتے کھوتے
اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہے شمع صفت اگر یہی سوزش دل
گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
یہ کعبہ کہاں اور کہاں ہم محرم
سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی
تجھکو الفت کرے عداوت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہے منصف یہ کہیں
شاعر کو کہاں نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے
تحفے گئے منظور نظر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
قاصد کی خبر سنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شب ہجر ڈرانے کے لیے
میں ایک نہیں سب کے مٹانے کے لیے
اشکوں میں مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکھیں مری روتی ہیں زمانے کے لیے

رباعی

کیا تیری جدائی میں ستم دیکھتے ہیں
دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہیں
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے
ایسا تو جہان میں کوئی کم دیکھتے ہیں

رباعی

خواہان طرب ہو جسے اور اگ نہین — آرام تہ گنبد افلاک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش — جز دُرد تہ جام بہسان خاک نہین

رباعی

غائب بہت اسے جان جہان رہتے ہو — مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہر چند کہ آنکھون مین ہو تم دلمین ہو تم — معلوم نہین پر کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے سے یارون سے گرمجوشی کیسی — گندم دکھلاکے جو فروشی کیسی
پھر جائینگی آنکھین جو پھری ہم سے نظر — صدقہ آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جان جہان یہ بیوفائی ہم سے — اغیار سے اخلاص رُکھائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اسطرح الگ — گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون — کچھ دلمین نہین دلکو یہ سمجھاتا ہون
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر — سچ کہدو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اُٹھالے ہم سے — تمنے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
پچھتاؤگے آخر کو کسے دیتے ہین ہم — دنیا مین کہان چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو — بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو — لیکن نام نہ پایئن کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب باہم شرف الدولہ ذی حشم
تشبیہ نقش پائے مبارک سے دون اگر
فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خزف
رونق تھی بادشاہی اختر نگر کی اور
اچھون کے اچھے ہوتے ہین یہ سچ ہے جانشین
ہین رنگ دلو سے باغ شرف دختر و پسر
دونون کی شادیان ہوئین ایوان کے پائی زیب
عالم تمام خواں عنایت سے بہرہ یاب
لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر
دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی
وہان دھوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم
پایا ہے اس چراغ سے اُس شمع نے فروغ
گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے

جنکی بہادری یہ ہے شمشیر تک گواہ
پھینکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ
ذرے ہرن آفتاب پڑے جسطرف نگاہ
جب تک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ
یہ آسمان جاہ تو اولاد سے دو ماہ
دونون دُر یگانہ دریاے عز و جاہ
گلشن کا رنگ جشن سے محفل پر اشتباہ
محروم ایک فیض حضور ہی سے خیر خواہ
مشہور ہے جہان مین کہ دل سے ہو دلکو راہ
اشعار کچھ زبان پر آئے دم پگاہ
وہی علیش نے صدا کہ مبارک کرے اللہ
اُس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ
نرگس کو لائی گل کے قرین باد صبح گاہ

تاریخ خامۂ وزبان نے لکھی امیرؔ
یہ نیّر قرین بزہرہ وہ زہرہ نیّرین باہ
۱۲۹۶ھ

ایضاً

اے خوشا نواب والامرتبت
جنکے رخ سے مقتبس ہر بار چاند
اُنکے دخت و طفل دونون ارجمند
ایک سوراخ ایک بے تکرار چاند

عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا
آ گئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حسن
لوٹنے کو دُر غلطان کو بہانہ مل گیا

لوح پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان
مشتری کو بر سجدہ آستانہ مل گیا

واغت شرماکر نکل آئے صدف کے بحر مین
موج کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا

کیا صفا ہے جتنے نقطے تھے وہ موتی بن گئے
ہنس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا

محو مدحت اُڑ کے جا بیٹھا ہما سا فکر پر
مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا

بندش صاف آئینہ ہے خود نمائی کے لیے
شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا

سال سے ہے اوج نجم مشتری روشن امیر
جسکو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا
۱۲۷۳ھ

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گہر عالی نژاد
ہے سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے

موجد انداز تحریر طلسم لکھنؤ
اور وصف انکے ہین باہر حیطہ ترقیم سے

نظم اک غنچہ ہے انکی بوستان طبع کا
نثر اک گل ہے بہار روضۂ تعلیم سے

اب ہوئے ہین مخزن اخبار مین گوہر فشان
ہونگے مفلس مالدار اس پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہہ بھرا ہے ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو برائے مخزن
گفت در گوش دلم ہاتفے از غیب سخن

چار بر گیر بتعداد حروف از مخزن
نصف یکبار بیفزا و دو بارش کم کن
۱۲۱۳ع

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیرآبادی

چو ام منشی دیوان اکرم
کرم احمد کہ مقبول خدا باد

سفر اندر صفر فرمود زین دہر
بچشم حور خاکش توتیا باد

جہان از رحلتش ویران شد و خلد	ہمین مقدم او گشت آباد
امیر این مصرع تاریخ بنوشت بزیر دامن خیر النسا باد	

۱۲۸۳ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفی آباد عرف رامپور

مبارک ہو اے شاعران سخندان فصاحت بلاغت نزاکت لطافت امیر اسکی تاریخ کہنے کے خاطر	چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان معانی بے حد تھے مضامین پہ قربان ہوا فکر مین جب کہ سر در گریبان
ندا غیب سے اُسکے کانون مین آئی کہ اوگکار نواب یوسف علیخان	

قطعہ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمائش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی تاریخ مین امیر تکلف ہے کیا ضرور	ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیے راز و نیاز عاشق و معشوق جانیے

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی ستر ہوین ہجر تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر	کی شیخ وحید عصر نے آج قضا رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا

۱۲۸۱ھ

قطعہ تاریخ تہنیت سواری حضور پر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی دیکھکر اُسکی سواری کا تزک	پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار چشم نرگس بن کے شرمائی بہار

آمد آمد جب سواری کی ہوئی
رنگ یہ اسکی سواری کا جما
کرتی ہے باد بہاری سے حضور
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین

دھوم اُڑی آئی بہار آئی بہار
ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
ہر قدم پر جبہ فرسائی بہار
بھر کے بیلے کے یہ لائی بہار

یہ بدیہہ ہوگئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تمہید جشن صحت بندگان والا مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر
باد اے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبان شاہد عشق
عید کا چاند چرخ پر نکلا
دور دور قران سعد آیا
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا
دون بہر نگ کی اُسے کیجیے
عید سی عید ہے خوشی سی خوشی
اصل مقصود جشن صحت ہے
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو
ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم
دیکھکر بخشش و نوال حضور
جوڑے زہرہ وشون ذرہ پائے
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر

کہ ہوئی صبح عید شام اُمید
کھل گئی قفل آرزو کی کلید
ہین ہم آغوش مشتری ناہید
مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
جشن صحت اِدھر اُدھر ہے عید
ہے عجب ساعت سعید و حمید
عید ماہ صیام ہے تمہید
وصل مین وصل اور دید مین دید
کہ یہ عالم نہ دید ہے نہ شنید
چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
اطلس چرخ جنکے آگے خرید
کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم

جشن بن جشن اور عید بن عید

قطعہ تاریخ جشن صحت

شرف وان مہر کو ہے یان عروج ماہ دولت دو ہی
عجب صحبت عجیب جلسہ عجیب شادی کی ساعت ہی

کسی سال ہمایون ہاتھہ آتا ہی امیر اسیا
مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہی

قطعہ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا
جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریان من

تاب از دل رفت و دل از دست و از کار رفت
رفتن او جملہ برہم زد سر و سامان من

تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان
چاک شد مانند دامان سحر دامان من

شکر منتہای او ایمان خود دانستہ ام
ذکر او تا بودہ ام بو دست حرز جان من

بسکہ از شور فغانم محشری برپا شدہ است
شیو و شور قیامت ہر نفس قربان من

گریہ ام در ماتمش رنگ فراوانی گرفت
می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامان من

بہر سال آن عزیز مصر دلہا گفت امیر
سند آرای جنان شد یوسف دوران من
۱۲۸۱ھ

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفے آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت نے
تخت پر جب جلوس فرمایا

فرط بالیدگی سے وقت جلوس
پایۂ عرش تخت نے پایا

عرشیون نے کہا مبارک ہو
فرشیون کے سر دن پہ یہ سایا

سایۂ اس سایۂ الٰہی
ابر رحمت کی طرح سے چھایا

تخت دولت پہ ماہ دولت نے
مہر ہوکر جلوس فرمایا

مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا
ندر کو آسمان نور انجم
نور سے طور ہو گئی کو ٹھی
کیون نہ خوش ہون محمدی مشرب
اِس سلیمان نے خلق سے اپنے
جی اُٹھا جس سے چار باتین کین
چھلک گئے مے کشان بزم سوال
نئے سر سے جوان ہوا اقبال
ہے یہ سرتاج تاجدارون کا

ماہ کامل فلک پہ شرمایا
طبق ماہتاب مین لایا
پرتو حسن نے یہ چمکایا
عہد خلق محمدی آیا
خاتم دل پہ نقش ٹھپلایا
رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
جام جود و کرم جو چھلکایا
نخل دولت مراد پر آیا
اسپر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے امیر سال جلوس
دور دور فلاح خلق آیا
١٢٨١ھ

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوے مسند نشین
ڈھل گئی ہے نور کے سانچے مین تاریخ ای امیر
نور فیض کبریائی سے جو مالا مال ہین
آفتاب آسمان دولت و اقبال ہین
١٢٨١ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رامپور

آن گرامی گوہر قدسی نفس
گفت امیر سمت جان سال رحیل
رحلت از دنیاے فانی چون نمود
صاحب ایمان سراپا خیر بود
١٢٩٩ھ

ایضاً

اللہ نے جو صفت عطا اُنکو کیے تھے
رحلت کی امیر اُنکی کہی مین نے یہ تاریخ
وہ آ نہین سکتے ہین قیاس بشری مین
باللہ ملک تھے وہ لباس بشری مین
١٢٩٩ھ

ترجیع بند

قاصد خوش خبر رحمت غفار آمد — بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد
قطرہ زن آمد و با دست گہر بار آمد — ہمچو سیلاب بہاران سوے گلزار آمد

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہیں — جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہیں
جھومتے ہیں جو شجر سرو ہوا کھاتے ہیں — رقص کرتے ہیں تو طاؤس پہ چلاتے ہیں

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان میں نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی — پھر ہوا سر و چلی وجہ یہی اسکی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی — نہیں معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تو تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو — دیکھنے شاہد مقصود کے جوبن کو چلو
سیر کا وقت ہی گر دان کے دامن کو چلو — بیٹھنا گھر میں مناسب نہیں گلشن کو چلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہیں مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہی — ہر روش ناچتے ہیں مور گھٹا چھائی ہی
لطف برسات کا ہی زور گھٹا چھائی ہی — صحن گلزار میں گھنگھور گھٹا چھائی ہی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زمینین مے کی دکانون کی خداداد ہوئین
خاطرین قید غم دہر سے آزاد ہوئین
اُڑ چلین بوتلین ایسی کہ پریزاد ہوئین
بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلا کے سنائی کیسی
شکل اُمید مقدر نے دکھائی کیسی
ہان مین ہان کوندھ کی بجلی نے ملائی کیسی
تھی تمنا جو تھین آج بر آئی کیسی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اسطرح کا جیسے کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو
شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر سر مو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دیا ہے پہلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ چلے
مقدرت ہو کہ نہو کام چلے یا نہ چلے
خانقہ مین ہے جو زاہد سوے میخانہ چلے
زور جب تک کہ چلے بادۂ مستانہ چلے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہے زیر فلک جلوہ گری
زاہد خشک بھی دیکھین گے تماشاے تری
ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہے پری
کشت امید ہوئی بادہ پرستون کی ہری

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر

فضل خالق نے کیا کھل گئے امید کے در | کہد و مہر کاروں سے میخوار دن کو کردین یہ خبر

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لب یار آمد

رخ جو ہین زرد وہ گلنار نظر آینگے
لالہ رو صاحب آزار نظر آینگے
جتنے زہاد ہین میخوار نظر آینگے
زعفران زار چمن زار نظر آینگے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لب یار آمد

اب نہ پوچھو کہ احوال یہان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہے
کر سکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لب یار آمد

جتنے میکش ہین امیر انکو سنا دی یہ پیام
کہ انھین کے لیے یہ عیش کے سامان ہین مدام
دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
فیض سے انکے ملتا ہے یہ تمکو لب جام

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لب یار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روز عید مسرت فزا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے
جب تک کہ کعبہ قبلہ اہل صفا رہے
مسجود جب تلک حرم کبریا رہے

قربان ہو تجنیہ عید سعادت فدا رہے
بالائے فرق سایۂ بال ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے | جبتک فروغ زہرہ و نور سہا رہے

جبتک جہان مین چار عناصر کی جار ہے
جبتک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

مثل زمین سپہر ترے زیر پا رہے
سر پر مدام سایہ دست خدا رہے

مسجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر
جبتک کہ معتکف رہین محراب مین بشر
جبتک نمازیون کے جھکین مسجد و نمین سر
جبتک وظیفہ خوان رہین زہاد ہر سحر

یارب صف انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر مین پھولین پھلین شجر
غنچے کھلین نسیم سے جب تک کہ ہر سحر
جبتک دماغ و چشم کو دین رنگ و بو ثمر
شبنم ہو گوش گل کے لیے جب تلک گہر

خندان گل مراد ہو فضل خدا رہے
نخل مراد مین ثمر مدعا رہے

جبتک کہ ابر تر سے چمن فیض یاب ہو
جب تک صدف مین گوہر با آب و تاب ہو
جب تک کہ ماہ آئینہ آفتاب ہو
جبتک کہ سنگ معدن لعل خوش آب ہو

ہر وقت دُر فشان کف جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

آباد جب تلک ہی جہان مین جہان علم
جبتک کہ مدرسون مین ہو جوش بیان علم
جبتک کوئی زمین ہے کوئی آسمان علم
جبتک کہ بحث علم کرین طالبان علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرز کلام عیسی اعجاز نما رہے

جبتک کہ فوج نجم پہ ہے تیغ مہر تیز
اضداد اربعہ مین رہے جبتلک ستیز
جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
جب تک دلون کو آب کرے خوف رستخیز

فرق حسود زیر سم باد پا رہے
شمشیر ترے عدل کی کشور کشا رہے

جبتک جہان مین گردش لیل و نہار ہے
جبتک کہ گرم معرکہ گیر و دار ہے

شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار ہے
کچھ خبر جب تلک کہ ہے کچھ اختیار ہے

دولت تری زیادہ ہو قسمت سوار ہے
باقبال حاضر در دولت سدا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہر بلبل کے دل مین داغ
پروانہ جب تلک کہ رہے عاشق چراغ

جبتک ہر فاختہ کو تمناے سرو باغ
آشفتہ عشق مہ سے تا کبک کا دماغ

عارض پہ جان جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا بستہ زلف دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین
جب تک نگاہ یار کو شاعر سنان کہین

جبتک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہین
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین

شل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اسکا جگر نشانہ تیر قضا رہے

جب تک صدف مین قطرہ نیسان گہر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے

تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہر گل مین رنگ و بو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہو چار سو

جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہے آب جو
جبتک کہ گل ہے جام ہر اک غنچہ ہے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے

اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

ایسا جہان مین حکم کا سکہ بٹھا دیا
نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا

اسدرجہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا
نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے ٹھہار ہے
نام آور دن کے نام رہے بھی تو کیا رہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو
فرحت رہے مدام مسرت زیادہ ہو

ہر روز روز بازوے قدرت زیادہ ہو
عالم ہو زیر حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظل رسول سایۂ مسکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانون کو قوت نصیب ہے
جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہے

کانون کو جب تلک کہ سماعت نصیب ہے
آنکھون جب تلک کہ بصارت نصیب ہے

جان و دل امیر تجھی پر فدا رہے
اُسکو کسی سے کام نہ تیرے سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم تعلقہ دار سندیلہ تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و نصیر
کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر

چھپا ہے مطبع مین دیوان امیر احمدؐ کا
کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر

کرین مطالعہ اسکا بدیدۂ انصاف
کھینچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر

جو واسطے کو ہوئی فکر از پے تاریخ
کہا زبان قلم نے طفیل فیض اسیر
سنہ ۱۲۹۰ھ

تاریخ طبع حال از سخنور باکمال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل تحسب ایما مطبع سلمہ المتعال

کنون گردید شایع بار ثالث
عجب دیوان اعلےٰ مرآۃ الغیب

پے تاریخ عاقل کرد تحریر
بوقت طبع زیبا مرآۃ الغیب
۱۳۰۹ھ

تاریخ طبع جدید از ابو ناظم مولنا محمد حامد علیخان حامد مصحح مطبع تلمیذ مصنف دیوان ہذا خلف اکبر حافظ غلام علیخان رئیس شاہ آباد

اے زہے منشی نولکشور سی۔ آئی۔ ای
آپکا نیر اقبال درخشندہ رہے
سب مطالب تو ہوئے آپ کے دل کے حاصل
باغ عالم میں ہوا خواہ رہیں آپ کی خوش
بار آور ہو سدا آپ کا نخل امید
آپ کی ذات سے کیا کیا نہیں جاری ہی فیض
جن سے مخلوق ہوئی ہی متمتع کیا کیا
عربی فارسی اردو ہی پہ موقوف نہیں
ایسی کسوقت میں بکتی تھیں کتابیں ارزاں
علماء و فضلا آپ کے نوکر چھپ کر
کیسے نقاش مصور بھی ہیں کیسے کیسے
ورد دولت سے غرض اہل ہنر کا ہا دے
حشر تک آپ کو اللہ سلامت رکھے
مدح ممدوح بس اب ختم کر دے حامد
لینے دیوان جو استاد کا ہے اب یہ چھپا
ایسے استاد زمانے مین کہاں ہوتے ہیں
پیشوائے شعرا قبلۂ دین و دنیا
منشی و مولوی و مفتی و الاؔفطنت
کون ہے جو نہیں واقف ہی امیر احمد سے
الغرض جبکہ مکمل ہوا جب یہ دیوان
اُسنے فرمایا کہ لکھ دو یہ ادب کی رو سے

مادر دہر جنین پور نزائید و نزاد
فضل خالق سے رہیں آپ ہمیشہ آباد
وہ بھی پوری ہو جو ہو اور کوئی دل کی مراد
اور اعدا ہوں بگولے کی طرح سب برباد
دل پر نور کی باقی نہ رہے کوئی مراد
آپنے ہیں یہ مطابع کیے ایسے ایجاد
جن سے ہر شخص کی دارین کی برآئی مراد
ناگری ہندی ہر اک علم کی ڈالی بنیاد
ایسی کسوقت میں مخلوق کی حاصل تھی مراد
ستر فاد سمجھا آپ کے وقف امداد
رشک مانی ہے کوئی کوئی ہی فخر بہزاد
عزت افزائی سے ہی آپ کی ہر اک دل شاد
کارخانہ بھی یہ قایم رہے تا یوم تناد
اصل مطلب جو ہے اسکو بھی ذرا رکھو یاد
اُسکی تاریخ لکھو تا کہ ملے تمکو داد
شاعری جنکی طبیعت کی ہے ادنی ایجاد
کعبۂ ہر دو سرا ذی منش و عالی نژاد
ظاہرا با ہمہ باطن زہمہ بل آزاد
حشر تک اے مرے اللہ رکھ انکو آباد
سنیے تاریخ کو ہاتف سے کہا کر ارشاد
اللہ اللہ چھپا خوب کلام استاد
۱۳۰۹ھ

دیوان گویا۔ تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر بعنوان نو۔

دیوان رند۔ تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنوی شاگرد آتش

دیوان فدا۔ نہایت عمدہ دیوان تصنیف مولوی فدا حسین صاحب۔

گلدستہ امانت۔ مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے۔

دیوان اسیر۔ منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر نامور

دیوان غافل۔ تصنیف جناب منور خان صاحب غافل ہمسایہ آتش و ناسخ۔

دیوان ذوق۔ کلیات سید ابراہیم دہلوی متخلص بہ ذوق۔

منتخبات میر درد و سودا۔ واسطے مدارس کے طبع ہوا۔

دیوان صادق مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب۔

گلدستہ نعت۔ از محمد واحد علیخان۔

نعت سروری۔ دیوان ہے غزلیات ردیف وار در نعت سرور کائنات از مفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔

دیوان لطف۔ یہ عمدہ دیوان پاکیزہ اور عجیب ہے۔

مجمع الاشعار۔ مجموعہ کلام اساتذہ۔

دیوان ہنجار سالک۔ مولفہ مرزا قربانعلی بیگ صاحب۔

دیوان نیاز تصنیف شاہ نیاز احمد اردو و فارسی

دیوان شہیدی مشہور شاعر کا کلام ہے عمدہ طبع جدید

دیوان سحر۔ ملقب بسحر سامری۔ اچھا کلام ہے

دیوان غالب۔ دہلوی اردو کئی مرتبہ مختلف مقامات مین طبع ہوا اور پھر خریداروں کی خواہش باقی رہی آخرکار اس مطبع مین منقول مطبوعہ نظامی سے چھپا۔

دیوان نشاط الاحباب۔ از بابو ہرگوبند سہائے صاحب۔

دیوان جرار مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بہ جرار

چمن بے نظیر۔ مجموعہ کلام شعرائے قدیم۔

دیوان امیر۔ از سید امیر الدین۔

دیوان قلق مظہر عشق تصنیف آفتاب الدولہ خواجہ اسد قلق۔

دیوان بہار عرب۔ مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب مصطفے آبادی نعت رسول مقبول مین۔

دیوان واسطی مصنفہ سید مولوی فضل رسول صاحب بہادر تعلقہ دار۔

دیوان عاشق۔ مصنفہ پنڈت کنھیالال صاحب تخلص عاشق۔

دیوان خواجہ میر درد۔ یہ کلام شاعر صاحب باطن کا ہے

دیوان بحر اسرار حقیقت مصنفہ حضرت صل علے صاحب در نعت خاتم المرسلین۔

دیوان ہشیار منظومہ منشی کیول رام صاحب غزلیات وغیرہ۔

غنچہ آرزو دیوان صبا۔ از میر وزیر صبا۔

دیوان ضامن۔ از سید ضامن شاہ۔

دیوان نواب علاء الدولہ تخلص فقیر مطبوعہ دہلی

دیوان مخزن شوق۔ اردو غزلیات بطرح حضرت ذوق دہلوی ایک کالم مین غزل حضرت ذوق اور دوسری کالم مین مقابل غزل طبعزاد منشی ہرچند رائے صاحب سروہنی ہرچند تخلص۔

دیوان شائستہ پاسخ۔ دیوان دوم منشی ہرچند رائے صاحب سروہنی تخلص ہرچند بمقابلہ غزلیات شیخ امام بخش ناسخ۔

دیوان ولی۔ یہ دیوان زبان ریختہ قدیم تصنیف شاہ ولی اللہ ولی تخلص گجراتی جو ابتدائی شاعر ہین موجد نظم زبان ریختہ کے کہ جنکے سبب سے بنیاد شاعری اردو نے رواج پایا یہ نایاب دیوان ہے عنقا صفت۔

سراپا سخن - مولفہ سید محسن علی مرحوم شعرائے قدیم کا تذکرہ ہے

گلدستہ سخن - شعرائے لکھنؤ وغیرہ کی غزلیں ہر طرح مشاعرہ میں جو اس مطبع میں حسب تحریک مولوی ابوالحسن صاحب کے بدل توجہ منشی مظفر علیخان صاحب اسیر مرتب ہوا -

شمس فیض - از منشی غلام محمد خان خبیر تخلص قصاید مدحیہ ولیعہد بہادر والی سور ... اور قصہ خیالی منظوم آخر میں ہیں -

گلشن فیض - قصاید مدحیہ از شیخ بہار الدین صاحب

تحریر سرور - ایضاً اور آخر میں قصہ چار درویش ... نظم کیا ہے -

بارہ ماسہ - کاشی پرشاد کا تصنیف کیا ہوا کھڑی بولی میں ہے

بارہ ماسہ - کنھیا لال مصنف نے بارہ مہینوں کو ذوق و شوق میں لکھا ہے -

بارہ ماسہ - سندر کی حال بارہ مہینوں کا -

بارہ ماسہ رنج تصنیف شیخ عباد اللہ عرف بادل تخلص رنج مطبوعہ ثمر ہند -

مسدس کریما - نظیر اکبرآبادی نے ابیات کریما کی تضمین کی ہے -

خمسہ محمدیہ - در فضائل پیغمبر ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از مولوی نجم الدین صاحب نجم

کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین - یہ ایک مجموعہ غرائب روزگار از طبع سخن آفرین شیخ محمد علی حزین اس مجموعہ میں کتب ذیل شامل ہیں - سوانح عمری حضرت مصنف - تواریخ سلاطین قصائد نعتیہ آئمہ اطہار دیوان مثنویات صفیر دل وچمن انجمن و مثنوی خرابات فرہنگ نامہ و تذکرة العاشقین وغیرہ -

کلیات مرزا بیدل - اس کلیات میں چار کتابیں ہیں - نکات بیدل - رقعات بیدل دیوان بیدل عناصر بیدل -

دیوان بیدل - نقل از نسخہ ولایت -

کلیات سعدی شیرازی - اسمیں رسائل مفصلہ ذیل ہیں - دیباچہ کلیات - کریما - گلستان - بوستان قصائد عربیہ - قصائد فارسیہ مراثی ترجیعات طیبات بدائع خواتیم - غزلیات قدیم و صاحبیہ مفردات قطعات رباعیات مثنویات مقطعات مطائبات ہزلیات خاتمہ کاغذ مفید مطبوعہ جدید

کلیات نظم غالب - فارسی عالیجناب میرزا اسد اللہ خان بہادر دہلوی کا کلیات -

دیوان صائب - کامل ز نتائج طبع مرزا محمد علی صاحب تبریزی مشاہیر شعرائے فارسی سے -

کلیات عناصر - دو دواوین خرد دہلوی مجموعہ چار دیوان -

دیوان تحفة الصغرا - جو کلام صغر سن میں تالیف فرمایا -

دیوان وسط الحیٰوة - کلام جوانی دیوان غرة الکمال جو بکمال عمر چالیس برس میں تصنیف فرمایا دیوان بقیہ نقیہ جو کہ پیری میں تصنیف فرمایا -

کلیات جامی - یہ کلیات ولایت کے خط کا لکھا ہوا بہم پہونچا اسی سے نقل ہو کر چھپا -

کلیات نظیری - نیشاپوری مع شرح -

کلیات ظہیر فاریابی - قصائد و دیوان و رباعیات و قطعات وغیرہ -